بسم اللہ الرحمن الرحیم

نذر

بحضور ملازمان اقدس اعلیٰ حضرت قدر قدرت سکندر شوکت
فریدون سطوت ہز ہائی نس نواب افتخار علیخان بہادر
صولت جنگ والی جاورہ عرف گلشن آباد دام ملکہ و اقبالہ

فصل بہار آئی چلی جانفزا ہوا
لکھی ہے جسکی مدحت نواب نوقار
وہ جسکا نام باعث تسکین قلب ہے
پردیس میں بھی جسکے سبب سے ہے آبرو
وہ کون افتخار علیخان ذیحشم
خان فلک وقار سپہر ذو الاقتدار
جرأت میں بے نظیر سخاوت میں بے عدیل
پھر اہوا ہو شیر نوبہار سے بہہ ٹوک کر
سرسبز ہے رعایا میں کوشش سے آپکی
عفو و کرم ضمیر میں داخل ہے آپکے
پھر اوس کے ساتھ ہی ہے عدالت کا یہ خیال

ق

ساقی کدھر ہے جام مے ارغوان پلا
ہے جسکے دم سے رونق بازار اعتلا
وہ جسکی یاد ہے غم غربت میں جانفزا
کہلاتے ہیں یہان بھی اسی در کے ہم گدا
جسکے نسیم خلق سے گلشن ہے جاورا
خاقان بھی جسکے در کا ہے ادنیٰ سا اک گدا
ہے اوسکا انحصار نہ ہے اسکی انتہا
دریا ہو موتیوں کا تو دے اوسکو بھی لٹا
مدنظر ہے ملک کا ہر وقت فائدا
کرتے ہیں چشم پوشیاں دیکھیں بھی گر خطا
مایوس داد خواہ نہ در سے کوئی پھرا

بیٹھا ہوا یہ خوف سیاست دلون پہ ہے
سب خوبیان وہ ذات مبارک مین جمع ہین
انکے صفات مجھسے بیان ہون محال ہے
ان ہرزہ گوییون سے ہے منظور عرض حال
کیا اوس سے ہو سکیگی بھلا نکتہ پروری
فکر سخن کو چاہئے تازہ دل و دماغ
لیکن تھا بچپنے سے جو دلکو مذاق شعر
شاگردی حبیب کا حاصل ہوا جو فخر
دیوان کی شکل مین ہوا مطبوع وہ کلام
تھی آرزو کہ پیش کرون جو حضور مین
معنون ہو جو نام مبارک سے آپکے
پر دلکو ہے امید کہ ہوگی قبول نذر
عالم اوٹھاو ہاتھ کہ وقت دعا ہے

حرف غلط کیطرح مٹا نام ظلم کا
نقشا ملکداری و شاہی تھین جو سدا
ہین سب وہ واقعات کرون جو مبالغا
حاشا کہ شاعری کا نہین مجھکو ادعا
جو میری طرح ہو غم غربت مین مبتلا
فکر معاش سے نہین فرصت جہان ذرا
تشبیب سے زبان کے ورلے سنجیدہ کردیا
آئینہ میرے طبع کا بھی پا گیا جلا
دو سال کے قیام دکن مین جو کچھ کہا
پر کیا کرون کہ دور ہون دربار سے پڑا
لایق نہین ہے اسکے اگرچہ سخن مرا
فدوی خاص مین ہی ہون آخر حضور کا
درگاہ کبریا مین کرو دل سے التجا

اقبال و جاہ و حشمت و دولت دو چند ہو
دلشاد و بامراد ہمیشہ رکھے خدا

کمترین بندہ

دعاگو سرکار فدوی جان نثار عالمگیر محمد خان عالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترے جمال کا پرتو مری نظر مین رہا
ہزار شکر یہہ سودا ہمیشہ سر مین رہا

مجھے عزیز ہے وہ داغ جو جگر مین رہا
سواد چشم کی صورت کلف قمر مین رہا

برائے نام بنا گرچہ فاعل مختار
مگر نہ دخل مجھے کوئی خیر و شر مین رہا

کہونگا کیا مرے مالک سے گر وہ پوچھیگا
وطن کو بہولے لگے کیون بلا تون سفر مین رہا

گہر نثار کرینگے کسی پہ کیا آنکھین
نہ ایک اشک بہی دامان چشم تر مین رہا

نگاہ شوق بنی جا کے جزو عین جمال
جو نارسا تہا وہ حیرت کی رہگذر مین رہا

زبان کا کام ہے مدح رسول و آل رسول
یہہ شوق نور یقین بنکے چشم سر مین رہا

وہی ہے رتبہ یاران مصطفےٰ عالم
شرف نجوم کا جو پہلوئے قمر مین رہا

کون اوس عارض تابان کے مقابل ٹہیرا
کبہی ٹہیرا بہی تو اگشت مہ کامل ٹہیرا

تن لرزاں پہ کفن بھی تو بمشکل ٹھیرا
نہ وہ آئی دم آخر نہ مرا دل ٹھیرا

چشم مجنون مین رہی صورت لیلی ٹھیرا
اوسکا دامان نظر پردۂ محمل ٹھیرا

مہربان ہوکے وہ یہہ کہتے ہین مجھسے ہنسکر
لے ترے ڈر لگے ٹھیرنے سے مرا دل ٹھیرا

کہتے جاتے ہین وہ یہہ اپنی جھلک دکھلا کے
آج دیکھا ہمین تمنے دل بسمل ٹھیرا

امتحان لیجئے عشاق کا کھل جائیگا
کون ہوکر نگہ ناز کا بسمل ٹھیرا

کشتۂ ناز ہوا اپنی خوشی سے عاشق
خون بہا کا کسے دعوی تھا جو قاتل ٹھیرا

بوالہوس جو تھے بھلا اونکے قدم کیا جمتے
راہ الفت مین ترا عاشق بیدل ٹھیرا

آجکل سارے سخن سنجون مین بنا اوستاد
ماہر علم بیان فاضل کامل ٹھیرا

دیکھکر شیخ کو میخانے مین کہتے ہین یہ رند
شکر ہی تھا جو مخالف وہ قائل ٹھیرا

مرض عشق سے دشوار تھا بچنا میرا
اونکا خط دیکھکے دم تن مین بمشکل ٹھیرا

حکم دیتے ہو گدا جان کے پہر جانیکا
بوسہ مانگا مری جان تمسے تو سائل ٹھیرا

ناز سے کہتے ہین وہ جھکنے سارا عالم
عالم آخر کو مرے حسن پہ مائل ٹھیرا

آج سے مین بھی ہوا چاہنے والا تیرا
لوگ کہنے لگے عاشق ترا شیدا تیرا

بھولتا کب ہے کسیدم رخ زیبا تیرا
رات دن آنکھون مین پھرتا ہے سراپا تیرا

جب سے دیکھا ہے تجھے بام پہ اے رشک قمر
ہوگیا ہون مین اوسی روز سے شیدا تیرا

لے خبر جلد خدا کیلئے اے رشک مسیح
دار فانی سے چلا چاہنے والا تیرا

کھل گئی زلف ہوا آنکھون مین عالم تاریک
کیا نظر آئے چھپا چاند سا چہرا تیرا

فیصلہ کر لیا جب اسکا کہ بسمل ہے تو — کسطرح چاہیگا پھر غیر کو شیدا تیرا

رحم کر پھر خدا کچھہ تو مرے حال پہ بھی — زندگی تلخ کئے دیتا ہے چھٹنا تیرا

ایک بوسہ ہی پہ ایسے ہوئے برہم صاحب — لب پہ آنے لگا ہر بات مین ہیرا تیرا

وہ شب وصل لپٹ کر یہہ دعا کرتے ہین — ساتھہ دنیا مین رہے یون ہی ہمارا تیرا

یاد پھر اوس شہ خوبان نے کیا ہی عالم
اب تو کچھہ اور ہی کہتا ہے نصیبا تیرا

جلد سر کاٹ لے فدائی کا — بوجھہ اوٹھتا نہین جدائی کا

دل کو تسکین برائے نام نہین — وعدہ شاہد ہے بیوفائی کا

آج رندون مین سے ملگئے زاہد — خون کیا اپنی پارسائی کا

مرض عشق کا علاج نہین — ناطقہ بند ہے خدائی کا

دل آگاہ کر عطا مجھکو — واسطہ اپنی کبریائی کا۔

صاف کہدے تجھے خدا کی قسم — کیا سبب اسقدر رکھائی کا

جسنے چوسی تری لب شیرین — نام کیا لے کسی مٹھائی کا

وہ شب وصل مجھہ سے یہہ بولے — یاد ہے تمکو دن جدائی کا

مانگا بوسہ تو بولے جھنجلا کر — نہین عادی مین اس ڈھٹائی کا

یون مروکرکے چاہ حضرت خضر — یہہ طریقہ ہے آشنائی کا

اٹھو عالم بتون کے کوچہ سے

تنگ عرصہ نہین خدائی کا

ڈوب کر دل مرا کہان نکلا
ابھی یان تہا ابھی وہان نکلا

دل بیتاب اون کے کوچہ سے
خاک ہو کر بھی شادمان نکلا

دوستون کو جدا کیا افسوس
فتنہ گر پھیر آسمان نکلا

میرے قسمت کی خوش نصیبی سے
دشمن جان بھی مہربان نکلا

بے ترے بزم غم ہے بزم سرور
جسکو دیکھا وہ نوحہ خوان نکلا

شب فرقت مین صبح تک دل سے
شعلے نکلے کبھی دہوان نکلا

پھونک دیگا قفس کو اے صیاد
بنکے خون گر دل طپان نکلا

آئے بھی وہ تو دو گھڑی کیلئے
دل کا ارمان ابھی کہان نکلا

ہوئی ساری خدائی دشمن جان
خیر وہ بت تو مہربان نکلا

کم سخن جسکو ہم سمجھتے تھے
سب سے بڑہ کر وہ بدزبان نکلا

کبھی وہم و خیال مین بھی نہ تہا
مجھسے جیسا وہ بدگمان نکلا

عام ہے جسکا خوان لطف و کرم
قصر دلمین وہ میہمان نکلا

جسکو نفرت تہی میرے کوچہ سے
لو ادہر سے وہ شادمان نکلا

سامنے تیرے قصہ یوسف
کہکے محجوب قصہ خوان نکلا

تیرے باب کرم سے اے ساقی
پیر بھی بنکے نوجوان نکلا

خود کہینگے وہ سنکے میری غزل

واہ عالم یہی خوش بیان نکلا

نہ ہوگا ستمگر اگر تو ہمارا
تو کیا ہو گا آباد پہلو ہمارا

خدا را کرو آکے آباد اسکو
ہے مدت سے ویران پہلو ہمارا

خرامان خرامان گلستان کے جانب
ٹہلنے کو جاتا ہے گلرو ہمارا

شب و روز مین اون سے چہٹ کر سیدم
ٹہرتا ہے دل اور نہ آنسو ہمارا

ستاتا بہت زور سے ہے یہ ظالم
کرین کیا نہین دلپہ قابو ہمارا

شب وصل دل کی تمنا بر آئی
کیا تمنے آباد پہلو ہمارا

پس مرگ تربت مین روتے رہین گے
تہمیگا نہ تا حشر آنسو ہمارا

دکہا کر کس انداز سے کہہ رہے ہین
یہہ ناگن کا جوڑا ہے گیسو ہمارا

خجل چاند ہوتا ہے رخ کے مقابل
جب آتا ہے کوٹھی پہ مہرو ہمارا

شب ہجر کی بیقراری کہین کیا
تہا اک جام سیماب پہلو ہمارا

خبر میرے مرنیکی سنکر وہ بولے
نہین دلپہ اسوقت قابو ہمارا

انہین کہینچ لاتا ہے جذب محبت
حسینون پہ چلتا ہے جادو ہمارا

نظر بازیون کا یہہ موقع ہے عالم
ادا سے کہڑا ہے پریرو ہمارا

سو چلکر کیا آسے تہے یہہ کیا ہوا
اپنی قسمت کا لکہا پورا ہوا

عشق مین تیرے رہا ثابت قدم
خلق مین ہر چند مین رسوا ہوا

خواب مین جلوه دکھایا کس نے آج — داغ تازه دلپه اک پیدا ہوا

اوس نے دیکھا گر پڑا مین راه مین — دیکھتے ہی دیکھتے یہه کیا ہوا

اونسے چھٹ کر سختیان سہتا ہون — میرے قسمت مین ہے یہه لکھا ہوا

آئے وه پرسا تہه لائے غیر کو — اینکدا جو کچہه ہوا اچھا ہوا

بوسه جب مانگا تو جہنجلا کر کہا — بیٹھے بیٹھے یہه نیا سودا ہوا

دیدیا دل اوس بت سفاک کو — ہائے نادانی ہوی رسوا ہوا

اک جہلک اپنی دکھا کر وه چھپے — مین تڑپتا رہگیا یہه کیا ہوا

باتون باتون مین اڑا کر لیگئے — مین کھڑا تکتا رہا دل کیا ہوا

وه چلے پازیب کے جہنکار سے — شور محشر ہر طرف برپا ہوا

ہے پیام اونکا که جا سوئے عدم — غم جدائی کا یون کہاتا ہوا

دیر گذری ٹل گیا آنیکا وقت — یا خدا قاصد کو میرے کیا ہوا

شیخ میخانه کو مسجد سے چلے — متقی سمجھے تہے ہم یہه کیا ہوا

بیٹھے بیٹھے یاد اون کی آگئی — چشم کا ہر چشمه اک دریا ہوا

مہر کا دم بہر رہا ہے آفتاب — عارض دلدار پر شیدا ہوا

فصل گل آئی پلا ساقی شراب — آسمان پر ابر ہے چھایا ہوا

کرنے دے ٹکڑے گریبان ناصحا — زندگی سے تنگ ہون بیٹھا ہوا

تا تہه دہو کر زندگی سے آج مین — ایک بحر حسن پر شیدا ہوا

جب کمر باندھی جہاد نفس پر نعرہ یا اللہ کا پیدا ہوا

ہے شفیق اوستاد عالم کا حبیب
خوش بیان یہہ ہوگیا گر گیا ہوا

مرے جان دل باوفا کیا ہوا کہو کچھہ تو بہر خدا کیا ہوا
لگی چوٹ دلبر وہ یاد آگئے مین بیخود ہون یہہ سانحا کیا ہوا
ستاتے ہو ناحق مجھے کیا خبر نہ پوچھو دل مبتلا کیا ہوا
گیا نامہ بر اتنک آیا نہین ستم اوسپہ کیا جانے کیا کیا ہوا
وہ بولے جنازہ مرا دیکھکر ابھی تھا یہہ اچھا بھلا کیا ہوا
چلے شیخ میخانے سے جھومتے وہ تقوی کا دعوی جو تھا کیا ہوا
عدو کٹ گئے بزم دلدار مین یہہ خون مرا تذکرا کیا ہوا
اوڑاکر وہ کہتے ہین کس ناز سے تمہارا دل مبتلا کیا ہوا
بنا جوش وحشت مین صحرا نورد سنا کچھہ ترا مبتلا کیا ہوا
خبر کچھہ سنا کوچہ زلف کی شب تار مین اے صبا کیا ہوا

حسینون کے جمگھٹ مین عالم کا دل
کدہر گم ہوا ایخدا کیا ہوا

اون سے جبکی ملی نظر لوٹا پر یہہ دل سب سے پیشتر لوٹا
دوش پر مار زلف گر لوٹا سانپ سینے پہ اکدہر لوٹا

یاد روے صبح مین شب ہجر
دل بیتاب تا سحر لوٹا

عقل زاہد پہ پڑ گئے پتھر
دیکھ کے دل بہت کو خاک پہ لوٹا

کچھہ نہ پوچھو وہ بگڑی جب شب وصل
دل مایوس کسقدر لوٹا

جان بین نے تڑپ تڑپ کر دی
تیری فرقت مین عمر بھر لوٹا

سب نے انگارے پہول بستر پر
شب وعدہ مین تا سحر لوٹا

شانہ زلفون مین جب کیا اوسنے
دل چہدا درد سے جگر لوٹا

تو نے کچھے گھڑ یکی دی ساقی
پیکے اک جام رات بھر لوٹا

نہ دیا اوسنے میرے خط کا جواب
در پہ جا جا کے نامہ بر لوٹا

کہا کے تیر نظر مین خون رویا
خاک پر پارۂ جگر لوٹا

ذبح کر کے اوٹھے وہ پہلو سے
یہہ نہ دیکھا مین کسقدر لوٹا

رخ سے پردہ اوٹھایا جب اوسنے
ایک عالم کا دل جگر لوٹا

کہہ نہین سکتے ہمنے کیا دیکھا
چہرہ اک آفتاب سا دیکھا

ہر طرح تمکو آزما دیکھا
نہ کہین ایسا بیوفا دیکھا

کیا کہین دل جلا کے کیا دیکھا
جلوۂ نور کبریا دیکھا

وان اشارہ ہوا جو ابرو کا
خنجر اک دل پہ چل گیا دیکھا

تیری زلفون مین پہنسا تھا دل
پہنکے دیوانہ پہنس گیا دیکھا

شاد آئی ہے اونکے کوچہ سے
تونے کیا جاکے وان صبا دیکھا

وہ تو دلہن نہان نہائے ہوسی
طور پر تمنے جاکے کیا دیکھا

شہرۂ حسن تیرا جس نے سنا
دشمن جانِ مبتلا دیکھا

دل تڑپتے ہوئے نظر آئے
دام گیسو جہان بچھا دیکھا

وقت بد مین شریک رہے دو الم
نہ برادر نہ آشنا دیکھا

شب فرقت مین میرے نالون سے
عرش کانپا فلک ہلا دیکھا

تنگ شوق ہر جگہ پہونچی
جلوۂ یار جا بجا دیکھا

تلخی غم سے ہے زبان کو کام
زندگی کا نہ کچھہ مزا دیکھا

شکر ہے کہتے ہین وہ وصل کی شب
اک تمہین ہمنے باوفا دیکھا

چھوڑتے کب ہین یہہ حسین دلکو
نہ چھپائے سے چھپ سکا دیکھا

اونکی فرقت مین اشک جاری ہین
ابر غم دلپہ چھا گیا دیکھا

اور لو لیکے دل وہ کہتے ہین
ہمسے ملنے کا فائدہ دیکھا

ہمنے موڑا وفا سے کسدن منہ
سہی کس شوق سے جفا دیکھا

ہوا اچھا نہ عشق کا بیمار
بے اثر ہو گئی دعا دیکھا

نہ دیا گر جواب خط نہ سہی
یہہ تو قاصد بتا پڑھا دیکھا

کیون نہ الفت وطن کی ہو عالم
آنکھہ کھولے تو جا ورا دیکھا

فریاد کا اثر ہے نہ دلبر نہ آہ کا
بیمہر کس طرح ہو یقین تیری چاہ کا

بسمل ہے دل مرا تری ترچھی نگاہ کا
شاہد ہے داغ الفت چشم سیاہ کا

ٹپکیں گے مہر و ماہ کے آنکھوں سے اشک خون
پہونچا دہوان فلک پہ اگر میری آہ کا

مجھسے خفا ہیں وصل کی شب آپ کیوں حضور
کہئے تو کیا قصور ہے اس بیگناہ کا

لایا ہے جذب دل شب تاریک میں تمہیں
تارا چمک اوٹھا مری بخت سیاہ کا

آنکھوں کو سیر دیر و حرم کے ہوس نہیں
پیش نظر سمان ہے تری جلوہ گاہ کا

مدت سے ڈھونڈتے ہے پھرتے ہیں مہر و ماہ
اب تک پتا ملا نہ تری جلوہ گاہ کا

باطل ہے گر کرے کوئی دعوائے ہمسری
شرمندہ نور سے ترے عارض سے ماہ کا

آیا ہوں گھر کو چھوڑ کے آصف کے ملک میں
لب تشنہ ہوں زلال عنایات شاہ کا

خدمت سی خوش ہو تم نہ اطاعت پسند ہی
صاحب نکالو کوئی تو رستہ نباہ کا

عالم جہان بخشش آصف سے فیض یاب
سنتے ہیں عذر غور سے ہر عذر خواہ سے

خال مشکین جو رخ رشک قمر پر نکلا
لوگ سمجھے فلک حسن پہ اختر نکلا

حلقۂ زلف میں پھنس کر کوئی کمتر نکلا
خوب تو اے دل بیتاب سنبھل کر نکلا

وصل کی شب مری قابو سی جو دلبر نکلا
ساتھ ہی اوسکے تڑپ کر دل مضطر نکلا

ناتوان صدمۂ فرقت نے کیا ہی ایسا
کوئی نالہ نہ مرے منہ سے برابر نکلا

ہائے قسمت جسے ہم جان سے پیارا سمجھے
قتل کرنیکو وہی کھینچ کے خنجر نکلا

دیکھکر عارض تابان ترا اے رشک قمر
چاند غیرت سے کہان آج فلک پر نکلا

ہوش جب دل سے سنبھالا نہ ملا چین کہین
کوئی دنیا مین نہ ہمسا بھی بداختر نکلا

باتون باتون مین بگڑ کر وہ اٹھے پہلو سے
ایک ارمان بھی نہ تیرا دل مضطر نکلا

سب حسین بازر ہے دعوی یکتائی سے
حسن و انداز مین اول ترا نمبر نکلا

آج بن ٹھنکے سربام وہ پھر آئے تھے
جس نے دیکھا یہہ کہا وہ مہ انور نکلا

نازنین پاکے جسے ہمنے محبت کی تھی
جب ٹٹولا تو دل اوس شوخ کا پتھر نکلا

خاک امید رکھین اب کوئی بیچرخ کہین
اپنا مطلب نہ کبھی تجھسے ستمگر نکلا

آشنا بحر محبت کا اسے کہتے ہین
آج کس شان سے دل میرا ابھر کر نکلا

ہے بھنور مین مرے ارمانونکا بیڑا اتبک
پہونچے ساحل پہ تو جانون کہ وہ تر کر نکلا

ملک الموت نے جسوقت قدم رکھا ہو
جز لحد ایسا جہان مین نہ کوئی گھر نکلا

نامہ بر میرا سمجھکر ہدف تیر کیا
سامنے اوس کے جہان کوئی کبوتر نکلا

نہ ٹلا پر نہ ٹلا سیکڑون صدمے جھیلے
اونکے کوچہ سے مین نکلا بھی تو مر کر نکلا

دل مرا لیکے وہ شوخی سے یہ فرماتی ہین
اس خریطہ مین تو ارمانونکا دفتر نکلا

واہ اے جذبۂ دل خوب اثر دکھلایا
ہوکے بیتاب وہ کاشانہ سے باہر نکلا

تختہ لالہ خودرو مری تربت پہ اوگا
مگر افسردہ رہا پھول کوئی گر نکلا

او نگلیان دور سے اوٹھنے لگین وہ آتی ہین
مین جو عالم طرف کوچۂ دلبر نکلا

کسیطرح خط قسمت کوئی بدل نہ سکا
لکھا تھا میرے مقدر مین جو وہ ٹل نہ سکا

دل تپیدہ سے خار الم نکل نہ سکا
وہ ہم سے کہہ نہ سکے کچھہ رقیب ٹل نہ سکا

جھلک دکھا کے وہ بسمل بنا گئے دلکو
ہزار طرح سے روکا مگر سنبھل نہ سکا

تپ فراق نے کچھہ ایسا کردیا لاغر
کہ مارے ضعف کے کروٹ بھی مین بدل نہ سکا

پھنسا جو کاکل مشکین مین پھر دل بیتاب
تو مثل طائر بے بال و پر نکل نہ سکا

غضب کا حسن ہے اوس شوخ کا خدا کی قسم
چراغ نور مہ چاردہ کا جل نہ سکا

ہے وقت نزع نکلتی ہے روح قالب سے
تمہاری دید کا ارمان مگر نکل نہ سکا

مین دل حسینون کی صحبت مین مفت کھو بیٹھا
اسے ہزار سنبھالا مگر سنبھل نہ سکا

شب وصال موذن نے ایسی جلدی کی
کہ پوری طور سے ارمان مرا نکل نہ سکا

نظر لڑاتے ہی ظالم نے کردیا بیچین
یہہ بیقرار ہوا دل کہ پھر سنبھل نہ سکا

تمہاری یاد نے بے صبر کردیا ایسا
کسیجگہ دل مضطر مرا بہل نہ سکا

حسد کی آگ مین خود جل بجھا رقیب آخر
ہمارے دلکو جلا کر وہ پھول پھل نہ سکا

نہ ایک وصل کی تدبیر بن پڑی عالم
ستم شعار یہ فقرہ کوئی بھی چل نہ سکا

جان دی دل دیا برباد گیا گھر اپنا
ہائے جب بھی نہ ہوا وہ بت کافر اپنا

دشمن جان ہی ہے چرخ ستمگر اپنا
اس کے چالون سے ہے گردش مین مقدر اپنا

راز دل جس سے کہا دوست سمجھکر اپنا
ہو گیا دشمن جانی وہی اکثر اپنا

عشق مین آپکے بدنام ہوے ہم ایسے
تذکرہ ہونے لگا دیکہئے گہر گہر اپنا

جب سے دیکھی ہی جہلک انکے رخ روشنکی
تب سے ابتک نہین ٹہیرا دل مضطر اپنا

ہے دم نزع ذرا جلکے یہہ کہدو اونسے
ابتو دیدار دکہا دین مجہے آکر اپنا

مدتین ہوگئین جب لیکی گیا تہا خط شوق
کیا ہی ابتک نہین پلٹا جو کبوتر اپنا

رہگیا دام مین زلفون کے تمہارے پہنسکر
لاکہہ تڑپا نہ چہٹا پر دل مضطر اپنا

کس دلاسے وہ شب وصل یہہ فرماتی ہین
آجکل پہلا حسینون ہی نمبر اپنا

وعدے کرکرکے مکر جاتے ہو تمہین سوبار
جان کر دل کوئی دیدے تمہین کیونکر اپنا

مجرم عشق ہون سر دینے پہ تیار ہون مین
آپ کیون کہینچ کے رہجاتے ہین خنجر اپنا

دام مین پہانسکے زلفون کے یہ فرماتے ہین
کیون بچایا نہین تمنے دل مضطر اپنا

بعد مدت کے وہ آئے ہین ہمارے گہر مین
للہ الحمد کہ چمکا ہے مقدر اپنا

حور کی ہے نہ تمنا نہ پری کی خواہش
ہمکو جنت مین بہی درکار ہے دلبر اپنا

مارڈالیگی جدائی تری ایجان جہان
دن بدن حال ہوا جاتا ہے ابتر اپنا

ہمنے تکلیف مین دیکھا نہ کسیکو ہمدرد
بس بہلا چاہتے ہین خویش و برادر اپنا

دیکھہ الفت کا ہے تیری یہہ نتیجہ اے شوخ
دن بدن ہجر مین اب حال ہی بدتر اپنا

ہائے افسوس شب وصل وہ بگڑی ہمسے
ایک ارمان بہی نہ نکلا یہہ مقدر اپنا

نگہ ناز سے ہوتے ہین ہزارون مقتول
کبہی عالم کو بہی دکہلائے جوہر اپنا

عشق بت مین شیخ کا بگڑا چلن ثابت ہوا
ٹیکا ماتھے پر لگایا برہمن ثابت ہوا

باسی افشان نے دکھائی زلف شبگون سہار پر
آسمان پر ڈنکو تارونکا چمن ثابت ہوا

کیسے کیسے ماہرو اس نے ملائے خاک مین
نوجوانون کا عدو چرخ کہن ثابت ہوا

نقش پہولون کے نمایان دو نو رخسارونپہ ہین
گل تھے گل تکیونپہ ایسے نازک بدن ثابت ہوا

کیا خبر تہی راہ الفت سخت ناہموار ہے
مرحلہ جو ہمکو پیش آیا کٹھن ثابت ہوا

یہہ نہ تہا معلوم دل لیکر مکر جائینگے صاف
ان حسینونمین بھرا ہے مکر و فن ثابت ہوا

جسطرف دیکھا اوٹھا کر آنکھ میدان صاف تھا
آج اے سفاک تیرا بانکپن ثابت ہوا

آنکھین حیرت مین ہین داغون کا تماشا دیکھکر
میرا دل سینہ مین طاؤس چمن ثابت ہوا

جب گئے گلشن مین تم کہملا گئے گل شرم سے
رشک بلبل اتو ہین اے گلبدن ثابت ہوا

اک نظر دیکھا جسے لیلی متاع دین و دل
آفت جان اب وہ ترک راہزن ثابت ہوا

ہوگئے احباب غربت مین یگانون سے سوا
یون سفر مین بہول جاتا ہے وطن ثابت ہوا

جمع ہین ارباب فن سارے جہان کے اسجگہ
قدردان بے شبہ ہین شاہ دکن ثابت ہوا

بام پر آکر اٹہائی تمنے جب منہ سے نقاب
چاند چمکا ہوگیا آخر گہن ثابت ہوا

غسل کرنیکو اوتارا اوس پری نے جب لباس
صاف مثل آئینہ سیمین بدن ثابت ہوا

زلف کہلتے ہی معطر ہوگیا میرا دماغ
اونکا جوڑا نافہ مشک ختن ثابت ہوا

جسکو دیکھا اک نظر تو نے کیا بسمل وہین
مردم دیدہ مرا اک شمشیرزن ثابت ہ

یا علی کہکر پڑے ہم ہٹ گئے سارے رقیب

بولے وہ تو آج عالم صف شکن ثابت ہوا

مجروح تیغ ابروئے خمدار ہو چکا
قاتل ہر خدا کیلئے وار ہو چکا

پامال بیگناہ مین سو بار ہو چکا
ہونا تھا جو وہ چرخ ستمگار ہو چکا

آئے نہ وہ گذر گئی وعدے کی بھی رات
میرا نصیب خواب سے بیدار ہو چکا

جھیلین تمہارے عشق مین کیا کیا مصیبتین
بدنام بارہا سر بازار ہو چکا

دل ہلگیا کباب کے صورت رقیب کا
جب مجھسے اون سے وصل کا اقرار ہو چکا

باقی ہے تھوڑی رات نہ جھگڑے بنائیے
للہ مان لیجئے انکار ہو چکا

ظالم نگاہ ناز کا وہ تیر اب نہ کھینچ
پڑتے ہی جگر سے مرے پار ہو چکا

یارب کہین وہ آکے دم نزع ایکبار
کیون اب تو میرا آخری دیدار ہو چکا

ایفا نہ ایکبار کیا تمنے جانجان
وعدہ برائے نام تو سو بار ہو چکا

ناصح کمند گیسوئے شبرنگ یار مین
مدت ہوئی دل اپنا گرفتار ہو چکا

اوٹھہ جا مرے سرہانے سے نادان طبیب
اچھا دوا سے عشق کا بیمار ہو چکا

کیا دونگا روز حشر خدا کو جواب مین
اوس بت کا عشق کر کے گنہگار ہو چکا

ہوئیگا کیا کسیکا یہہ کہنا شب وصال
للہ ہٹو جانے دو بس پیار ہو چکا

ہون دل گرفتہ مغز نہ کھا میرا ناصحا
ہونا تھا مجھکو عشق کا آزار ہو چکا

جلوہ دکھایا یار نے جسدم سے خواب مین
کہتا ہے خود نصیب مین بیدار ہو چکا

صبر و سکون ہے ہوش و خرد ہین نہ دین و دل
شہرہ میرا داخل سرکار ہو چکا

خانہ خراب عشق نے رسوا کیا مجھے
دل میرا مبتلائے بت عیار ہو چکا
بوسہ کا نام سنتے ہی بگڑی شب وصال
اتنی سی بات کہکے گنہگار ہو چکا
آباد حشر تک رہے میخانہ ساقیا
ساغر کو اب نہ بہر کہ مین سرشار ہو چکا
جسکو گئے تہے چھوڑ کے کل میہجان حضور
رخصت جہان سے آج وہ بیمار ہو چکا

عالم کو خوف آتش دوزخ کا کچھ نہین
دل سے غلام احمد مختار ہو چکا

آئیگا غیظ سے ابرو مین جو بل کیا ہوگا
مرنے والونکو ترے خوف اجل کیا ہوگا
انتظار آپکے وعدونکا کرون مین کبتک
یہہ کسیکو نہین معلوم ہے کل کیا ہوگا
کیا خبر حشر مین کیا گذریگی ہمپر واعظ
جب کسیکو نہین معلوم ہے کل کیا ہوگا
تیری عاشق پہ گران ہے شب فرقت ایسی
دیکہنے والے تردد مین ہین کل کیا ہوگا
جان ستان تہا مریجان آجکا آنا جانا
چلتے چلتے یہہ کہے جائیے کل کیا ہوگا
انکو اٹھوا لئے ہین غیر مخل صحبت
بزم عشرت مین رہا مین تو خلل کیا ہوگا
جسکے طینت مین کجی ہے نہ کبہی جائیگی
دور شانے سے تری زلف کا بل کیا ہوگا
قیمت دل ہی فقط اک نظر لطف و کرم
ایسے ہدیہ کا کوئی اور بدل کیا ہوگا
پیش آتا ہے مقدر کا لکہا روز ازل
تیری بتیا ہون سے رد و بدل کیا ہوگا
روش ظلم سے گرتا تہہ اٹہاتا نہین تو
بدلے مہندیکے مرا خون ہی مل کیا ہوگا
امتحان صبر کا لیتا ہے اگر اے سفاک
چٹکیون سے مرا دل خوب مسل کیا ہوگا

کبھی آکر شب فرقت مین اگر لی نہ خبر
مجھپہ احسان ترا اے پیک اجل کیا ہوگا
حاصل عمر ہے سرو قد دلدار کا عشق
اور اے نخل ریاضت ترا پھل کیا ہوگا

آج وان تیغ و کفن باندہکے جانا عالم
غیر آیا جو نظر پہلے پہل کیا ہوگا

مبتلائے زلف جو آفت کا مارا ہو گیا
خال عارض اوس کے قسمت کا ستارا ہو گیا
جن کا سایہ اوس پریوش کا نظارا ہو گیا
وحشت دل کا محرک ہر اشارا ہو گیا
دربدر تقدیر نے کہلوائین لاکھون ٹھوکرین
شکر ہے ملک دکن مین اب سہارا ہو گیا
چنکے افشان اپنے ماتھے پر لپیٹا تم نے وہ
شرم سے پنہان فلک پر ہر ستارا ہو گیا
مدتون سے آرزو تھی دیکھنے کی جسکی آج
شکر ہے اچھی طرح اوسکا نظارا ہو گیا
آہ تو نے کر دیا رسوا زمانے مین مجھے
مدتون کا راز پنہان آشکارا ہو گیا
ہجر مین آنکھون سے اوٹھا گر کبھی طوفان اشک
دامن تر اپنا دریا کا کنارا ہو گیا
کیا غضب ہے صاف کہتے ہین لیکر دل مرا
اب نہ ہوگا آپکو میرا اجارا ہو گیا

ہائے یہہ کہنا شب وصل اونکا عالم یاد ہے
آج سے میرے ہوئے تم مین تمہارا ہو گیا

تا کجا وصل مین شرمائیگا
کیا نہ گھونگٹ کبھی سرکائیگا
غیر سے آنکھ لڑا کر صاحب
پھر نہ اسطرح سے ترپائیگا
کیجئے ظلم نہ عاشق پہ بہت
ایکدن آپ ہی پچھتائیگا

وعدهٔ وصل نہ ٹل جائے کہین — شام ہوتے ہی چلے آئیگا

چھیڑئے ذکر نہ شب کا صاحب — کچھہ کہا ہمنے تو شرمائیگا

خون ہوجائینگے عشاق کے دل — مہندی غیر سے ملوائیگا

تھے جہان رات خبر ہے ہمکو — کچھہ پتا دینگے تو شرمائیگا

غیر سے ملنے کا کر لونگا یقین — گر مرے سر کی قسم کہائیگا

خانهٔ دل مین ہمارے اکدن — وعدہ فرمایئے کیون آئیگا

وصل کے ذکر پہ چپ ہوگئے کیون — منہ سے کیا کچھہ نہی فرمائیگا

دیکھئے جان ابہی دیدونگا — اوٹھکے پہلو سے اگر جائیگا

داستان شب فرقت ہم سے — آپ سنئیگا تو گھبرائیگا

نامہ بر کہدے یہ جا کر اونسے — منتظر بیٹھا ہون جلد آئیگا

قتل مین میرے اگر کی جلدی — ملئے گا ہاتہ تو پچھتائیگا

آگ پہلو مین بھڑک اوٹھے گی — غیر کو پاس نہ بٹھلائیگا

امتحان بھی سر محفل ہوجائے — ہان رقیبون کو تو بلوائیگا

ایک سے ایک ہے دنیا مین حسین — اوٹھتی جوبن پہ نہ اترائیگا

مرگیا مین جو یہ کہکر وہ چلے — شبکو تنہائی مین گھبرائیگا

ہو اگر آپکو پیارا ہے رقیب — بس زبان میری نہ کھلوائیگا

سیکڑون طائر دل ہونگے شکار — دام گیسو کا نہ پھیلائیگا

ملتفت ہوں نہ اگر وہ عالم
دل کسی اور سے بہلائے گا

ہمارے درد دل کا کوئی چارا ہو نہیں سکتا
مسیحا بھی اگر آئیں تو اچھا ہو نہیں سکتا

وہ فرماتے ہیں آئینہ میں صورت دیکھکر اپنی
صفا و حسن میں اب کوئی ہمسا ہو نہیں سکتا

سوال وصل جب کرتا ہوں میں اونسے تو جھنجلا کر
جواب صاف دیتے ہیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا

بٹھاؤ غیر کو پہلو میں یہہ دیکھا نہیں جاتا
چلے جاتے ہیں یاں اپنا گذارا ہو نہیں سکتا

اگرچہ چارہ گر سے مسیحا ہی اوتر آئیں
مریض غم کسی صورت سے اچھا ہو نہیں سکتا

وہ بزم آرا رقیب روسیہ پہلو بہ پہلو ہیں
میں دیکھوں جا کے یہہ حالت گوارا ہو نہیں سکتا

بنائی ہے خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت
حسین دنیا میں تجھسے بڑھکے پیدا ہو نہیں سکتا

وطن کی یاد کیا بھولیں گے ای دل قید غربت میں
ہیں وہ مجبوریاں جنسے نکلنا ہو نہیں سکتا

بھریں اونکا دم الفت میں جنہیں کے غیروں سے
خلاف وضع ہے ہمسے تو ایسا ہو نہیں سکتا

نہ اٹھوا عاشق مضطر کو اپنی راہ سے ظالم
ترے در کے سوا اسکا ٹھکانا ہو نہیں سکتا

جفا کاری میں وہ مشہور ہیں عالم مگر تسا
مروت میں وفاداری میں پیدا ہو نہیں سکتا

خدا دکھاتا ہے بندوں کو قدرتیں کیا کیا
بنا بنا کے بگاڑی ہیں صورتیں کیا کیا

مٹیں گے صفحۂ دل سے نہ یہہ قیامت تک
رہی ہیں آپکی ہمپر عنایتیں کیا کیا

گنہگار ہیں محشر میں جائیں گے جس دم
خدا کے سامنے ہوں گی ندامتیں کیا کیا

ہین دخت رز پہ فدا شیخ ایسے بہکے ہین
فریب مین کرتے ہین دیکہو بدانتین کیا کیا

سنی نہ ایک بہی ہین نے کسیکی ہی ناصح
ہوئین نہ عشق مین ابتک نصیحتین کیا کیا

یہہ ٹالنا نہین اچہا ہمارے پاس آؤ
سنو تو کہتے ہین تمسے حکایتین کیا کیا

فلک کے ظلم سے شاکی نہین ہے کب کوئی
مٹائین صفحہ ہستی سے صورتین کیا کیا

نظر فریب ہے گلزار عالم امکان
دکہائی دیتے ہین خالق کی قدرتین کیا کیا

سمائی ایک نہ آنکہون مین غیر شکل صنم
نگاہ شوق سے گذرین صورتین کیا کیا

کبہی نہ بہولونگا صیاد تیری بیرحمی
سہی ہین قید قفس مین اذیتین کیا کیا

ستم ہے گر نہ در یار تک رسائی ہو
سہی نہین جان پہ آئین آفتین کیا کیا

الٰہی وصل سے کر جلد شاد کام ہمین
فراق یار مین جہیلین مصیبتین کیا کیا

شہ دکن کی عنایت سے جان نثارونکو
خطاب ملتے ہین پاتے ہین عزتین کیا کیا

یہہ سب طفیل ہے حضرت حبیب کا عالم
تری سخن سے ہین پیدا فصاحتین کیا کیا

یہہ مانا کہ ہمپر جفا کیجیے گا
جفا ہو چکے گی تو کیا کیجیے گا

شب وصل مجہسے خفا ہو کے بولے
نہ مانونگا مین آپ کیا کیجیے گا

نہ جانا رقیبون کی محفل مین تنہا
جو کہتے ہین پہر خدا کیجیے گا

گمان ہوگا ترک محبت کا سبکو
نہ یون آتے آتے رکا کیجیے گا

نہ مانیگا پہر کوئی قول و قسم کو
جو لیکر مرا دل دغا کیجیے گا

یہہ کہنا نہ بھولیگا گر ہم نہ آئین — ذرا صبر مہر خدا کیجئے گا
جو لیوین کی شکایت تو دشمن ہین گے — ہمین سے ہمارا گلا کیجئے گا
کیا ہے بجا آپ جب کر چکے ہین — جو کچھہ کیجئے گا بجا کیجئے گا
رقیبونکی محفل مین بلوا کے ہمکو — نہ بدنام یون برملا کیجئے گا
خدارا نہ چہرے پہ بکھرا کے گیسو — دلونکو اسیر بلا کیجئے گا
نہین چارۂ درد الفت مسیحا — تو پہر خاک دلکی دوا کیجئے گا

نہین خود غرض ہے وفا پیشہ عالم
ذرا اسکی خاطر کیا کیجئے گا۔

نہین پہلو کے سوا اور ٹھکانا دل کا — یان تو اوس شوخ سے مشکل ہے بچانا دل کا
دیکھتے ہی اوسے جاتے رہے پہلو سے مرے — نہ جگر کا ہے پتا اور نہ ٹھکانا دل کا
اب سمجھنے لگے پہلے ہمین معلوم نہ تہا — مول لینا ہے مصیبت کا پہنسانا دلکا
دیکھنا پہلی پہل میری کمان ابرو نے — کس صفائی سے اڑایا ہے نشانا دل کا
بیوفا ہین یہ نہین نام وفا کا انمین — جان دینا ہے حسینون سے لگانا دل کا
روز عشاق پہ سرگرم جفا رہتے ہو — خوب آتا ہے مریجان ستانا دل کا
بیدلی پر مرے جہنجلا کے وہ فرماتے ہین — واہ معلوم نہین ہملو ٹھکانا دل کا
نازو انداز بھی ہین غمزۂ خونریز کیا تہہ — خوب سیکھا ہے مریجان لبہانا دل کا
تہہ عاشق ہوا انجام نہ سوچا اسکا — اب تو مشکل ہی مصیبت ہے چھڑانا دل کا

کیا کہوں ہجر میں جو مجھپہ گذر جاتی ہی
پاس دلدار تھا جب تھا وہ زمانا دل کا

ان حسینوں سے کہان جاؤگے بچکر عالم
آنکھہ جب لڑگئی مشکل ہے بچانا دل کا

دل زر رنگ ما فی بنا ہی کسیکا
یہہ آئینہ صورت نما ہے کسیکا

دل صاف مسکن بنا ہے کسیکا
خیال اسمین بہی بس گیا ہے کسیکا

مرا دل شہید جفا ہے کسیکا
تبسم فقط خون بہا ہی کسیکا

یہہ جوش قیامت اٹھائیگا طوفان
مرا آشنا آشنا ہے کسیکا

روش وسکی بہی ہی زمانہ سے ملتی
کسی کا عدو آشنا ہے کسیکا

خوشی اپنی اپنی دیا جسکو چاہا
اجارا کسی نے لیا ہے کسیکا

کرونگا نہ فریاد گرو جفا مین
مجھے پاس خاطر بڑا ہے کسیکا

کبھی مسئلہ وصل کا حل نہوگا
یہہ عقدہ بہی بند قبا ہے کسیکا

تمہاری محبت کے دعوی مین جھوٹے
ہمیشہ ہی فیصلہ ہے کسیکا

وہ قیمت نہ دین کچھہ مین دل کر دون
سمجھتا ہون جو مدعا ہی کسیکا

دم نزع کہدے صبا جاکے اونسے
بہت حال بگڑا ہوا ہے کسیکا

بتو کیون ڈراتے ہو اپنی غضب سے
تمہارے سوا بہی خدا ہے کسیکا

یہہ کہکر جفا سے وہ باز آئے یارب
مجھے خوف روز جزا ہے کسیکا

مگر میرے بات تونے پایا ہے غصہ
یہہ بوکا جو چہرہ بنا ہے کسیکا

نہ کیون زندگی اپنی مجھکو ہو دوبھر
برابر ستم ہو رہا ہے کسیکا

دیے درہم داغ اوس گل نے دلکو
جہان مین یہہ کب چھٹکے ہے کسیکا

نہ کیون ضبط گریہ کرون اب مین عالم
اشارا شکیب آزما ہے کسیکا

اچھا ہے طبیبو کہ مین اچھا نہین ہوتا
جب میرا معالج وہ مسیحا نہین ہوتا

اسوجہ سے اکثر میرا آنا نہین ہوتا
اغیار سے خالی ترا کوچہ نہین ہوتا

ٹھکرا کے مری قبر کو کہنا یہ کسیکا
اوٹھہ آئے ہین ہم کسلئے زندا نہین ہوتا

عشاق کو اتنا بھی نہین کرتے ہین مجبور
بے وجہ ستانا کبھی اچھا نہین ہوتا

آخر مرا خط گر گیا قاصد کی کمر سے
بیتاب ہے دل تیرا اثر کیا نہین ہوتا

ہر فکر سے آزاد ہے اوس لف کا عاشق
پابند کسی ور بلا کا نہین ہوتا

دیکھے کا کوئی کیا دل بسمل کا تڑپنا
سبکو نظر آئے وہ تماشا نہین ہوتا

تاریک مرے آنکھون مین ہوجاتی ہے دنیا
جب پیش نظر یار کا مکھڑا نہین ہوتا

کرتے ہین وہ غمزہ بھی کرشمہ بھی حیا بھی
نیرنگ شب وصل مین کیا کیا نہین ہوتا

مدت سے یہ غربت مین طلبگار مدد ہے
عالم پہ کرم کیون مرے مولا نہین ہوتا

گھر غیر کے جو آپ نہ جاتے تو خوب تھا
کترا کے راستہ ادھر آتے تو خوب تھا

گھر میرے بے نقاب جو آتے تو خوب تھا
پردہ یہہ سامنے سے ہٹاتے تو خوب تھا

مقتل میں تیغ کھینچ کے آتے تو خوب تھا
دریا لہو کا آج بہاتے تو خوب تھا

ساقی کہیں لیکے باغ میں جاتے تو خوب تھا
جام شراب منہ سے لگاتے تو خوب تھا

کب سے کھڑے ہیں کوچہ میں عشاق منتظر
بالائے بام آپ جو آتے تو خوب تھا

اے واعظو نہ چاہئے زندہ نہیں ہجو سے
لب پر گلہ بھی ذرا نہ لاتے تو خوب تھا

زیبا ہے انکو سرخی خون شہید ناز
یا تو نہیں حنا نہ لگاتے تو خوب تھا

دیتا ہوں جان سر کو جھکائے کھڑا ہوں میں
تیغ ادا کا وار لگاتے تو خوب تھا

آنسو بہے جو دیدۂ تر سے تو کیا ہوا
دل کی لگی ہوئی کو بجھاتے تو خوب تھا

یوں کیا مزہ ہے سیر گلستاں کا میکشو
ساقی کو ساتھ لیکے جو آتے تو خوب تھا

دل لکے چرانیکی بھی شکایت نہیں ہمیں
آنکھیں نہ آپ ہم سے چراتے تو خوب تھا

جنکے فروغ رخ سے مجھے آگیا ہے غش
مجھکو وہ اپنی زلف سنگھاتے تو خوب تھا

عالم تڑپ کے کہتے ہیں ہم یہ شب وصال
ان مہوشوں سے دل نہ لگاتے تو خوب تھا

تھی ہی لب پر فغاں جب دل مرا جاتا رہا
کیا کہوں پہلو میں اک غمخوار تھا جاتا رہا

لٹ گئے افسوس دل پہلو سے کیا جاتا رہا
ایک مدت کا ہمارا آشنا جاتا رہا

آ گئے پہلو میں جب تم پھر کہاں کا رنج و غم
ایضاً اک بات میں سارا گلا جاتا رہا

وصل کی شب آ گئی درد و غم سبھی چھٹ گیا
حسرت و ارماں کا دل سے قافلہ جاتا رہا

ہم یہاں تڑپیں وہاں وہ گھر میں بیٹھیں چین سے
ان بتوں کے دل سے کیا پاس وفا جاتا رہا

خون عاشق سے تمہین کیون آجکل پرہیز ہے / چار دن مین پھر یہان شوق حنا جاتا رہا

ولے بیرحمی فلک تو نے یہ دامن مین لیا / مدتون تک شعلۂ آہ رسا جاتا رہا

اے صنم کرتا ہے ناحق اوسکے بیدو ستم / خوف بھی لسے ترے اللہ کا جاتا رہا

ہجر کی شب اور تو اپنا نہ تھا کوئی رفیق / لب سے سینے تک نفس آتا رہا جاتا رہا

گم ہوا عالم کے پہلو سے جو دل بنکر کہا
کیون پریشان ہو نہین ہم بھی تو کیا جاتا رہا

پری کا حق نے تجھے الصنم جمال دیا / دلون کے پھانسنے کو گیسوؤنکا جال دیا

جو عضو تجھکو دیا بس وہ بیمثال دیا / خدا نے نور کے سانچے مین جسم ڈھال دیا

خدا نے یار کو کیا حسن کیا جمال دیا / دہان غنچہ دیا دیدۂ غزال دیا

گدا و شاہ کا حاجت روا ہے تو مالک / کسیکو فقر دیا اور کسیکو مال دیا

اٹھاؤن بالش غم سے جو سر یہ تاب کہان / شب فراق نے مجھپر پہاڑ ڈال دیا

وہ بات کیسی کرے جو نہ اپنی ہوش مین ہو / نہ بیخودی نے ہمین اذن عرض حال دیا

غضب ہے طائر دلکو پھنسا کے پھندے مین / بلا مین گیسوؤن والے نے ہمکو ڈال دیا

شب وصال مجھے بوسہ یار نے دیکر / کہا کہ صدقۂ گنجینۂ جمال دیا

ہزار شکر کہ کھاتا ہون اپنی محنت سے / مرے خدا نے مجھے لقمۂ حلال دیا

کوئی نکالدے گر پیچ تیرے زلفونکا / مین سمجھون میرے مقدر کا بل نکال دیا

ہزار شکر چھٹی جان رنج فرقت سے / اجل نے آکے مجھے مژدہ وصال دیا

خدا کا شکر ہے بے مونسی مین بہی جس نے
کیا نہ غیر کا ممنون اوس نے اپنے سوا
گئی نہ مر کے بہی بیتابئے دل عاشق

خیال یار سا مجہکو شفیق حال دیا
جو کچہہ دیا مرے مالک نے بے سوال دیا
تڑپ کے سنگ لحد بار ہا اوچہال دیا

علی کا نام لیا وقت بد مین جب عالم
خدا کی ہات نے کوہ بلا کو ٹال دیا

حال وحشت مین یہہ ہمارا تہا
خار ستے ہم تہے اور صحرا تہا

تیغ قاتل سے سر برستے تہے
آج مقتل مین اک تماشا تہا

توڑ کر سینہ دل کے پار ہوا
تیر تہا یا ترا اشارا تہا

ایک برچہی سی دل کے پار ہوئی
کس نے ترچہی نظر سے دیکہا تہا

وہ بہی دنیا سے نامراد گیا
ایک وحشی جو تیرا شیدا تہا

اب ترے ظلم کون اٹہائیگا
صرف میرا ہی یہہ کلیجا تہا

ق

تیرا عاشق ہون گو برا ہی سہی
غیر سے تو مین پہر بہی اچہا تہا

ناز تہا حسن پر تمہین اپنے
مجہکو اپنی وفا پہ دعوی تہا

تہین مگر دل کے ساتہہ سب باتین
سارا عالم وہ خواب کا سا تہا

دیکہا دنیا مین جو کچہہ آنکہون نے
اوسکی قدرت کا اک تماشا تہا

بولے میرا جنازہ دیکہہ کے وہ
اتنی جلدی انہین نہ مرنا تہا

دلمین آئے تو چہپ کے آنکہون سے
دوسرا کیا کوئی نہ رستا تہا

ہائے اب آیا ہمکو اسکا خیال — دل نہ اوس بیوفا کو دینا تھا

وہی نکلا ہے دشمن جانی — جسکے اوپر ہمین بھروسا تھا

جمع تھے سیکڑون حسین نہ بام — اوسکے کوچہ مین اک تماشا تھا

روز ملتے ہین اب وہ غیرون سے — یہین آنیکو ایک حیلا تھا

اوسکو بیفائدہ شہید کیا — نامہ بر کا قصور ہی کیا تھا

جیب قاصد سے کیون نہ گرجاتا — خط بھی بیتابیون کا پتلا تھا

نہ لیا نذر دل مرا اوس نے — مین نے کس آرزو سے بھیجا تھا

پڑھ دیا دلپہ میرے کیا افسون — تیرے آنے سے پہلے اچھا تھا

تونے دیکھا نہ مرکے لے قاتل — رقص بسمل کا اک تماشا تھا

اوس نے بھی بیوفائی کی افسوس — دل جو پہلو مین ایک اپنا تھا

کون لیتا مریض غم کی خبر — خود ہی بیفکر جب مسیحا تھا

خوب ایفا کیا خدا کی قسم — وعدۂ وصل اونکا سچا تھا

کیون نہ لیتا رقیب سے بدلا — مین بھی کیا کوئی ایسا ویسا تھا

میرے پہلو مین آپ تھے جب تک — شاد تھا جی کلیجا ٹھنڈا تھا

ق

دل ہمین دیدو دل ہمین دیدو — مدتون سے یہی تقاضا تھا

دیدیا جب تو اوسکی قدر نہ کی — ایسا ہین آپکو نہ سمجھا تھا

آگئی جان تیرے آنے سے — اب ہین مہمان کوئی دم کا تھا

عاشقی نے خراب حال کیا ورنہ اپنا بہی ایک زمانہ تہا

بیٹہتے پاس وہ رقیبون کے
مجہکو عالم یہہ کب گوارا تہا

پرتو پڑا ہے جو ترے رخ بے نقاب کا
غیرت سے رنگ زرد ہوا آفتاب کا

پہلو مین وہ ہین دور ہے جام شراب کا
پایا ہے آج لطف بہار شباب کا

قاصد یہ کیا گذرتی ہے وان یہہ خبر نہین
یہان انتظار ہے مجہے خط کے جواب کا

تو لاکہہ منع کر ہمین واعظ نہین گے
توبہ کے واسطے نہین عالم شباب کا

عاشق سے بات کرنی ہمین بہی کسر شان ہے
حد سے گذر گیا ہے غرور اب جناب کا

ہین آتش فراق سے قلب و جگر سیا
کیا حال پوچہتے ہو مرے التہاب کا

پروا نہین ہے کچہہ ہمین جنت کی واعظا
دیتا ہے لطف وہ شراب و کباب کا

اک جام میرے ہاتہہ سے پی لو شب وصال
اٹہہ جائے درمیان سے پردہ حجاب کا

بوسے عطا ہون آج مجہے جسقدر لبون
آئے نہ تذکرہ کہین پیارے حساب کا

ایدل ابہی نہ قصۂ زلف دوتا کو چہیڑ
ہوگا ترے لئے یہ سبب پیچ و تاب کا

دیکہا ہے اپنے ساتہہ انہین گرم اختلاط
اتبک ہے وہ سماری آنکہون مین خواب کا

مدت سے جہیلتا ہے یہہ صدمے فراق کے
پوچہو نہ حال کچہہ دل خانہ خراب کا

رکہو قدم سنبہل کے محبت کی راہ مین
عالم کٹے نہ ہجر مین عالم شباب کا

عاشق جان باز کے مرنیکا ایسا غم ہوا
سنگدل منہ پھیر بیٹھے جو انکے گھر ماتم ہوا

وصل کی شب ہین مزاج یار جب برہم ہوا
کچھہ نہ پوچھو اس دل مضطر کا کیا عالم ہوا

کوئی اتنا کہدے جا کے اُس سے تیری یاد مین
درد دل بڑھتا گیا درد جگر جب کم ہوا

شام سے تا صبح اونکی یاد مین رویا کیا
اشک جو آنکھون سے نکلا قطرۂ شبنم ہوا

ملکے جب اہل وطن سے عازم غربت ہوئے
دیکھکر احباب کو غمگین نہایت غم ہوا

دیکھئے کرتے ہین کس کو شہید تیغ ناز
نوجوانی آگئی اب اور ہی عالم ہوا

اک زمانہ انکے باب فیض سے ہے بامراد
حضرت آصف سا دنیا مین کہان حاتم ہوا

یار ہے اقبال جبتک خلق دولت خواہ ہے
بات بگڑی اور ہوا خواہون کا مجمع کم ہوا

کھینچدی دست تصور نے نظر مین اوسکی شکل
سر جہان زانو پہ یاد دلربا مین خم ہوا

یاد جانان مین ہزارون کروٹین لین تا سحر
غش مین پاکر لوگ سمجھے آج یہہ بیدم ہوا

کرتے ہین اپنے پرائے آج سب عالم کو یاد
جان جان تمکو بھی اُسکا رنج کوئی دم ہوا

تماشا ہے زلفین بنانا کسیکا
ہے صد چاک دل آج شانا کسیکا

بھڑک اوٹھی پھر آتش شوق دل مین
غضب تھا وہ جلوہ دکھانا کسیکا

قیامت ہے آنکھون کے رستے سے دل مین
تمنا کی صورت سمانا کسیکا

زخود رفتگی کا ہمارے ہی باعث
نقاب اپنے منہ سے اٹھانا کسیکا

شب وصل آنچل ہٹا کے جو دیکھا
مزا دیگیا مسکرانا کسیکا

لگی ہی یہ کیون بھیڑ مقتل مین قاتل
ہے منظور کیا خون بہانا کسیکا

کہلائیگا کل کوئی غیرون کے گہر مین
یہہ اٹھہ بیٹھہ کے راتونکو جانا کسیکا

بنائیگا دلکو مرے دشت ایمن
سر بام جلوہ دکہانا کسیکا

مفرر بہائیگا خون میرے دلکا
یہہ ہاتون مین مہندی لگانا کسیکا

قیامت ہی ذکر عدو کرکے ہر دم
جلے دلکو میرے جلانا کسیکا

وہ شرما کے کہتے ہین اچھا نہین ہے
شب وصل اتنا ستانا کسیکا

خدا کو بھی ایکروز ہے منہ دکھانا
کرو شرم چھوڑو ستانا کسیکا

کٹی رات ساری نہین جستجو مین
بگڑنا کسیکا منانا کسیکا

کہین چھٹ بھی سکتا ہی غیرون سے ملنا
ہی بیکار باتین بنانا کسیکا

نہ مرقد مین بھی چین سے سونے دیگا
لحد پر یہہ آنسو بہانا کسیکا

بنائیگا عالم کو دیوانہ اکدن
پس پردہ جلوہ دکہانا کسیکا

نہ قابو مین اب دل رہیگا کسیکا
کہ ہے آفت جان اشارا کسیکا

ہے کیون دلکی خاطر تقاضا کسیکا
نہین دیتے اسمین اجارا کسیکا

تمہارے ہی تیغ ادا کا ہے بسمل
ذرا آکے دیکھو تڑپنا کسیکا

نہ بھولین گے لطف شب وصل ہرگز
ہر اک بات پر وہ بگڑنا کسیکا

خدارا بجھادے لگی دلکی ساقی
غم ہجر ہے روح فرسا کسیکا

مزہ دے گیا وصل کی رات ہمکو
ہر اک لحظہ پہلو بدلنا کسیکا

جوانیکے دن آئے ابھر ابھی جوبن
قیامت ہوا قد بالا کسیکا

جگہ اپنے پہلو مین اغیار کو دے
سہر بزم یون دل جلانا کسیکا

ہوا باعث زور بیتابی دل
شب وصل کروٹ بدلنا کسیکا

بڑی منتون سے بڑی دقتون سے
شب وصل گھونگٹ اٹھانا کسیکا

ہلادیگا زنجیر عرش بریں کو
شب ہجر فریاد کرنا کسیکا

صدا سنتے ہی جان آئی بدن مین
تھا اعجاز آواز دینا کسیکا

کیا تھا قسم کھاکے آنیکا وعدہ
ستم ہی پھر اسپر مکرنا کسیکا

کبھی ہین نگاہو مین تیری ادائین
پسند آئے کیا ناز و عشوہ کسیکا

بلا جھیلنے کے تو خوگر ہین عالم
رہا مدتون سر مین سودا کسیکا

بچاؤن نہ کسطرح ہدف تیر بلا کا
دلدادہ ہون ظالم تری شوخی ادا کا

کرتے ہو تو اب عہد کرو مہر و وفا کا
یہہ دل متحمل نہین اس جور و جفا کا

مدت سے ہے عادی مرا دل مہر و وفا کا
خوگر یہہ نہین ہی مری جان جور و جفا کا

کل کوچہ دلدار سے ہم آئے تھے مغموم
تسکین کیلئے آج ادہر رخ ہے قضا کا

آمادہ ہے ڈہانے پہ وہ بت کعبہ دلکو
مطلق نہین کافر کو ہی کچھہ خوف خدا کا

او لجھائین گے ایدل تجھے وہ زلف کے حلقے
بچھا ہے پہنسانیکے لئے دام بلا کا

مانگونگا دعا ہاتھ اٹھاکر یہی دن رات
لائی ہے خبر یار کی پھرتی ہے بہت شاد
دلکو یہہ تمنا ہے ملون یار سے جاکر
بیمار محبت ہون نہ چھیڑو مجھے للہ

نازل ہو رقیبونپہ مرے قہر خدا کا
آنکھون سے لگاؤنگا قدم باد صبا کا
یارب ہو کہین جلد اثر میری دعا کا
اے چارہ گرو خاک اثر ہوگا دوا کا

چرچا ہے حسینونمین وفا کا تری عالم
چمکا ہے ستارا بخدا بخت رسا کا

شب غم جب خیال یار رہا
تیغ ابرو سے دل دوچار رہا
شمع عارض پہ انکے سو سو بار
میری تنہائی دیکھکر شب ہجر
آنکھہ جس سے لڑی تہی باغ گل مین
عاشقونکی گروہ مین صد شکر
اسنے پانی نہ مانگا پھر مرکر
مثل آئینہ رہگیا حیران
جل گیا دیکھکر رقیب کا دل
ہولی ہر عہد مین آپکی قدر
تیر مژگان سے کسکے ای عالم

دل بہت میرا بیقرار رہا
تیر مژگان جگر کے پار رہا
مثل پروانہ مین نثار رہا
درد دل یار غمگسار رہا
آج وہ گل گلے کا ہار رہا
بعد مدت مرا شمار رہا
جسپہ ترچھی نظر کا وار رہا
یار سے جب کبھی دوچار رہا
جب سوا میرا انکا پیار رہا
جو توامند و مالدار رہا
آپکا مرغ دل شکار رہا

رسا لو مقدر ہوا ہے کسیکا
سب ہے خنجر کسیکا گلا ہے کسیکا

مرے دل کو سودا ہوا ہے کسیکا
یہہ دلوا نہ پہر مبتلا ہے کسیکا

یہہ کہتے ہین وہ دیکہکے چہرہ کا
تڑپنا ہمین بہا گیا ہے کسیکا

ذرا بیٹہہ دل تہام کر آج ظالم
دعا کے لئے ہاتہہ اٹہا ہے کسیکا

نہ نبجائے کیون جانپر میرے ہمدم
کہ منہ پہیر لینا بلا ہے کسیکا

کیا سامنے اونکے جب ذکر یوسف
کہا ہان یہ قصہ سنا ہے کسیکا

ہے دل تہامنا سخت دشوار ہمکو
دوپٹہ جو ڈہلکا ہوا ہے کسیکا

نکلکر زنخدان سے کاکل مین الجہا
گرفتار دل پہر ہوا ہے کسیکا

وہ کہتے ہین دکہلا کے دست حنائی
ادہر دیکہہ یہ خون بہا ہے کسیکا

لباس اونکا بیوجہ رنگین نہین ہے
کہین خون ناحق کیا ہے کسیکا

بہلائی کی امید کیا اوس سے جس نے
نپوچہا کبہی حال کیا ہے کسیکا

عبث تمکو **عالم** امید وفا ہے
وہ بت آشنا کب ہوا ہے کسیکا

دہر مین ہمنے کسی دلکو نہ شادان دیکہا
مگر افسردہ و ناشاد و پر ارمان دیکہا

تیرے عشاق کو با حال پریشان دیکہا
خستہ دل خاک بسر چاک گریبان دیکہا

ناخن غم سے کہلا عقدۂ مشکل کسدن
ہمنے سینہ کہی بنا گلستان دیکہا

نکلے دامن سے مگر آبلہ پا مین ہین خار
آپنے کچہہ اثر سیر بیابان دیکہا

حلقۂ زلف مین ہم پہنس گئے بیٹھے بٹھلائی
وحشت از بام ہوا عشق تمہارا میرا
خط کے پرزے گئے قاصد کے اڑائے ٹکڑے
خود نمائیکا ہے اوستاد مگر آئینہ
بیخودی ہو گئی غالب بہری ہوشیاری پر
درد و رنج و غم و حسرت یہی مونس ہین مرے
آنکھین پر نور ہوئین طالع خفتہ جاگے
یون کیا حضرت موسی نے نظارہ کسدن
دل نادان مرے پہلو مین مچل جائیگا
دور تک بہیڑ ہے ایسی کہ گذر مشکل ہے
حور ہو یا کہ فرشتہ ہو مگر ہمنے تو
زخمے تیغ ادا پر یہہ تبسم ہے ستم
کفر سب توڑ دیا نام کیا دنیا مین
لوگ سمجھے فلک حسن پہ چھٹکے تارے
دیکھا جب حسن خداداد تمہارا اوسنے
ہم نہ ایسا ہی تجھے عہد شکن سمجھے تھے
پہلے ہی سوچتے انجام تو کیا اچھا تھا

بیڑیان پاؤن مین دیکھین در زندان دیکھا
کھل گیا راز جو مدت سے تہا پنہان دیکھا
انکو جب نامہ لکھا رنج کا سامان دیکھا
کبھی ششدر انہین دیکھا کبھی حیران دیکھا
خواب مین جب سے فروغ رخ جانان دیکھا
اپنے دلمین انہین دو چار کو مہمان دیکھا
خواب مین بھی جو کسیکا رخ تابان دیکھا
پھونک کر دل کو فروغ رخ جانان دیکھا
اسکے کوچہ مین جو انبوہ حسینان دیکھا
حشر کا کوچہ دلدار مین سامان دیکھا
آجتک ایسا طرحدار نہ انسان دیکھا
لب چھڑکتے ہین نمکدانپہ نمکدان دیکھا
ہمنے اُس بت کو کیا تابع فرمان دیکھا
اُس نے آئینہ مین جب جلوۂ افشان دیکھا
داغ بر دل نظر آیا مہ تابان دیکھا
چار دن نبہتے نہ ظالم کوئی پیمان دیکھا
ہوتے ہین وہ مرا دل لیکے پشیمان دیکھا

لاکہہ دشمن ہون قوی کچہہ نہین ہوتا عالم
ہمتو کہتے تہے قوی تر ہے نگہبان دیکہا

کہتے ہین وہ کہ ہمسے الفت سوا نکرنا
ملتے ہو گر امید پھر وفا نکرنا

دل شوق سے لو میرا پر شرط ہے یہ ایسمین
اقرار ہے پہلے کرلو جور و جفا نہ کرنا

تصویر اپنی دیکے کہتے ہین وہ ادا سے
تمکو قسم خدا کی دلسے جدا نہ کرنا

کہتے ہین ناز سے وہ کہلا کے دام گیسو
رخ جان بوجہ کر اب سوئے بلا نکرنا

مین نے کہا کہ اے بیجان تم ہو فا بہت ہو
ہنسکے کہا کہ اچہا تم بہی وفا نکرنا

رسوا ہوئے نہ اپنے خوش ہے وفا تو دیکہو
آزردہ قلب عاشق تم بیخطا نکرنا

میری طرف سے قاصد کہنا یہہ اونسے جاکے
گو دور ہو نہین لیکن دلسے جدا نہ کرنا

کس کس کو دون الٰہی اک دل ہزار خواہان
کرنا پڑا ہے وہ جو منظور تہا نکرنا

یہہ شب ہے وصل کی شب پہلو مین میرے ہو
اوٹہو نقاب رخ سے یان بہی حیا نکرنا

خو بر ہی کی سیکہی زلفون نے اوس صنم سے
اب انکو اے صبا تو دام بلا نہ کرنا

تسکین جگر کو ہوگی فرقت کی شب کٹیگی
تصویر یار عالم دلسے جدا نکرنا

کیا ہی موسیٰ نے اگر طور پہ جلوہ دیکہا
ہمنے ہر جا تری قدرت کا تماشا دیکہا

سر سے میرے نہ گیا زلف کا سودا دیکہا
گردش بخت ہی سلسلۂ پا دیکہا

وقف حیرت ہوئین آنکہین وہ تماشا دیکہا
سب حسینون مین ترے نور کا جلوہ دیکہا

سیکڑون ماہ جبین اپنی نظر سے گذرے
پر کوئی حسن و نزاکت مین نہ تجہسا دیکہا

دل کے ہمراہ ہوا داغ محبت پیدا
آنکھ کھولی تو ترے ہجر کا صدمہ دیکھا

جو سخن منہ سے نکلتا ہے وہ جان پرور ہے
انکی ہر بات میں اعجاز مسیحا دیکھا

ایسے وعدے کئے ایسی صداقت کے نثار
شام سے تا بہ سحر آپکا رستا دیکھا

شوخیونکا کوئی پہلو نہیں چھٹنے پاتا
دلمیں رہکر وہ مسلتے ہیں کلیجا دیکھا

پھرے بالیں سے مسیحا بھی یہہ فرما کے اٹھے
نہیں کوئی مرض عشق کا چارا دیکھا

بعد مدت کے یہہ امید بر آئی دل کی
شام ہوتے ہی ترا چاند سا مکھڑا دیکھا

تپ کی شدت میں کریں فکر غزل کیا عالم
آج ہم کہہ گئے ہذیان میں کیا کیا دیکھا

ردیف الباء

پیونگا پیر مغان جسقدر پلائے شراب
بھری ہے سر میں مرے آجکل ہوائے شراب

ہے جوش عشق کا ساقی مجھے پلائے شراب
لگی ہوئی مرے دل کی بھی بجھائے شراب

غم فراق میں کسطرح یاد آئے شراب
پیا ہے خون جگر بارہا بجائے شراب

غرض نہیں ہے کسی کو کسی سوائے شراب
سناؤں میں جو سنے شیخ کچھ ثنائے شراب

گھٹا اوٹھی ہوئی بیتاب ہے نہ آئے شراب
سرون سے ہوش پری کیطرح اوڑائے شراب

وہ دل نہیں نہو جسمیں ولائے بنت عنب
وہ سر نہیں نہو جسمیں بھری ہوائے شراب

وہ بادہ کش ہوں کہ بخشش کے روز خالق سے
میں کوئی چیز نہیں چاہتا سوائے شراب

گھٹا ہے باغ ہے وہ رنگ گل ہے اے ساقی
تمام چیزیں مہیا ہیں اب سوائے شراب

ذرا بھی اوس کے فریب ہے اگر وہ یہہ آگاہ
تو اپنے ہاتھ سے واعظ ہمین پلائے شراب

وہ مے گسار ہون ساقی کبھی عذر کرون
پلائے زہر ہی کوئی اگر بجائے شراب

فقیر مست ہون ہمین اور کریم ہے ساقی
بہت نہین مجھے دو گھونٹ ہی پلائے شراب

شراب خانہ مین زاہد کدہر سے آ نکلا
مگر اسے بھی اڑا لائی ہے ہوائے شراب

ولائے ساقئ کوثر ہے ولین عالم کے
غلط ہی سمجھے جو زاہد اسے ولائے شراب

ردیف الباے ہندی

جان جاتی ہے میری آئیے آپ
جہوٹے وعدون سے نہ ترسائیے آپ

اپنی گھونگھٹ کو تو سرکائیے آپ
ہے شب وصل نہ شرمائیے آپ

آئیے آئیے جلد آئیے آپ
روئے روشن مجھے دکھلائیے آپ

خیر گر جاتے ہین تو جائیے آپ
پھر بھی آنے کی قسم کھائیے آپ

گر نہ آؤ تو یہہ کہلا بھیجو
ہم نہین آتے ہین خود آئیے آپ

بیوفا مین ہون بجا ہے صاحب
باوفا خلق مین کہلائیے آپ

بے رخی خوب نہین عاشق سے
رات باقی ہے نہ گھبرائیے آپ

ناگنین بنکے ڈسین گی دل کو
زلفین سلجھین مین نہ الجھائیے آپ

آئیگی اس چمنستان پہ خزان
اپنی جوبن پہ نہ اترائیے آپ

پھیرئے تیغ مری گردن پر
بات کہنا نہ مگر جائیے آپ

نہین آنا ہے تو کہدیجئے صاف
اسقدر راہ نہ دکھلائیے آپ

کہنے سننے سے یہ قیدبون کہے حضور
مجھہ سے برگشتہ نہو جائیے آپ

ہرطرح تابع فرمان ہون مین
حکم جو چاہئے فرمائیے آپ

دل جگر خون ہوئے جاتے ہین
دست رنگین کو نہ دکھلائیے آپ

دو نہین تین نہین چار نہین
ایک بوسہ ہمین دلوائیے آپ

دل کے لینے مین پس وپیش ہے کیا
عذر جو کچھہ ہو وہ فرمائیے آپ

کسلئے ذکر عدو ہوتا ہے
آگ سینے کی نہ بھڑکائیے آپ

قتل کرنے کو ہین کافی ابرو
قصد شمشیر نہ فرمائیے آپ

غیر سے کرکے اشارے صاحب
اپنے عاشق کو نہ تڑپائیے آپ

پاس اوس شوخ کے چلکر عالم
درد دل شوق سے کہہ آئے آپ

ردیف التاے فوقانی

وہ مرا غیرت گل آئے اگر آجکی رات
نخل امید مین پیدا ہو ثمر آجکی رات

پھر ہے اوس ماہ کے آنیکی خبر آجکی رات
یا خدا انشام سے روشن ہو یہ گھر آجکی رات

غل فرشتو نمین ہوا عرش برین تہرایا
تمنے دیکھا مرے نالونکا اثر آجکی رات

اب نہ تڑپائیے للہ ہمین اے صاحب
کیجئے مہر وعنایت کی نظر آجکی رات

چاندنی رات مین بن ٹھنکے وہ آئے لب بام
غل ہوا چرخ سے اوترا ہے قمر آجکی رات

چین آتا کسی پہلو نہیں انہیں بستر پر
کچھ یہی آن ہو نہیں تا جو اثر آ چکی رات

دل مضطر نہ تڑپ دیکھیو وہ خود آتے ہیں
ہے عیاں تیری کشش کا یہ اثر آ چکی رات

خواب میں کون سا پیر حرم نظر آیا ہے
ہے سوار نور سے کچھ پردہ جگر آ چکی رات

شب فرقت میں نہ کر دیر خدا را اے موت
ہے مناسب جو ہو دنیا سے سفر آ چکی رات

یہاں جا بیگی جو یہ جائے نہ وہ آئیں گے
ہم بھی باندھے ہوئے بیٹھے ہیں کمر آ چکی رات

آبرو دامن دلدار پہ گر کر پائی
بن گئے اشک مرے رشک گہر آ چکی رات

ٹل گیا وصل کا وعدہ نہیں آئے اب تک
دیکھئے ہوتی ہے کس طرح بسر آ چکی رات

دیکھکر در پہ وہ گھبرا کے یہ فرماتے ہیں
کہو کس وقت تم آئے ہو کدھر آ چکی رات

یا خدا خیر ہو بیتاب ہیں کل سے دونوں
میں تڑپتا ہوں ادھر اور وہ ادھر آ چکی رات

بعد مدت کے ہوا وصل سے عالم دلشاد
یا خدا بانگ نہ دے مرغ سحر آ چکی رات

ردیف التاے ہندی

بیڈھب ہے بوسہ ہاے لب سیمبر کی چاٹ
لیں گے نہ شہد کو جنہیں ہے اس شکر کی چاٹ

نعمت ہے اپنے واسطے کسب ہنر کی چاٹ
لیں مال و زر وہی جنہیں ہے مال و زر کی چاٹ

پروا ذرا بھی خار جفا کی نہیں انہیں
ہے جنکے دلکو نخل وفا کی ثمر کی چاٹ

دل لگی تو خیر اپنی ہے مجھکو خبر نہیں
جب سے لگی ہے عشق بت بے خبر کی چاٹ

پس پس گئے ہیں دانتو نپہ موتی ہزار بار
لعل یمن کو بھی ہے ترے لعل تر کی چاٹ

تیغ نظر نہ چھوڑے گی زندہ کسیکو اب	بیطرح لگ گئی اسے خون جگر کی چاٹ
دولت وہی ہے خوب جو ہو حق حلال کی	کرتی ہے زرد وہی کبھی سیم و زر کی چاٹ
پلٹے نہ چرخ سے دُرِ مقصد لئے بغیر	گر ہو دعا سے ہم نشینی کو اثر کی چاٹ

ملتی ہے کچھ اسی سے حلاوت زبان کو
عالم ہے خوب نخل سخن کے ثمر کی چاٹ

ردیف الثاے مثلثہ

عشق ہے مہر و وفا کا باعث	حسن ہے ناز و ادا کا باعث
کونسی ہم سے ہوی ہے تقصیر	نہ کھلا اون کی جفا کا باعث
مطمئن رکھتی ہے رحمت تیری	ہے یہی میری خطا کا باعث
آپ ہیں مین ہون کوئی اور نہین	کیا ہے اس شرم و حیا کا باعث
چارہ گر ہمکو نہین خواہش زیست	یہہ ہوا ترک دوا کا باعث
رخ سی گھونگھٹ نہ اٹھایا شب وصل	گو نہ تھا کوئی حیا کا باعث
ہو گئی عاشق نالان کے لئے	بیرخی تیری قضا کا باعث
بوسہ سیب ذقن دو مجھکو	یہہ دوا ہوگی شفا کا باعث
غیر ہوگا ہدف تیر نظر	خوب سمجھا مین خطا کا باعث
کیون بگڑتے ہو شب وصل مین تم	کچھ تو بتلاؤ حیا کا باعث
مرگئی قید قفس مین بلبل	ہوا صیاد قضا کا باعث

دل نے ہنستا اکبہی تسکین دیتی — اس سے مخفی تہا بلا کا باعث
آ گئے تہام کے دل وہ عالم — ہے یہی ترک دعا کا باعث

ردیف الجیم

رونق افزا گلعذار ہے آج — باغ مین ہر طرف بہار ہے آج
ابطے کا یہان شکار ہے آج — شور رندون مین بار بار ہے آج
اونکے آنیکا انتظار ہے آج — دل پہ کب اپنا اختیار ہے آج
روح فرسا خیال یار ہے آج — درد پہلو مین بار بار ہے آج
بہر دے اک جام خیر ہو خم کی — ساقیا دیکہہ کیا بہار ہے آج
نہ کٹے گی یہہ شب جدائی کی — موت کا ہمکو انتظار ہے آج
مژدہ فصل گل صبا لائی — بلبلون مین بہی پکار ہے آج
ابہی کل تک مین تہا تمہارا دوست — ملنے مین کس بنا پہ عار ہے آج
گل تو پینے کو پیگئے مے عشق — کیا کہین جانگسل خمار ہے آج
داغ سینے کے دیکہہ لے او گل — پہر سے گلشن پہ کیا بہار ہے آج
نہین معلوم کیا ہوا دلکو — آپ ہی آپ بیقرار ہے آج
تیر مژگان سے ہی جگر چہلنی — تیغ ابرو سے دلفگار ہے آج
شب فرقت مین کون لیگا خبر — یاد جانان ہی غمگسار ہے آج
شکل اپنی دکہا شہ خوبان — ایک عالم کو انتظار ہے آج

ردیف الجیم پارسی

نصیب عدا ہو عالم ازروز ون کچھ پراگندہ حال سچ مچ

بتاؤ سودا سے زلف مین کیا لیا ہے سر پر وبال سچ مچ

کہا کیا تو وہ چپکے بیٹھے سنا کے میرا حال سچ مچ ؛

تو شاید اپنی جفا سے قاصد ہوا نہین انفعال سچ مچ

مری تمنا جو پوچھتے ہو دلا کے امید دل نہ توڑو

جواب دو گے ہے دل مین جو کچھ کرون وہ تمسے سوال سچ مچ

ہے وان بہی معشوق وعدے کا چرچا تو سب ہمارے فریب واعظ

مگر گذر تیری ہوگی کیونکر ہے گرد جنت کا حال سچ مچ -

لبو پر آئی ہے جان دیکھو نہ جھوٹے وعدو نپر اب تو ٹالو

جو بات منظور ہو وہ کہدو رکھون امید وصال سچ مچ -

سمجھتا نادان جو اسکو ایسا کبھی ترا نام بہی نہ لیتا

یہہ کیا خبر تہی کہ دل کا مجھپر پڑیگا اکدن وبال سچ مچ -

[illegible] زلفین بکہراؤ اسکے خاطر کرو دل و جان بہی ہے حاضر

اگر بچھایا ہے پھانسنے کو اسیکے تمنے یہہ جال سچ مچ

یہہ جانتے گر کہو گے بر ہم نہ دل لگی سے بہی چھیڑتے ہم

کسے خبر تہی بنا لڑائی کے ہوگی یہہ قیل و قال سچ مچ

خیال گیسوئے دنیا نہ لاؤ نفس بد رعالم کرو جو چاہو
نہ لیگا پھر مفت کوئی آیا اس آئینہ میں جو بال سچ مچ

ردیف الحاے مہملہ

ہے طرح صحبت کو سے ہم پا کے گھبراتی ہے روح
اپنے گھر جاتے ہو تم اور اپنے گھر جاتی ہے روح

ہجر میں اپنی رفاقت مجھکو دکھلاتی ہے روح
جب تڑپتا ہوں تو سینے میں تڑپ جاتی ہے روح

صدمۂ فرقت میں اکثر تن میں گھبراتی ہے روح
دیکھئے رہتی ہے یا اب نکل جاتی ہے روح

پھر ہوائے کوچۂ دلدار تڑپاتی ہے روح
قید تن میں دیکھوں اب رہتی ہے یا جاتی ہے روح

جب چمن زار محبت کی ہوا کھاتی ہے روح
تازہ مثل غنچۂ شاداب ہو جاتی ہے روح

دل ہے مضطر آنیوالا ہے کوئی رشک مسیح
دیکھوں رہتی ہے کہ استقبال کو جاتی ہے روح

جان دینا کیا خطا تھی اس سے کیا مجرم ہوے
کس لئے پابکف کس کس کے بند ہوتی ہے روح

ہجر میں دن رات میری جانپر بنتی رہی
اُنکو آتے دیکھکر تن میں در آتی ہے روح

مدتوں تک عشق میں جھیلے ہیں ایسے سختیاں
نام سے اب اوس بت کافر کے تھراتی ہے روح

ساتھ زاد راہ ہے اور نہ کوئی ہمسفر
ہائے کیا راہ عدم میں ٹھوکریں کھاتی ہے روح

دم ہے کیوں رُک رُک کے نکلے تن میں کیوں غش نہ ہو
سامنا عادل کا ہے ڈرتی ہوئی جاتی ہے روح

اوسکو دھوکا کوچۂ محبوب کا ہوتا ہے کچھ
ہے یہی باعث جو جنت میں بہل جاتی ہے روح

کیا نہیں معلوم تھا وہ راحت جان آئیگا
کس لئے تن سے نکلکر آج پچھتاتی ہے روح

جب وہ آتے ہیں کہاں تھمتا ہے شاہی گر کا
پیشوائی کے لئے لب تک مری آتی ہے روح

سب سے کہتی ہے یہہ جانے سے پہلے الوداع
حسرتون کو خانۂ دل سے نکلواتی ہے روح

قبر مین عالم کو تنہا چھوڑ کے جاتی ہے کیون
رشتۂ مہر و محبت توڑ کے جاتی ہے روح

ردیف الخاء

یا الٰہی نظر آ جائے مجھے یار کا رخ
نہ دکھانا کبھی فرقت کی شب تار کا رخ

اے صبا کہہ دے ذرا جا کے تو اتنا اون سے
دیکھ لین آ کے ترا آج ہے بیمار کا رخ

مہر پھر پھر نہ مقابل سے تابان ہو کبھی
دیکھ لے ایک نظر گر مرے دلدار کا رخ

بیگناہونکا مقرر یہہ بہائیگا لہو
سرخ ہے غیظ سے اوس شوخ ستمگار کا رخ

آتے آتے وہ پھرے کیون یہہ خدا ہی جانے
تیور اچھے نہین بدلا ہوا ہے یار کا رخ

باغبان کس لئے بلبل کو ستایا اتنا
کہ وہ بھولے سے بھی کرتے نہین گلزار کا رخ

میری آنکھون نہین کیونکر ہو زمانہ تاریک
جب نظر آئے ترے بزم مین اغیار کا رخ

ہین کھنچی ابروے پیوستہ صف مژگان سے
صید دل ہے جدہر کو ہو کماندار کا رخ

آہ آ جاتی ہے لب تک جو کبھی عالم کی
تمتما جاتا ہے غصہ سے ستمگار کا رخ

ردیف الدال

وصل میری تری جفا ہے مراد
اپنی اپنی جدا جدا ہے مراد

اوس مسیحا سے اور کیا ہے مراد
مرض عشق کی دوا ہے مراد

سر بسر کفر مانگنا ہے مراد
ان بتوں سے اگر خدا ہے مراد

دل عشاق خون ہوکے بہے
پان کھانے سے تری کیا ہے مراد

رند دکھلائینگے سب یہ مستی
آئی جو اونکی یہہ گھٹا ہے مراد

بن سنور کر وہ آئے ہیں لب بام
اے دل منتظر یہہ کیا ہے مراد

عمر کھوئی ہے نامرادی میں
اب تری شکل دیکھنا ہے مراد

پوچھتے ہیں وہ زلف دکھلا کے
کیا اسی سے یہہ بلا ہے مراد

رند سب ہیں مرید پیر مغان
ان کے خدمائے صفا سدا ہے مراد

نشہ دیکھا شراب ہستی کا
ساغر بادۂ فنا ہے مراد

دین و دعا تجھکو پیکے بادۂ شوق
یہہ فقیروں کی ساقیا ہے مراد

دل سے طالب ہوں ایک بوسے کا
مجھسے کیوں پوچھتے ہو کیا ہے مراد

غیر بیٹھے ہیں جسکے پہلو میں
کب مری اوس سے یار سا ہے مراد

حسن کا اک جہان ہے شیدائی
گوشۂ دلکی تری سدا ہے مراد

وصل سے اپنے شاد کام کرو
بس یہی دلکا مدعا ہے مراد

میں ہوں کہتے ہیں جان نثار جسے
تجھسے اے شوخ بیوفا ہے مراد

کوئی چھوٹا نہ اوسکے کاکل سے
دام غم سے یہی بلا ہے مراد

گھٹ رہا ہے خیال وصل میں دم
آفت جان مبتلا ہے مراد

آرزو ہے کہ پوچھتے وہ کبھی
کہو عالم تمہاری کیا ہے مراد

ردیف الدال ہندی

پہلے نہ تہا یہ ابروے خمدار کو گہمنڈ
ہے پہر سے قتل پہ تری تلوار کو گہمنڈ

بیجا نہین ہے حسن پہ سرکار کو گہمنڈ
ہوتا ہے اپنے مال پہ زردار کو گہمنڈ

انسانکو خودپسند بناتا ہے آئینہ
رخ کی صفا پہ ہونے لگا یار کو گہمنڈ

عاشق سمجہہ کے اوسکو ہی کہتا ہی ور دور
سایہ سی اپنی ہے بت عیار کو گہمنڈ

دل سیکڑون کے چہینے ہین مکروفریب سے
کیونکر نہوگا پہر بت عیار کو گہمنڈ

چشم فلک نے دیکہے تہے یوسف سے کب حسین
اس جنس پر ہے مصر کے بازار کو گہمنڈ

سر سیکڑون کے کاٹے ہین ایک ایک وار مین
قاتل نہوگا کیون تری تلوار کو گہمنڈ

آمد ہے آج کس گل خوبی کی دیکہیے
باد صبا سے بڑہ کے ہی گلزار کو گہمنڈ

اونکو غرور غمزہ و ناز و ادا پہ ہے
کیون ہو نہ اچہی فوج پہ سردار کو گہمنڈ

آئین ہماری تیغ سرافشان کے سامنے
طاقت پہ اپنی ہے اگر اغیار کو گہمنڈ

دامن پہ عاشقون کے لہو کی بہار ہے
بیداد پر نہ کیون ہو ستمگار کو گہمنڈ

وہ یہہ سمجہہ کے درپئے آزار دل ہوئے
سودا ہے خوب ہو نہ خریدار کو گہمنڈ

عالم کو ہے کریم کی رحمت کا آسرا
کیا ہوگا معصیت پہ گنہگار کو گہمنڈ

ردیف الذال معجمہ

کام تسخیر کا کر جاتا ہے اونکا تعویذ
ہمنے دیکہا نہین چلتا ہوا ایسا تعویذ

درد جاتا رہا جان آئی تن بیجان مین
نامۂ یار ہوا میری شفا کا تعویذ

ہول دل بڑھ گیا بیتابی نکا زور ہوا
خاک عشاق کے تسکین کریگا تعویذ

دلکو تسکین ہوئی روح نے راحت پائی
نامۂ یار کو جب مین نے بنایا تعویذ

نہ کسی چیز مین پایا کشش دلکا اثر
کہل گیا ہمپہ کہ بیکار ہے گنڈا تعویذ

کرتے ہین زندون سے ہلکی ہوئی باتین واعظ
دے انہین پیر مغان کوئی فلیتا تعویذ

مرض عشق ترقی پہ ہو یہہ ارمان تہا
درد دل کا کسی عامل سے نہ مانگا تعویذ

کردیا شوق ملاقات نے از خود رفتہ
یار کا خط مرے حقمین ہوا الٹا تعویذ

عشق مین جان کی پروا نہین ہمکو عالم
عمر بہر پاس حفاظت کا نہ رکہا تعویذ

ردیف الرائے

ملے مجہسے اگر وہ غیرت گل مہربان ہوکر
ترو تازہ ہو باغ آرزو صرف خزان ہوکر

جو مین غمگین رہا بیٹہین گے کیا وہ شادمان ہوکر
دہوان آہونکا دکہلائیگا گردش آسمان ہوکر

الٰہی وہ بہی دن آئے کہین یہہ مہربان ہوکر
نکالو آج ارمان اپنے دلکے شادمان ہوکر

بہرا ہی جوش عشق سبزہ رویان دکن دلمین
کبہی گر تو چلا آجائین گے ہندوستان ہوکر

چمک اٹہتی ہے پیہم جوش پر بیتابئے دل ہے
اڑی داغ کہن سے سارے تن پر بجلی دہوان ہوکر

کہٹک ہوتی اگر صیاد کے دلمین محبت کی
چہڑاتا بلبلونکو کیون گلون سے شادمان ہوکر

سنبہل بیٹہو کلیجہ تہام لو تم جان جان اپنا
شب غم کی حقیقت رنگ دیگی داستان ہوکر

خدا آباد رکھے پیر میخانہ کو اے ساقی
یہاں گر پیر بھی آئے نکلتا ہے جوان ہو کر

حرم کا رخ کیا یہی بتوں کی پیروی جسدم
خدا کی شان ہے پہنچا کہاں پر کہاں ہو کر

مرے تابوت کو کاندھا دیا جب اوس پری وش نے
چلا ملک عدم کو میں سلیمان زمان ہو کر

لیا ہے گر دل عالم تو کرنا قدر بھی اس کی
نہ دینا صدمۂ فرقت کبھی آرام جان ہو کر

سہہ لئے ہم نے جو غم ایک سے دو دو سے چار
کرنے لگے وہ ستم ایک سے دو دو سے چار

آکے وہ میرے قریب کہنے لگے ہیں عجیب
آتے ہیں یاں دمبدم ایک سے دو دو سے چار

عالم طفلی گیا باغ جوانی کھلا
کیوں نہ پھریں تیر الم ایک سے دو دو سے چار

مجھکو نہیں اعتبار کیجئے وعدے ہزار
کھاکے قسم پر قسم ایک سے دو دو سے چار

آئی جو اوس گل کی یاد دل سے ہو دیدہ شاد
بن گئے باغ ارم ایک سے دو دو سے چار

جب سے وہ گلرو چھٹا سوز جگر بڑھ گیا
دل پہ ہوئے داغ غم ایک سے دو دو سے چار

مونس و ہمدم ہیں یہہ میرے شب ہجر میں
درد و الم رنج و غم ایک سے دو دو سے چار

آیا ہوں میں دور سے بولئے مجبور سے
کیجئے لطف و کرم ایک سے دو دو سے چار

یاد لانے لگیں ہچکیئے آنے لگیں
ہچکیاں ہیں دمبدم ایک سے دو دو سے چار

چھین کے دلکو مرے لیگئے ہیں جب سے وہ
کرتے ہیں ظلم و ستم ایک سے دو دو سے چار

عالم ناشاد پر کیجئے اب اک نظر
ہو چکے جور و ستم ایک سے دو دو سے چار

لگائی وار ہزاروں ہمارے اک دل پر / نگاہیں پڑتی ہیں بیشتر ہی دست قاتل پر

شہید ناز ہوں دل خون ہو گیا میرا / حنا کا رنگ جما آج دست قاتل پر

نہیں ہے چین سحر سے اسے کسی پہلو / الٰہی آج یہہ صدمہ ہے کیوں مرے دل پر

سسکتا چھوڑ کے جاؤ نہ ہمکو مقتل میں / لگاؤ وار تم اک اور اپنے بسمل پر

مجھے وہ قتل کرے گر تو زندہ ہو جاؤں / ہزار جان سے صدقے ہوں اپنے قاتل پر

نہ دام زلف میں آئیگا طائر وحشی / ملیگا آپکو قابو نہ اب مرے دل پر

خیال یار نے جسدم کیا بہت بیتاب / اوٹھا کے ہاتھ کلیجے سے رکھ لیا دل پر

گناہگار ہوں کر کے سوال بوسے کا / کرو عتاب یوں ہی میری جان سائل پر

تم آئے جب کہ لب بام خوب بن ٹھنکر / ہوائی چھوٹ گئی روئے ماہ کامل پر

بہت دنوں سے بھنور میں ہے کشتی امید / خدا کہیں اسے پہونچاوے جلد ساحل پر

خدا دکھائے نہ دشمن کو بھی یہہ غربت میں / ہمیں اوٹھانی پڑیں جو مصیبتیں دل پر

ہزار طرح سے روکا مگر نہیں رکتا / غضب ہے آگیا دل اک پری شمائل پر

نگاہ ناز کے کرتے ہیں وار وہ پیہم / جگر پہ سینے پہ جان حزیں پہ اور دل پر

سنا ہے آج وہ نکلیں گے سیر دریا کو / کھڑے ہیں دید کے مشتاق لاکھوں ساحل پر

خیال یار بھی ہے دلمیں فکر دشمن بھی / خدا بچائے کہ مشکل پڑی ہے مشکل پر

شب وصال ہے ارمان نکل بھی جانیدو / کرو نہ خنجر ابرو کا وار تم دل پر

ہوا ہے قتل کوئی بیگناہ اے ظالم / لگے ہیں خون کے دھبے قبائے قاتل پر

مٹا نہ صفحۂ دل سے کبھی خیال امیر
بنا ہے مونس قلب و جگر ملال امیر

جگر مین ٹیس کلیجے مین ہوک اوٹھتی ہے
مین لوٹ جاتا ہون آتا ہی جب خیال امیر

ہنر مین علم مین پایا نہ اونکا کوئی نظیر
کسی مین ہمنے نہ دیکھا کبھی کمال امیر

ضیاء ماہ کا عالم تھا بزم ماتم مین
جو وقت نزع عیان ہو گیا جمال امیر

اوٹھا جہان سے افسوس شاہ ملک سخن
جو ذی کمال ہی ہو گا اُسے ملال امیر

ستم ہے دوست بھی در پردہ ہو گئے دشمن
پڑیگا جانپر اون کے کبھی وبال امیر

تھا اون کے فیض کے چشمہ سے بہرہ یاب جہان
ہر ایک ملک مین تھی شہرت کمال امیر

کہان سے اونکو قضا کھینچ کر کہان لائی
دکن مین لٹ گیا سرمایۂ کمال امیر

کبھی تھمی نہ جھڑی میرے دیدۂ تر کی
جگر خراش ہے عالم بہت خیال امیر

کام ہو جائین گے مشکل مین بھی آسان دوچار
سختیان دل پہ جو سہتا ہے انسان دوچار

کسکو دون کسکو نہ دون ہائے کرون کیا دلکو
روز ملتے ہین نئے جان کے خواہان دوچار

دو اجازت کہ نہ وصل مین مجبور ہین ہم
بوسے رخسار کے لے لیتے ہین ایجان دوچار

واہ رے جذبۂ دل کھینچ ہی لایا اونکو
اور ساتھ اونکے حسین آتے ہین مہمان دوچار

وہ شب وصل مین کچھ ایسے بگڑ کر اوٹھے
لاکھ روکا نہ رکے نکلے ارمان دوچار

اے جنون تیری کشاکش کا ہوا یہ انجام
ہر گلی کوچہ مین ہین چاک گریبان دوچار

دیکھئے تا انہین دیدار کی حسرت نہ رہی
وہ سسکتے ہین پڑے آپ کے خواہان دوچار

طے کیا وادئے ہستی کو ترے مجنون نے
پاؤن اُسکے نہ کہے چھلکے بیابان دو چار

نیم بسمل کیا عالم کو جو چہلک کہلا کے
اُسکے دل سے نہ نکلے کبھی ارمان دو چار

وہ آئے چھنکے جب افشان جبین پر
ستارے ہنگئے زرے زمین پر

بہت مغرور چلتا ہے زمین پر
دماغ اوسکا ہے پر عرش برین پر

کسیکا مبتلا مجہکو سمجہ لو
جو سچ پوچھو تو مرتا ہون تمہین پر

خدا کی شان وہ بت اور مرا گھر
زمین کو ہے شرف عرش برین پر

جفائین کر کے نشتر ملتے نہین وہ
خفا بھی ہوتے ہین اُلٹے ہمین پر

ہوا اشک ختن کا مجہکو دہوکا
کسی کافر کی زلف عنبرین پر

مرا خون تمنے دامن سے تو دہویا
مگر باقی ہین دہبے آستین پر

ہوا صندل سے پیدا درد سر مین
نزاکت ختم ہے اوس نازنین پر

خداوندا ہماری شرم رکھنا
دل آیا ہے کسی پردہ نشین پر

سپند آسا ہوا ہے مضطرب دل
فدا ہے اون کے روئے آتشین پر

الٰہی تابکے سہتا رہون مین
ہزارون صدمے اک جان حزین پر

تماشا رقص بسمل کا نہ دیکھو
تڑپتا چھوڑ کر مجہکو زمین پر

ستم سہکر ہوے رسوا جہان مین
غضب ٹوٹا دل اندوہگین پر

بھلاؤنگا تمہاری یاد کیونکر
منقش نام ہے دل کے نگین پر

یہہ کس سے آج بگڑی ہے بتاؤ ‏— شکن آئی ہے صاحب کیون جبین پر

کہین کیا ہے عجب عالم ہمارا
طبیعت آئی جب سے اوس حسین پر

زخم گہرے ہین تری تیغ ستمگر کے تن پر ‏— ہے گمان خانۂ زنبور کا ہر روزن پر

باغ مین عاشق بسمل سے ہی مالیدہ ‏— کبھی بھولے سے نظر کرتے نہین سوسن پر

دیکھو آنچل کو سنبھالو کہ گرا جاتا ہے ‏— کہین پڑ جائے کسیکی نہ نظر جوبن پر

اک مدت سے ہے مشتاق گلا عاشق کا ‏— قاتل اک وار لگا تیغ کا تو گردن پر

لاش عاشق کی بہت قبر مین بیتاب ہوئی ‏— بال کہولے ہوے آیا جو وہ گل مدفن پر

سیاہی ہو کر تری ہجر اور کی قسمت اولٹی ‏— پہر گئی آئی ہوئی آج گھٹا گلشن پر

دیکھکر قتل سبھی مجھ کیجئے مقتل مین حضور ‏— چھینٹ پڑ جائے لہو کی نہ کہین دامن پر

جلوہ پھر نظر آتا ہے جو اس پردے سے ‏— لپٹی جاتی ہین مرے تار نظر چلمن پر

شمع عارض مین ضیا حسن خداداد کی ہے ‏— حور بھی صدقے ہے اس رنگ برار وغن پر

دھجیان پنجۂ وحشت نے اوڑائین کیسی ‏— پیرہن کا نہین اک تار بھی میرے تن پر

گل عارض کے تصور مین جو دم نکلا ہے ‏— پہول لائے ہین چڑہانیکو مرے مدفن پر

مدفن عاشق جانباز سنبھلکر روندو ‏— خاک پڑ جائے نہ لے جان کہین دامن پر

ہے یہ سب فیض حبیب سخن آرا عالم
دست رس ہونے لگا تمکو بہی اس فن پر

ردیف الراے ہندی

کرتے ہو راہگیرون سے ہر بار چھیڑ چھاڑ
اک روز رنگ لائیگی بیکار چھیڑ چھاڑ

بولے شب وصال وہ ناز و ادا کے ساتھہ
اتنی نہ چاہئے تمہین ہر بار چھیڑ چھاڑ

سمجھین گے اسکو دیکھنے والے خلاف وضع
کرتا ہے یون کوئی سر بازار چھیڑ چھاڑ

تم خوش ہو یا خفا ہو یہہ دل مانتا نہین
اب ہو گی اک نگہ سے یہ سو بار چھیڑ چھاڑ

بولے سوال وصل پہ یون چڑچڑا کے وہ
روکو زبان کرو نہ یہہ بیکار چھیڑ چھاڑ

مجبور مجھکو اس دل مضطر نے کر دیا
ورنہ کبھی کرتا مین اے یار چھیڑ چھاڑ

فرما رہے ہین وصل کی شب مین بگڑ کے وہ
بس بس نہ کرنا مجھسے خبردار چھیڑ چھاڑ

یان بھی ہے شوق دلمین ادہر بھی ہے آرزو
گذرے گی خوب ہو گی جو ہر بار چھیڑ چھاڑ

تم سے نہو تو کس سے ہو پھر بے تکلفی
کرتی ہے شوق وصل کا اظہار چھیڑ چھاڑ

عالم کے دلمین خار محبت کی ہے کھٹک
پھر کیون کرے نہ تجھسے وہ ہر بار چھیڑ چھاڑ

ردیف الزاء

ہون مین کرکے الفت پشیمان ہنوز
نہ نکلا کوئی دلکا ارمان ہنوز

غم ہجر سے ہو نجات اے خدا
یہہ ہے جانکا میرے خواہان ہنوز

لب گور فرقت نے پہنچا دیا
نہین وصل کا کوئی سامان ہنوز

نہ کی قدر افسوس ظالم نے کچھہ
اُسے دیکے دل ہون پشیمان ہنوز

کیا چارہ سازون نے احسان کیا
ہین ٹکڑے مرے جیب ایمان ہنوز

شب وعدہ آخر سحر ہو گئی
نہ آیا مرا آفت جان ہنوز

نہین دل کے بچنے کے آثار کچھہ
کھلی ہے تری زلف پیچان ہنوز

دکھایا اثر کچھہ نہ اے جذب دل
نہ آیا مرے گھر وہ مہمان ہنوز

چلے ساقیا دور صہبائے عیش
ہے پہلو مین وہ آفت جان ہنوز

کیا تھا کہان تم سے سودائے زلف
جو عالم ہو یون پابجولان ہنوز

تازہ ہو جاتی ہے جان سنکے تمہاری آواز
بھر گئی ہے مرے کانون مین پیاری آواز

گٹکڑی سحر ہے افسون ہے تمہاری آواز
کھینچتی ہے دل مشتاق کو پیاری آواز

چین دل کو نہین ملتا ہی مری جان جب تک
نہین آتی مرے کانون مین تمہاری آواز

ہجر مین نالہ و فریاد کا یارا ہے کسے
اپنی لب تک نہین آتی ہے ہماری آواز

کہین چھپتا ہے چھپائے سے بھی کیف مے ناب
آنکھین چڑھ جاتی ہین ہو جاتی ہے بھاری آواز

دل تو کیا ہے کہ جان بچ نہین سکتی اس سے
کام کر جاتی ہے نشتر کا تمہاری آواز

دیکھکر شکل تری ہو گیا سکتا ایسا
کہ نکلتی نہین اب منہ سے ہماری آواز

کیون ہو خاموش شب وصل ذرا تو بولو
کان مشتاق ہین سننے کو تمہاری آواز

دلپہ عالم کے خدا جانے ہوا کیا صدمہ
اشک تھمتے نہین ہے ضبط سے ہماری آواز

ردیف السین

نکلا دل بہی تو بیوفا افسوس	میرا پہلو تہی کیا افسوس
درد دل جلد سے بڑہ گیا افسوس	اب نہوگی کبہی شفا افسوس
نام سنتے ہی وصل کا ہم سے	یار آزردہ ہوگیا افسوس
کیسے ہوگی مریض غم کو شفا	ہے مسیحا مرا خفا افسوس
جلد سے اوٹہکے میری پہلو سے	رات بہر بس یہی رہا افسوس
لائی پیغام کچہہ نہ تو جاکر	کوچۂ یار سے صبا افسوس
لطف کیا تمنے بعد مرگ اگر	سوگ رکہا مرا کیا افسوس
جو ہے بیزار اپنے جینے سے	جان جانیکا اوسکو کیا افسوس
اوڑتی ہے زلف یار کی ناگن	دلکو ڈس لیگی یہہ بلا افسوس
باوفا جنکو مین سمجہتا تہا	نکلے آخر وہ بیوفا افسوس
تمنے وعدے کئے ہزار مگر	ایک ایفا نہوسکا افسوس
کٹ گئی یون ہی رات وعدیکی	بہولی تو بہی مجہے قضا افسوس
دلکو تہامے ہوے وہ خود آتے	بے اثر ہوگئی دعا افسوس
آگئی ہائے پہر شب فرقت	پلٹی جا جاکے یہہ بلا افسوس
بیوفائی تمہاری سن سن کر	کرتے ہین سارے باوفا افسوس
مرض عشق نے ترقی کی	نہوئی کارگر دوا افسوس

دیدیا صفت بیوفا کو دل — کرین لینے گئے کا کیا افسوس

جسکو چاہا وہی بنا عالم
دشمن جان مبتلا افسوس

ردیف الشین

نہ ہمکو صبح سے مطلب ہے اور نہ شام کا ہوش — محال ہے ہمہ الفت مین ننگ و نام کا ہوش

وہ بت نماز مین آئے جو سامنے اے شیخ — تو بالیقین نہ تجھے بھی ہے سلام کا ہوش

اوٹھینگے مر کے ہزارون ہی حشر ہوگا بپا — نقیب بن کے چلیگا ترے خرام کا ہوش

ہمیشہ شوق رہا مجھکو دشت گردی سے — بڑہی تھی وحشت دل تھا کسی مقام کا ہوش

جو حال دیکھا ہے قاصد وہ اُس سے کہہ دینا — مین نامہ خاک لکھونگا نہین پیام کا ہوش

گذر گئی اسی رندی و بادہ خواری مین — رہا کبھی نہ ہمین اپنے ننگ و نام کا ہوش

جو سیر میکدہ دیکھائین گے ہم واعظ — حلال کا ہے خیال اور نہ کچھہ حرام کا ہوش

فراق یار مین پیتے ہین خون دل ساقی — نہ مے سے کچھہ ہمین مطلب ہے اور نہ جام کا ہوش

جمال یار نے بیخود بنا دیا عالم
کہان کلیم کی صورت رہا کلام کا ہوش

ردیف الصاد

گر رقیبون سے بڑہاؤگے دوبارا اخلاص — بنہ سکیگا نہ کبھی میرا تمہارا اخلاص

دیکھ ڈالا یکہ جنکے قدر نہ کی کچھہ اوسکی — کون اب تمسے بڑہائیگا دوبارا اخلاص

دم بھرو بھری محبت کا ملو غیرون سے
دلکو ہوگا نہ کبھی ایسا گوارا اخلاص

آئینہ دیکھ کے حسن پہ انکو یہ غرور
کبھی آتا نہین نظرون مین ہمارا اخلاص

باتون باتون مین بگڑ کر وہ اٹھے پہلو سی
کر گیا عیش کی صحبت سے کنارا اخلاص

لیکے دل پہر کبھی بات بھی پوچھی نہ حضور
ہم سمجھتے ہین غرض کا ہے یہہ سارا اخلاص

یاد رکھو کہ یہہ سامان ہے رسوائی کا
گل کہلائیگا رقیبون سے تمہارا اخلاص

قل ہو اللہ کی تسبیح پڑہا کرتے ہین
تاکہ ساتھہ اونکے زیادہ ہو ہمارا اخلاص

سکرانا ہے ستم دیکھکے عالم کیطرف
پہیر پڑ جائیگا یہہ آنکھونکا اشارا اخلاص

ردیف الضاد

تاج شاہی سے نہ ہی تخت سلیمان سے غرض
ہمکو مجنونکی طرح اب ہے بیابان سے غرض

جسکو سودا زلف پیچان کا رہا ہو مدتون
اوسکو پہر کیا خاک ہوگی سنبلستان سے غرض

ہجر مین اوس گلبدن کی دیتے ہین وقت خار غم
کیا دل پر داغ کو سیر گلستان سے غرض

غیر کا کسطرح دلکو آئے غربت مین خیال
راتدن رہتی ہے اسکو یاد جانان سے غرض

وحشت دل ہو ترقی پر نہ کیسے ہجر مین
اس لیے رکھتا ہون مین کوہ و بیابان سے غرض

پاؤن مین سودائے گیسو نے پہنا دین بیڑیان
جب سے ہم قیدی ہین رکھتے ہین زندان کی غرض

مست ہین ہم بادہ عشق بتان مین صبح و شام
کسکو ہی الفت مین واعظ دین و ایمان سی غرض

دشت گردی کا رہا وحشت مین اکثر ہمکو شوق
ہر گہڑی پاؤنکو تہی خار مغیلان سے غرض

اس بلا سے اب کہیں ملجائے اگر دلکو نجات
پھر رکھینگے کبھی زلف پریشان سے غرض

سچ تو یہہ ہے زندگی تک سا نہیں یارو عزیز
بعد مردن کسکو ہی گور غریبان سے غرض

وصل کی شب زینت پہلو ہے جسکا ماہرو
کیا ہے پھر اوسکو عالم ماہ تابان سے غرض

ردیف الطاء مہملہ

بخون سے دلکے نامہ برون نے اوڑائے خط
برہم کیا انہین مرے خط نے ملائے خط

سوز نہان سے گر کبھی دشمن جلائے خط
جلجائین اوسکے ہاتھ الہی بجائے خط

کی ہے داستان دل بیتاب کی رقم
ڈر ہے کہ نامہ بر پہ نہ بجلی گرائے خط

اپنا زجو نی نامہ ساتے لیا ہے ساز
چھپ چھپ کے دیکھہ لیتا ہے ظالم پرائے خط

آنکھین ہین جسکی راز محبت کی پردہ دار
پڑھ پڑھ کے غیر کو وہی ظالم سنائے خط

آئے وہان سے جب تو اڑائے رقیب نے
کہتے ہین رو کے مردم مشتاق ہائے خط

مضمون کہینکے سی پہ تو ہوتا ہے دلکو رنج
حسرت ہے اوسکے حال پہ جسکے اوڑائے خط

بیتاب نے فراق کا لکھا ہے اسمین حال
قاصد تری کمر سے کہین اڑ نہ جائے خط

آنسو نہ تھمکے درد دل یہی کہتا ہے مجھسے آج
کیون اتنے بیقرار ہو آئے پھرائے خط

اے نامہ بر گرا ہے کہان جا دہونڈہ لا
ایسا نہو کہین کوئی رستے مین پائے خط

پڑھتے ہی دلکو تپ ملے آجائین میرے گھر
اتنا اثر تو اپنا الٰہی دکھائے خط

وہ نامہ لیکے کہتے ہین قاصد سے باربار
معلوم ہوگا تجھکو تبا مدعائے خط

پھر کہئے کسطرح نہو افشائے رازِ عشق
بلوا کے گھر پہ غیرونکو تمنے کہلائے خط

دردِ فراق مین دلِ بیتاب صبر کر
آنکھین پھڑک رہی ہین عجب کیا جو آئے خط

لکھ لکھ کے بھیجتے ہین وہ نامہ رقیب کو
مطلب فقط یہہ ہے کہ مرا دل جلائے خط

بھیجا ہے نامہ بر کو لکھا ہے پیامِ وصل
یارب وہ خیریت سے مرا پھر کے آئے خط

تم ہمکو بھولے بیٹھے ہو اسکا گلا نہین
قسمت مین یہہ لکھا ہے کہ برسون آئے خط

لکھا ہے اوسکو یار نے نامہ خدا کا شکر
کیونکر نہ اپنے آنکھون سے عالم لگائے خط

ردیف الظائے

واعظ کبھی ذرا نہین کرتے مرا لحاظ
رکھتا ہون بیخودی مین مین اونکا بڑا لحاظ

برباد کر نہ کوچۂ جانان سے میری خاک
اتنا تو رکھ غریبونکا بادِ صبا لحاظ

چھیڑا شبِ وصال تو بولے یہہ ناز سے
کچھ تو کرو برائے خدا تم مرا لحاظ

حالت اگر یہی ہے تو بگڑیگی ایکروز
کرتے نہین ہین آپ ہمارا ذرا لحاظ

اتنا نہ چاہیے ستم و جور روز و شب
لازم ہے جانجان تمہین عشاق کا لحاظ

غیرون کے سامنے مجھے بلوا کے بیسبب
دین تمنے گالیان نہ کیا کچھ ذرا لحاظ

کہتا ہے اک جہان اونہین بد وضع بے ادب
کرتے نہین کبھی جو کسیکا ذرا لحاظ

جو منہ سے کہدیا ہے وہ کر کے دکھائینگے
ہے ہمکو پاسِ وضع کا ہر دم بڑا لحاظ

عالم انہین اگر تو بٹھا لو پکڑ کے ہاتھ
اونکو نہین لحاظ تو پھر تمکو کیا لحاظ

ردیف العین مہملہ

فرقت کی شب مین شام ہی سے ہے درد شروع
کردیگا خاک گر ہوا سوز جگر شروع

کہدے تمام حالت بیتابیٔ فراق
پڑہنا اگر وہ خط کا کرے نامہ بر شروع

دین تمنے گالیان مجہے غیرون کے سامنے
انصاف شرط ہے کہ ہوا کس سے شر شروع

بچ جاؤن اب بہی مین تب فرقت سے چارہ گر
وہ خود میرا معالجہ کردے اگر شروع

درد جگر سے ہکو افاقہ نہ تہا ابہی
ناصح ترے سبب سے ہوا درد سر شروع

فصل بہار داغ جگر آرہی ہے پہر
بارش ہوئی ہے اشکونکی بچشم تر شروع

نازک ہین اتنی زلف کی کہلتی ہوئی وش پہ
آئے شکن جبین پہ ہے درد کمر شروع

تسکین دل کی فکر او نہین ہو تو نامہ بر
کہنا کہ کچہہ دنون سے ہے درد جگر شروع

اولجہین گے خار نکلے بہہ دامان رند سے
نادان ہین شیخ کرتی ہین رندون سے شر شروع

کہٹکا تہا جسکا وصل مین عالم وہی ہوا
ہے شام ہی سے نالۂ مرغ سحر شروع

ردیف الغین

سیری شکوہ سے پریشان کیون نہو جاتا دماغ
بوے گل سے ہے نزاکت مین سوا اونکا دماغ

درد سر پیدا ہوا فکر علاج عشق سے
پہر گیا تہوڑی ہی روز مین مسیحا کا دماغ

ڈہنگ اوس ظالم سے کچہہ جور و ستم کی سیکہکر
آسمان نے بہی کیا ہے اندنون پیدا دماغ

دو ہی باتین ہین نہ گہبراؤ ابہی سے جان جان
قصۂ فرقت کہون اتنا کہان میرا دماغ

بات بہی منہ سے نہ نکلی تہی کہ تیوری چڑہ گئی
ہمنے تو دیکہا نہین صاحب تمہارا سا دماغ

راہ الفت مین قلم رکہتے ہی سب رخصت ہوئی
عقل کیسی دل کہانکا ہمدمو کسکا دماغ

اونکا بہی آخر تکبر نے مٹایا نام تک
فی الحقیقت اس جہان مین جنکو پیدا تہا دماغ

اندنون کچہہ خاکساری ہی پسند آئی ہمین
ورنہ عالم عرش اعلی سے بہی تہا اعلی دماغ

ردیف الفا

دل ہے مائل جسکا تیری زلف پیچانکی طرف
آنکہہ اوٹہا کر کیون وہ دیکہے سنبلستانکی طرف

وحشت دلکا یہی عالم رہا کچہہ دن اگر
پہر نکل جاؤنگا مین کوہ و بیابانکی طرف

دیکہہ اندازین اوٹہائیگا بہت پچتائیگا
ایدل نادان نہ جا تو کوے جانانکی طرف

آگیا صحرا نوردی مین خیال زلف یار
پاؤن پہر اٹہنے لگے صحرا سے زندانکی طرف

دیکہے جو عارض تابان ہمارے یار کی
وہ نہ دیکہے بہولکر پہر ماہ تابانکی طرف

آگئی فصل بہاری شور ہے رندونمین بہم
ساقیا بیٹہا ہے کیا اوٹہہ چل گلستانکی طرف

وحشت دل لیگئی مجہکو سوے صحرا اگر
جاوے رونے دیکہکر چاک بیابانکی طرف

کیون بلایا مجہکو پہر جب غیر سے محفل تہی گرم
بہولکر بہی رخ نہین کرتے ہو مہمانکی طرف

غیر کا غربت مین عالم دلکو کیا آئی خیال
راتدن ہین دیدہ دل کوے جانانکی طرف

ردیف القاف

رکہتا ہے زلف و رخ سے دل داغدار عشق
کرتا ہے تازہ کیفیت لالہ زار عشق

الفت کا میرے یار کو آتا نہیں یقین
کہتا ہے سب یہ جہوٹہہ جتاؤ ہزار عشق

کس کس کے در کی ٹہوکرین کہلوائے دیکہیے
لینے نہ دیگا مجہکو کسی جا قرار عشق

ای چشم شوق دیکہہ نہ سیر بہار حسن
گردش دکہائیگا تجہے لیل و نہار عشق

گو یہہ حسین لاکہہ جتائین محبتین
انسانکو چاہیے نہ کرے زینہار عشق

چہپتی نہین چہپائے سے الفت کسیطرح
ہوتا ہے بات بات سے خود آشکار عشق

طوفان اٹہائیگا مری چشم پر آب سے
رکہیگا کچہہ دنون جو یہین اشکبار عشق

ہوتا غم فراق کا ناصح یقین تجہے
کرتا کسی حسین سے اگر ایکبار عشق

روتے لہو ہو اوس گل رعنا کی یاد مین
ہوتا نہ یون ہماری گلی کا جو ہار عشق

کہتے ہین جاؤ کیسی محبت کہان کا پیار
جا کر جتاؤ اور کو یون بار بار عشق

پائی نہ ایک تن خلش ہجر سے نجات
عالم کی دل مین جب سے چہبا بنکے خار عشق

ردیف العین

مری فریاد کی پہونچی نہ خبر وان اتبک
رہی بیکار ہے یہہ نالہ و افغان اتبک

بیوفا تو ہی رہا او بت نادان اتبک
ہم وفادار رہے تابع فرمان اتبک

ایکدم جذبۂ الفت جو اثر دکہلاتا
چین لیتی کسی پہلو نہ مری جان اتبک

پڑ گیا کیا دل صد پاش غنا دل کا اثر
باغ مین پہول ہین کیون چاک گریبان اتبک

اگر آنا ہو تو آؤ کہ چلی طاقت ضبط
دل سنبھالے ہوئے بیٹھا ہون مین ہجران ابتک

وہ جو آجائین تو جمعیت دل حاصل ہو
شام سے زلف کی صورت ہون پریشان ابتک

وصل کی شب تہا غضب اونکا بگڑ کر اوٹھنا
نقش جب سے مرے دلمین ہین ارمان ابتک

کیا کہون کیا ترے زلفونکی محبت نے کیا
دیکھہ پہلو مین دل اپنا ہے پریشان ابتک

وار غیرونپہ ہرا چل گیا بارے صد شکر
ورنہ بن جاتی در یار کے دربان ابتک

کام گلشن مین مری نغمہ سرائی نے کیا
منفعل شاخونپہ ہین مرغ خوش الحان ابتک

چین اک دن نہ مجھے گردش قسمت سے ملا
درد فرقت سے ہون سرگشتہ و حیران ابتک

آ گئے آپ مگر دیکھئے ٹہیرا نہین دل
درد فرقت کے ہین آثار نمایان ابتک

دیکھنا شاہد مقصد سے ملا دیگا خدا
نہ سہی گر نہین کچھہ وصل کا سامان ابتک

کیا ہو گر چھین لین بت دلکی طرح ایمان بھی
شرم اونکو ہے جو سمجھے ہین مسلمان ابتک

آ گئے آپ کہ جان آ گئی دوبارہ تن مین
چھوڑتا کیون مجھے جیتا غم ہجران ابتک

چار سو عشق کے عالم مین پہرے اوڑتے
رام ہو جاتا اگر وہ بت نادان ابتک

ردیف الکاف پارسی

مرض عشق ہے قضا کا رنگ
اسپہ جمتا نہین دوا کا رنگ

بڑہ دیا میرے دلپہ کیا افسون
جم گیا ہے تری ادا کا رنگ

سچ تو یہہ ہے کہ سب حسینون مین
ہے نرالا تری ادا کا رنگ

اے ستمگر یہہ خون دل ہے مرا — کب ہے ان ہاتھون مین حنا کا رنگ

زلف جب کہولی سانپ لہرا ہے — دل ڈرا دیکھکر بلا کا رنگ

قتل کرکے مجہے نکالا ہے — ہیرے قاتل نے کس بلا کا رنگ

بیوفا ہیرے دامن دل سے — نہ چہٹے گا کبہی وفا کا رنگ

کیون بڑہا دامن نظر سوئے غیر — اڑ نہ جائے کہین حیا کا رنگ

باغ مین چاک دامن گل ہے — دیکھکر یار کی قبا کا رنگ

ساقیا آفتاب بادہ کال — تیرہ تر شب سے ہی گہٹا کا رنگ

جو کہا منہ سے پہر نہین ٹلتا — عالم اپنا ہے یہہ سدا کا رنگ

ردیف اللام

کہان پاؤن مرادون سے بہرا دل — حسینونکی گلی مین کہو گیا دل

خیال چشم شہلا مین تہا مدہوش — خبر اوسدم ہوئی جب کہو گیا دل

یہہ کہتے آئے ہین کس ناز سے وہ — نہ روکا تمنے ہمنے لے لیا دل

مری آنکہون پہ تہے غفلت کے پردے — اوڑا کرلے گیا وہ بیوفا دل

شب فرقت کے صدمے جہیلتا ہے — جری دل شیر دل میرا کڑا دل

ستم دیکہو وہ لیکر پوچہتے ہین — کہان ہے اب وہ تیرا چلبلا دل

وہ کہتے ہین کہو اب کیا کروگے — ہمارے ہاتہہ سے گم ہو گیا دل

کہا جب مین ہوا بوسہ کا سائل
کٹا جاتا ہے یہہ وقف حیا دل

خفا ملکر وہ کہتے ہین کہ عالم
تاسف ہے تمہارا خون ہوا دل

ہوا آشفتہ زلف دوتا دل
بلائے ناگہانی مین پہنسا دل

شب فرقت مین پہرا کب مرا دل
مثال برق تڑپا مبتلا دل

بہت نا آشنا نے سوچے سمجہے
خطا کی تجہکو ہمنے دیدیا دل

شب وعدہ نہ آیا وہ ستمگر
سحر تک شام سے تڑپا مرا دل

تری چاہ ذقن مین گر کے ظالم
کہان نکلا مرا درد آشنا دل

حسینان جہان سب بیوفا ہین
بچا اونکی نظر سے ایخدا دل

عوض جب ہو چکا پہر کیسا احسان
چلو صاحب لیا بوسہ دیا دل

صبا لائی گل عارض کی خوشبو
خوشی سے غنچہ سان پہر کہل گیا دل

تمہاری راہ مین بیٹہا جو آکر
خدا شاہد جہان سے اوٹہہ گیا دل

یکایک ہاتہہ سے جاتا رہا کیون
ابہی تو تہا مرا اچہا بہلا دل

ہوا ہے شوق مین سرگشتہ ہوکر
بگولے کیطرح اوڑتا پہرا دل

بچہا جب دوش پر وہ دام کاکل
پہنسے مانند مرغان ہوا دل

نہ چہوٹا مثل مرغ رشتہ برپا
کمند زلف مین پہنسکر مرا دل

غضب ہے اب وہ مجہسے پوچہتے ہین
دیا تمنے کسے کیا ہو گیا دل

سوے کعبہ چلا ہے بہر فریاد
بتون کی سختیان سہکے مرا دل

جلاتی ہے جگر بہر اتپ ہجر
گہلا جاتا ہے نازونکا پلا دل

عدو کے گہر سے آئی اونکی آواز
تو بجلی کی کیطرح تڑپا مرا دل

چلے ہو اوٹھکے تم پہلو سے میرے
سنبہالون لاکہہ اب سنبہلیگا کیا دل

نہین پروا اسے حورون کی زاہد
بت کافر کو عالم دیکہا دل

ردیف المیم

تیرے فرقت مین کہاے جاتے ہین ہم
روز تازہ رنج و غم کہاتے ہین ہم

کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم
سر پہ اک تازہ بلا لاتے ہین ہم

ہجر رخسار صنم مین روز و شب
[illegible]

جہگڑون ہی لڑتے ہین وہ غدر لنگ
جب ہی خط لکہہ کے بلواتے ہین ہم

اٹھکے بستر پہ کردیتے ہین صبح
جب شب فرقت مین گہبراتے ہین ہم

اسقدر آزردہ کیون ہوتے ہین آپ
ناگوار آتا ہے گر جاتے ہین ہم

دیکہیے سر اب طے کرین گے راہ عشق
آپ کے سر کی قسم کہاتے ہین ہم

غیر کے ہمراہ اون کو دیکہکر
شرم سے پانی ہوے جاتے ہین ہم

کیا کرین اپنے کئے کا اب علاج
دیکہے جب دل تو پچتاتے ہین ہم

یار جو چاہے کرے ظلم و ستم
عشق کرنیکی سزا پاتے ہین ہم

ہے زبان پر نام اوسکا ہر گھڑی
جسکی باتون مین مزا پاتے ہین ہم

یار کے در تک رسائی ہے محال
راہ جانے کی نہین پاتے ہین ہم

دل کسی صحبت مین لگتا ہی نہین
لاکھ اس ظالم کو بہلاتے ہین ہم

وحشت دل سب ستاتی ہے بہت
جانب صحرا نکل جاتے ہین ہم

جذبۂ دل نے کیا اتنا اثر
خط مین لکھا ہے کہ جلد آتے ہین ہم

اوس گھڑی کا حال عالم کچھ نہ پوچھ
یار کو پہلو مین جب پاتے ہین ہم

ردیف النون

کس لیے تیر ملامت کا نشانہ مین ہون
کیا فقط چاہنے والا ترا تنہا مین ہون

روح مجنون یہہ صدا دیتی ہے لیلی مین ہون
دیکھہ لو مظہر معشوق سراپا مین ہون

یہی خواہش یہی ارمان یہی مطلب ہے مرا
یون ہی ہو جاؤ مرے جیسے تمہارا مین ہون

ہو گیا کیا دل بیتاب سنبھلتا ہی نہین
صاف دیتا ہے صدا وقف تمنا مین ہون

پاس کوئی نہین جز حسرت و بیتابی و غم
تمکو مطلوب ہے خلوت تو اکیلا مین ہون

باتین کرتے نہین کیون خوف ہے کسکا شب وصل
کوئی سنتا نہین تم ہو مری جان یا مین ہون

اے پری چہرہ جلاتا ہے کہ ہے تیرا خیال
آکے کہتا ہی ابھی تو جسے بھولا مین ہون

ایک عالم کو جلایا تری جان بخشی نے
جسے مارا ہے وہ اے رشک مسیحا مین ہون

محرم عشق جو اس ترک نظر نے ڈھونڈھا
دل بیتاب یہہ پہلو سے پکارا مین ہون

ایک پر ایک کو خالق نے فضیلت دی ہے
ہیچ وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ کچھ یا مین ہون

شب تاریک مین جاتے تھے گھر اونکی عالم
ٹوکا دربان نے تو منہ سے یہی نکلا مین ہون

ہے بنا حسرت و ارمان کا تماشا دل مین
آکے دیکھو تو کبھی لطف ہین کیا کیا دل مین

زندگی بھر جسے ڈھونڈا اُسے پایا دل مین
جو نہ دیکھا تھا کبھی ہمنے وہ دیکھا دل مین

زلف کھلتے ہی بکھر کھا گئی بل جب وہ چلے
کھب گئی ہے یہہ ادا اور یہہ سراپا دل مین

جب وہ تربت پہ مری پھول چڑھانے آئے
روح تازہ ہوئی جان آئی دوبارا دل مین

مدتین گذری ہین چھوڑے ہوے پہلو اُنکا
اب سوا درد کے کوئی نہین بستا دل مین

جب سے دیکھا ہے تجھے بام پہ اے رشک قمر
ہو گیا عشق اُسی روز سے پیدا دل مین

مگر دم نزع بھی بالین پہ نہ آیا وہ شوخ
کیا کہین حسرتین لیجائین گے کیا کیا دل مین

بن گئی زلف جو اُسکی رخ روشن کی نقاب
آگیا غش مجھے اُلجھن ہوی پیدا دل مین

تم جو پہلو سے اُٹھے ہوگا یہہ پہلو مین لہو
غرق ہو جائیگا ارمانونکا بیڑا دل مین

اے طبیبو تپ فرقت کا جو ہو تم سے علاج
سبھی عشاق ہین تمہین سمجھینگے مسیحا دل مین

ہے سبب آج اُٹھا سکے جفائین عالم
نقش بیٹھا تری بیداد کا یہ را دل مین

مین زیر سایہ تمہاری پناہ گر مانگون
تو پھر خدا سے نہ خلد برین مین گھر مانگون

ہوس باختہ پلٹا ہے کوے دلبر سے
جواب خط کا مین کیا تجھسے نامہ بر مانگون

شب فراق گئے وصل کی سحر آئے
دعا خدا سے یہی کیون نہ رات بھر مانگون

عزیز جان سے بڑھکر ہے دولت دیدار
وہ ام خیر نہ کیون قوت نظر مانگون

بغل مین آپ ہین سامان ہے عیش و عشرت کا
خدا سے اسکے سوا کیا مین اب اثر مانگون

جگر پہ دیکھی جو گر کے تمہاری تیغ ادا
مین اپنے سینے سے کیا داغ کی سپر مانگون

عدو کے سامنے بیٹھے ہو گالیان دیتے
یہان عشق کا اب تم سے کیا ثمر مانگون

وہ بدگمان ہین تیمون کے کہنے سننے سے
کبھی نہین تو عنایت کی اک نظر مانگون

ستاتے ہین وہ ستایا کرین مین عاشق ہون
ہنسینگے لوگ جفاؤن سے گر مفر مانگون

خلاف شان ہے کرنا حساب بوسون کا
خوشی ہے دو مرے جانا آج جسقدر مانگون

دل بجائے کہین دل نشان کسن کا
شب فراق ہے نالون مین کیا اثر مانگون

رقیب کا مرا اب امتحان ہو جائے
ہے قصد کھینچ کے تلوار اسکا سر مانگون

شب فراق مین صبر و سکون کا مطلب نہین
جو دل کا درد ہو کم سوزش جگر مانگون

نہین جو شام سے یاد رخ صبح مین شک
تو آنسو پوچھنے کو دامن سحر مانگون

زمانہ ناز کرے امن و عافیت یہ تو مین
جو روکے تیغ حوادث کو وہ سپر مانگون

کہین وہ گر تری دل سے کدہر گئے ارمان
نظر کا تیر ہے کاوش جگر مانگون

حسین جتنے ہین سب بیوفا ہین اے عالم
پناہ کیون نہ محبت سے عمر بھر مانگون

برائے دلکا اگر مدعا سمجھتے ہین
بتائیے تو ہمین آپ کیا سمجھتے ہین

ہم اپنی کشتئ مقصد کا یا علیؑ ولی
خدا گواہ تمہین ناخدا سمجھتے ہین

نہین جہان مین کوئی بلائے جفا ایسا
خطا یہین جو تمہین باوفا سمجھتے ہین

بتوں پہ کرتے ہین زاہد قیاس حورونکا
پھر اونکو لوگ بڑا باخدا سمجھتے ہین

عزیز جان سے ہے بوسۂ لب رنگین
ہم اپنے دلکا اسے خون بہا سمجھتے ہین

مجھے ہے عشق کہ وحشت بتا نہین سکتا
پھر اون سے پوچھے کوئی آپ کیا سمجھتے ہین

ہزار کیجیے شانہ بنائے زلفین
ہم انکے حلقون کو دام بلا سمجھتے ہین

قضا سے کم نہین ہمکو نگاہ قہر آلود
وہ اُسکو لطف و کرم کی ادا سمجھتے ہین

ہے کسکے خون سے ندامت جو ہاتھ ملتے ہو
بہانہ ہاتھ لگا سب حنا سمجھتے ہین

جہان مین جسے کہتے ہین لوگ نقش مراد
ہم اوسکو یار کا اک نقش پا سمجھتے ہین

تمام رات تڑپنے کا مشغلہ ہی سہی
کبھی کروگے نہ وعدہ وفا سمجھتے ہین

کسیکی زلف معنبر سے ملکے آئی ہے
لگاوٹین تری ہم اے صبا سمجھتے ہین

کسی سے ہوتی محبت تو جانتے ہمدرد
ہماری دل لگی کو وہ کیا سمجھتے ہین

میری طرف یہہ اشارہ تھا وجہ مرگ عدو
ہم اوسکو کشتۂ تیغ ادا سمجھتے ہین

ہم اپنی جان سمجھتے ہین اُنکو پر عالم
نہین وہ دلمین خدا جانے کیا سمجھتے ہین

جھٹکر بھی ایک آن وہ ہمسے جدا نہین
دلمین خیال غیر کو رہنے کی جا نہین

جاتے ہین سب اسیکے لئے راستا نہین
اتبک در قبول پہ میری دعا نہین

دردِ فراق نے اثر اپنا دکھا دیا
وہ آ گئے ابھی مرا قاصد گیا نہین

کرتے ہین بت خدائی کا دعوی کیا کرین
ہم تو یہی کہین گے ہمارے خدا نہین

وعدہ کیا تھا مجھسے گئے ہین عدو کے گھر
افسوس امتیاز جفا و وفا نہین

غیرون کے ساتھ لطف شراب و کباب ہے
عاشق جلا کرین اونہین پروا ذرا نہین

کس بے تکلفی سے رقیبون کے ساتھ ہین
غیرت نہین ہے شرم نہین ہے حیا نہین

ناکامیان ہین گردش تقدیر کی گواہ
شکوہ نہین ہے کسی سے کسی سے گلا نہین

رکھیئے نگاہ لطف و کرم جان نثار پر
مہر و وفا کا بندہ ہون مین بیوفا نہین

بوسہ کی آرزو پہ یہہ جھنجھلا کے کہتے ہین
بیٹھے ہین غیر تجھکو ذرا بھی حیا نہین

پھر یار ان تو انکی ہمین یاد رہ گئین
شکر خدا کہ وقت مصیبت رہا نہین

تکیہ ہے تجھکو تیری عنایت پہ اے کریم
روزی رسان خلق کوئی دوسرا نہین

دیوانہ ہے جو حشر مین رکھے امید و بیم
کیا ہوگا آگے چلکے جو اب تک ہوا نہین

لایا ہے رنگ خون کسی بیگناہ کا
ہاتون مین تیرے وسمہ آر حنا نہین

پوچھا ہے حال زار کی اونکو نہین خبر
فریاد مین اثر نہین نالے رسا نہین

کرتا ہے منع کیون مجھے پینے سے واعظا
تیرا لہو تو جام و سبو مین بھرا نہین

پہلو سے جب اوٹھے ہین بگڑ کر شب وصال
ہان ہان مری صدا تھی تو انکی صدا نہین

کہتے ہین سن کے حال وہ بیمار ہجر کا
وہ بھی کوئی مرض ہے کہ جسکی دوا نہین

دیکھی ہین سب مرقع ہستی کی صورتین
جز تیرے کوئی مظہر شان خدا نہین

غصہ کو دور کیجئے اب مان جائیے
عالم سے ہیچ بیچارا کوئی اسکی خطا نہین

سوال وصل پہ وہ مسکرا کے دیتے ہین
ہماری بات ہنسی مین اوڑا دیتے ہین

ہم اپنے نالون سے گردون ہلائے دیتے ہین
اثر فغان کا بہی تمکو دکہائے دیتے ہین

حسین خاک مین دلکو ملائے دیتے ہین
یہہ بت وہ ہین کہ جو کعبہ کو گرائے دیتے ہین

وہ دل سے نقش محبت مٹائے دیتے ہین
رولا کے خون جگر کا بہائے دیتے ہین

دل و جگر کو نہین چین ہے کسی پہلو
تپ فراق کے صدمے گہلائے دیتے ہین

چمن سے کون سہی قد گذرنے والا ہے
کہ سرو گرد مین اپنی جہکائی دیتے ہین

ہمارے سامنے نوشیان رقیب کے ساتھہ
کباب وہ دل عاشق بنائے دیتے ہین

کسی حسین سے ہم بہی لگا کے دل تمکو
رقابتون کا مزا اب چکہائے دیتے ہین

شب فراق مین رو رو کے ہین مرنا سے
ہٹو ہٹو کہ فلک ہم ہلائے دیتے ہین

اگر یقین نہین آتا ہماری الفت کا
دل اپنا چیر کے تمکو دکہائے دیتے ہین

سنو جو پوچہتے ہو بار بار کیا گذری
فسانۂ غم فرقت سنائے دیتے ہین

یہہ چہیڑ رندون سے اچھی نہین ہے ای زاہد
برائی مے کی نہ کر جتائے دیتے ہین

غضب ہے قہر ہے آفت ہے ہر ادا اونکی
خرام ناز سے فتنے جگائے دیتے ہین

یہہ سوچ لو کہ اثر اسکا دلپہ کیا ہوگا
ہم آہ کرتے ہین دیکہو جتائے دیتے ہین

چلے ہین آج قسم کہا کے جان دینے کی
جو کچہہ کہا تہا وہ کر کے دکہائے دیتے ہین

کریں نہ وصل سے انکار یہ کہیں تو کہیں
کہ دیکھ ہم تری ہستی مٹائے دیتے ہیں

کہیں تو کس سے کہیں حال صدمۂ فرقت
ہمیں وہ بزم سے اپنی اٹھائے دیتے ہیں

مرے جلانے کو کرتے ہیں روز ذکر عدو
ہزاروں رنج وہ بیٹھے بٹھائے دیتے ہیں

وہ لیکے ہاتھ سے قاصد کے خشمگیں ہو کر
ہمارے نامے کے پرزے اڑائے دیتے ہیں

پڑے نگاہ تو عالم کے دل کی خیر نہیں
نقاب اٹھا کے وہ صورت دکھائے دیتے ہیں

وہ منہ کے سامنے چلمن گرائے بیٹھے ہیں
ہم اشتیاق کی صورت بنائے بیٹھے ہیں

نظر جمال پہ اونکے جمائے بیٹھے ہیں
کہ پردۂ در دل ہم اٹھائے بیٹھے ہیں

ہمارے دل کا کرینگے وہ خون آج ضرور
سنا ہے ہاتوں میں مہندی لگائے بیٹھے ہیں

خدا کیواسطے ہمسے نہ پوچھو حالت دل
ہزاروں داغ کلیجے پہ کھائے بیٹھے ہیں

فلک پہ شرم سے نکلے کہاں ستارے آج
وہ اپنے ماتھے پہ افشاں جمائے بیٹھے ہیں

خدا کیواسطے اپنی گلی میں رہنے دو
یہاں فقیروں کی صورت بنائے بیٹھے ہیں

نہ کسطرح دل عشاق خون ہو کے بہیں
وہ آج ہونٹوں پہ لاکھا جمائے بیٹھے ہیں

وہ رشک مہر نہ آیا قریب آ گئی شام
سحر سے راہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں

چھپا کے خاک میں چمکا ستارہ قسمت کا
وہ میری قبر پہ بستر لگائے بیٹھے ہیں ۔

نہ اوٹھکے جان سے کیوں خاک میں ملاؤں انہیں
رقیب یار سے پہلو ملائے بیٹھے ہیں ۔

وہ کسپہ بگڑے ہیں تحقیق کر کے آ قاصد
سنا ہے غصہ کی صورت بنائے بیٹھے ہیں

اگر یہ سچ ہے تو جان دیکے سرخرو ہونگا
وہ قتل پر مرے بیڑا اٹھائے بیٹھے ہین

سبب ہے کیا کوئی پوچھے تو جاکے عالم سے
کہ ہاتھ جینے سے اپنے اٹھائے بیٹھے ہین

تیرا نظیر گر نہین انداز و ناز مین
اے شوخ ہم بھی فرد ہین عجز و نیاز مین

پھر آمد خزان سے عنادل ہین بیقرار
نوحہ وداع گل کا ہے عشرت کی ساز مین

نکلا نہ دلکا ایک بھی ارمان شب وصال
آفت کی شوخیان ہین بت حیلہ ساز مین

اوس مہ جبین کا خلق مین ثانی نہین کوئی
طرز جفا مین حسن مین انداز و ناز مین

صد شکر آج ہو گئی محنت مری وصول
آیا ہے رحم اوسکی دل کینہ ساز مین

جلدی وہ دن دکھا ہمین للہ ای فلک
آنکھین چھپائین چلکے رہین حجاز مین

دل لیکے آج صاف وہ ظالم مکر گیا
مین آگیا فریب بت حیلہ ساز مین

ایسا نہو رقیب پہ کھل جائے سب یہ حال
باتین ہوئی ہین آپسے مجھسے جو راز مین

جائے نہ جان آنکھو پہ کیون تیری اے صنم
مستی غضب کی ہے نگہ نیم باز مین

اذکار کے ہجوم مین یاد خدا ہو کیا
عالم رجوع قلب ہے لازم نماز مین

سیکڑون بندہ بے دام نکل آتے ہین
دوستی مین بھی بہت کام نکل آتے ہین

ملتی ہے عشق کی تلخی مین حلاوت ہمکو
درد مین پہلوے آرام نکل آتے ہین

شرم سے ابر مین چھپ جاتا ہے ماہ کامل
بام پر جب وہ سر شام نکل آتے ہین

لا نے پاتے نہیں اُس شوخ کا نامہ قاصد
راستے میں مرے ہمنام نکل آتے ہیں

وہ لگے سوتے ہیں جو حسینوں سے کبھی سوئے نہیں
قسمت اچھی ہے تو کچھ دام نکل آتے ہیں

غم ہے کیا چشم عنایت تری پیشہ ہو گر
میٹھے ہیں تلخ بھی بادام نکل آتے ہیں

ہوں وہ میکش خم خالی میں بھی ہے تیر ساقی
میری تقدیر سے دو جام نکل آتے ہیں

کتنی ہی خط میں طوالت ہو مگر اپنا قاصد
کچھ نہ کچھ کہنے کے پیغام نکل آتے ہیں

ایک دیار کے لکھوں کہ تلے سے سرو زر
خط مرے شکوے میں گمنام نکل آتے ہیں

دلبر کچھ ہوئے لگا ہے مرے نالونکا اثر
سنکے اب وہ بھی سر بام نکل آتے ہیں

بات کرنیکا بھی موقع نہیں ملتا عالم
محفل یار سے ناکام نکل آتے ہیں

ہمارے سامنے غیروں کا نام لیتے ہیں
زبان سے تیغ کا ہاتھ وہ کام لیتے ہیں

جنہیں ہے قدر سخن کی وہی سمجھتے ہیں
مرے کلام کے اہل کلام لیتے ہیں

یہ حکم ہوتا ہے کر صبر درد فرقت میں
غضب ہے مجھ سے وہ کیا سخت کام لیتے ہیں

سنو نہ یوں مری آرزو کا خون کرکے
کیے رقیب مرا انتقام لیتے ہیں

ادا سے چلتے ہیں جب وہ تو دونو ہاتوں سی لوگ
ہر اک قدم پہ کلیجے کو تھام لیتے ہیں

شب فراق میں جب دل سے آہیں کرتا ہوں
فرشتے عرش کی زنجیریں تھام لیتے ہیں

کسی کا ہائے یہ کہنا کمال الفت سے
تجھی پہ مرتے ہیں تیرا ہی نام لیتے ہیں

بہت ستاتی ہے جب یاد انکی راتوں کو
ہم اپنے ہاتوں سے دل اپنا تھام لیتے ہیں

ہزار طرح سے کرتا ہوں التجا میں
غرور حسن ہے کیا ہے وہ اثر لجاجت کا

تو سو ادا اون سے وہ ایک جام لیتے ہیں
کسی غریب کا کب وہ سلام لیتے ہیں

غضب خدا کا ہے محفل میں غیر کے جا کر
وہ بات بات پہ عالم کا نام لیتے ہیں

شہرے چمن چمن جو عندلستان کے ہیں
سرو سہی یہ جو ستم باغبان کے ہیں

پوچھو نہ انقلاب جہان کے حقیقتیں
شاکی ہماری طرح سے سب آسمان کے ہیں

بیفائدہ ہے آپکا ناصح یہ وعظ و پند
خوگر ازل سے ہم یونہی عشق بتان کے ہیں

کشتے ہیں جسکے زندۂ جاوید خلق میں
مجروح ہم اسی نگہ جانستان کے ہیں

سنکر کہا فسانۂ فرقت شب وصال
ذکر اور کوئی چھیڑو یہ جھگڑے کہان کے ہیں

افسردہ دل ہوائے دکن سے رہیں نہ کیون
ہم نونہال گلشن ہندوستان کے ہیں

برہم ہوا کبھی کبھی رو رہا شب وصال
ہر دم یہ اشتغلے مری آرام جان کے ہیں

دیکھیں اگر وہ آئین ہی خط میں لکھا تو ہے
قاصد یہ جلوے سب تری حسن بیان کے ہیں

ویران آشیان کیا فصل بہار میں
بلبل یہ کیسے ظلم و ستم باغبان کے ہیں

کل تک ابھی مرید تھے جسکے جناب شیخ
ہم بھی تو معتقد اسی پیر مغان کے ہیں

تم یوں ہی ٹالتے رہو دینا نہ دل کہیں
عالم وہ معتبر ابھی ایسے کہان کے ہیں

ستم دیکھو وہ مرغ نامہ بر کو ذبح کرتے ہیں
پھر اسکے بعد بازو توڑتے ہیں پر کترتے ہیں

نہین انصاف دلمین سبب غیرت کے کٹتے ہین
خفا ہوتے ہین جسپر گھڑی ہم اونکا بھرتے ہین

اجل سے کم نہین بالین پہ کہنا اونکا رو کر
کہ ہم بیجان دینے والے ہین تم خود دیکھتے ہین

شب فرقت تمہاری یاد جب کرتا ہی ہے
کبھی ہم نالے کرتے ہین کبھی ہم آہ کرتے ہین

چھپا ابر سیہ مین چاند ہوتا ہے یہی ہو گا
تمہارے رخ پہ گیسو کے بال آ کے بکھرتے ہین

عجب انداز سے شوخی سے غمزہ ناز اداؤن
بہم آئینہ پیش نظر لیکے سنورتے ہین

غضب کرتے ہین وہ یارب بتا کیا جبین سائی ہے
خدایا تو ہمین ظالم بگڑونکا لکھتے ہین

تمہاری ناوک مژگان کبھی خالی نہین جاتے
یہ سینے کو جگر کو توڑ کر دلمین اترتے ہین

ہلا دینگے طبق ہم آسمان کے ایک ساعت مین
کلیجے تھام کر جب ہائی ہائے ہم آہ کرتے ہین

نہین یہ چاہ کنعان ہے خدا ایسے غیرت یوسف
کہین چاہ ذقن مین ڈوبنے والے ٹھہرتے ہین

ٹہلتا ہے جو وہ زہرہ جبین کوٹھے پہ بن ٹھنکر
فرشتے دیکھنے کو آسمان پر سے اترتے ہین

عدو کے خوف سے لیتے نہین ہم نام تک تیرا
قسم اللہ کی بس دل ہی دلمین یاد کرتے ہین

کرین کس طرح ای عالم یقین ہم اونکی باتونکا
نہین کرتے جو کہتے ہین اگر کہتے مکرتے ہین

ہے عکس ابروے زہرہ جمال پانی مین
نہ کس طرح نظر آئے ہلال پانی مین

خدا بچائے کہ پھیلے ہین جال پانی مین
کھلے ہین گیسوے جانان بہا پانی مین

پری جمال نے کھولے ہین بال پانی مین
برائے مردم آبی ہین جال پانی مین

عیان ہے موج سے کیون پیچ و تاب کاکل یار
ہے غرق کون سا آشفتہ حال پانی مین

نگاہ غیظ ہے ہر وقت کیون سوے دریا
مگر گیا ہے کسیکو جلال پانی مین

گمان ہے قمقمۂ نور کا حباب نہیں
پڑا ہے پرتو مہر جمال پانی مین

ہمارے اشکون کے ہمراہ لخت دل بہی ہین
خدا کی شان ہے بہتے ہین لال پانی مین

ہے عکس عارض رنگین سے آبجو گلشن
ریاض حسن کی بہولے نہال پانی مین

ٹہر ٹہر کے اب اے چشم تر بہا آنسو
کہ ہو نہ آمد جانان محال پانی مین

زبان مردم آبی نہ کیون ہو شکر سے تر
کہ رزق دیتا ہے وہ بے سوال پانی مین

شب فراق مین طوفان اشک کیا رکتا
تہا بہی ہے کہین آکر ابال پانی مین

پلا دے شربت دیدار بحر حسن ابہی نہین
پڑے ہین مردم آبی نڈہال پانی مین

مجہے ڈبوئیگا طوفان اشک اے شب ہجر
گریگا خانۂ تن اب کے سال پانی مین

ملین وہ موسم باران مین آکے مجہسے اگر
تو سمجہون ہے کرم ذو الجلال پانی مین

دکہایا خوب ہی غواص طبع نے عالم
نکال کر در مضمون کمال پانی مین

جب وہ آمادہ پئے جور و جفا ہوتے ہین
خم ہزارون سر تسلیم و رضا ہوتے ہین

بے نیازی کے چلن سب سے جدا ہوتے ہین
جہوٹے دعوے سے کہین بت بہی خدا ہوتے ہین

دام تزویر بچہاتے ہین تمہارے گیسو
یہی بہر سر عشاق بلا ہوتے ہین

کچہہ نہ کچہہ آکے رقیبون نے لگایا ہے ضرور
بات بہی کرتا ہون جب مین تو خفا ہوتے ہین

محفل غیر مین اچہا نہین آنا جانا
اتنا کہنے پہ وہ دیکہو تو خفا ہوتے ہین

جلاے عزت سے تکبر نہ کریں دولت پر
جو غنی ہوتے ہیں اک دن وہ گدا ہوتے ہیں

اُنکا کہنا یہ مری روح کو تڑپا دیگا
کیا ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہوتے ہیں

دیکھنا آئے ہیں میخانے سے بیکر واعظ
لفظ پورے نہیں لُکنت سے ادا ہوتے ہیں

ہم وہ عاشق ہیں کہ پروانہ کی صورت جلکر
دم میں شمع رخ جانانہ پہ فدا ہوتے ہیں

میری باتوں پہ نہیں کوئی محل حیرت کا
یہہ بہکتے ہوئے فقرے تو سدا ہوتے ہیں

لوگ آئے ہیں تماشہ کیلئے مقتل میں
آج عشاق کے سر تن سے جدا ہوتے ہیں

باتوں باتوں میں اڑا لیتے ہیں عشاق کے دل
ان حسینوں کے اشارے بھی بلا ہوتے ہیں

ظلم سہتے ہیں تری قید قفس میں صیاد
نہ قضا آتی ہے ہمکو نہ رہا ہوتے ہیں

اک غزل اور اسی طرح میں کہلو عالم
ہو زمیں سہل تو اشعار سوا ہوتے ہیں

قائل خلق ترے ناز و ادا ہوتے ہیں
سیکڑوں کشتۂ شمشیر جفا ہوتے ہیں

وصل کی شب جو وہ پابند حیا ہوتے ہیں
پردہ در عشوۂ و انداز و ادا ہوتے ہیں

سخت حیران ہیں کس سے تجھے دوں تشبیہ
حور کہتا ہوں تو زہاد خفا ہوتے ہیں

جب یہہ مے پیتے ہیں رحمت کی گھٹا آتی ہے
واعظا رند بھی خاصان خدا ہوتے ہیں

بوالہوس غیر میں کیا تاب جفا کی لائیں
اُف نہیں کرتے جو پابند وفا ہوتے ہیں

تیرے بیمار ہوں منت کش عیسی کیونکر
ان کے حق میں غم و آلام دوا ہوتے ہیں

دیکھئے دیکھئے خوں ہوتا ہے ارمانوں کا
آپ کیوں وصل میں پابند حیا ہوتے ہیں

جھڑی ہے یا مرا رونا کھڑا ہوں منتظر انکا
تماشا دیکھتے ہیں اُسے ساون سمجھتے ہیں

رسائی کسطرح ہو نامہ بر کی یار کے در پر
ستم کیہو سگ دربان اُسے دشمن سمجھتے ہیں

مخالف پنا جانیں دہر میں آسمان کسکو
تری چالیں ستم کی ہیں تجھے دشمن سمجھتے ہیں

پڑے ہیں دیکھنا حیرت میں اپنی عکس سے مردم
مسی آلیدہ ہونٹوں کو گل سوسن سمجھتے ہیں

خدا نے نور کے سانچے میں ڈھالا ہے صنم تجھکو
بلوریں بازوؤں کو پرتو گردن سمجھتے ہیں

اُڑا یا نقد دل پہلو سے دزدیدہ نگاہوں نے
یہہ گہاتیں ہیں تری ہم خوب اسے رہزن سمجھتے ہیں

خدا کیواسطے شانہ سے سلجہاؤ نہ تم زلفیں
اسیران بلا دلکی اسے الجھن سمجھتے ہیں

تلمذ پر حبیب خوش بیان کے فخر ہے عالم
مرے اُستاد کو ہم مثل اہل فن سمجھتے ہیں

اوسکی جستجو ہے اور میں ہون
غم دلدار تو ہے اور میں ہون

رہوں تا چند سرگردان خدایا
کسیکی جستجو ہے اور میں ہون

تمنا ہے نکلے دل میں آ رہو تم
بس اتنی آرزو ہے اور میں ہون

عدو کا ڈر نہ بدبینوں کا کھٹکا
یہان ایجان تو ہے اور میں ہون

لگاؤ شوق سے تم وار جلدی
یہہ خنجر ہے گلو ہے اور میں ہون

بغل میں یار ہے پہلو میں ساقی
صراحی ہے سبو ہے اور میں ہون

نگاہ ناز نے گھایل کیا پھر
یہہ دامن پر لہو ہے اور میں ہون

بہت دن میں نصیبا آج چمکا
حسین اک روبرو ہے اور میں ہون

جو کچھہ کہنا ہے کہدے راز دلکا
یہان تو دو بدو ہے اور میں ہون

الٰہی وہ حسین مائل ہو جلدی
کہ جسکی آرزو ہے اور مین ہون

گیا سررشتۂ پیر طریقت
شکست توبہ تو ہے اور مین ہون

نہ بڑھا اتنا ٹہرے دشت وحشت
کہ اب شغل فو ہے اور مین ہون

تماشا گاہ حیرت کیون نہ جاؤن
کوئی آئینہ رو ہے اور مین ہون

یہی کہتی ہے تیغ ناز قاتل
تہہ تیر اگلو ہے اور مین ہون

گہٹائین غم کی برسین گی مقرر
یہہ بدلی چار سو ہے اور مین ہون

نکل جانے دے ظالم دل کے ارمان
یہان عالم ہے تو ہے اور مین ہون

کوئی ہوا ہے تجپہ فدا ہو جہان کہین
رکہتی ہے ڈر سے زندہ دلونکی زبان کہین

رہ رہکے اٹہہ رہا ہے یہہ شور فغان کہین
واعظ یہ آج میکشون نے پھبتیان کہین

ڈالا ہے تفرقہ فلک کینہ ساز نے
مدت سے ہم کہین ہین وہ آرام جان کہین

اہل وطن خدا کی امان مین دیا تمہین
جائین گے آب و دانہ ہے اپنا جہان کہین

پہلو مین میرے دیکہہ کے اُس شاہ حسن کو
آجائے تجہکو رشک نہ اے آسمان کہین

کیونکر ہو آشیانۂ بلبل چمن سے دور
ایسا ستم ہوا ہی ہے اے باغبان کہین

دین اے مسافران عدم تمکو کیا پتا
خانہ بدوش رکہتے ہین اپنا مکان کہین

بیخوف پہونچے یار کے در تک خدا کا شکر
دربان نظر پڑے نہ ہمین پاسبان کہین

رہجائین دلکو تہام کے ایسی ہی درد ناک
سن لین اگر وہ آج مری داستان کہین

دیکھوں تو بچکے جاتا ہے مجھسے کہاں رقیب
ہوتے ہین دو دو ہاتھ ملیگا جہان کہین

چھانی جہانکی خاک نہ پایا مگر پتہ
سب کا نشان ہے، پر نہین اوسکا نشان کہین

دم بھر غم فراق سے فرصت نہین ہمین
قہر خدا سے بڑھکے ہین جور بتان کہین

آتی ہے اڑکے زلف کی ناگن خدا بچائے
دل پھر اڑس نہ لے یہ بلا ناگہان کہین

مجروح تیغ ناز و ادا کا ہون دیکھہ تو
بسمل جگر کہین ہے دل ناتوان کہین

بجلی چمک رہی ہے شب ہجر یار مین
نکلے تڑپ کے سینے سے میری نہ جان کہین

ہوگا شب فراق تجھے جس نے آسمان
وہ میری آہ کا تو نہین تھا دھوان کہین

دشمن لگا ہے تاک مین راحت کہان نصیب
رہنے نہ دیگا چین سے یہہ آسمان کہین

عالم ہو شاد شاد برائے ہر اک مراد
ہو جائے یار اسپہ اگر مہربان کہین

مین اپنے نالونکو روکون یہ اختیار کہان
شب فراق ہے الفت کی پردہ دار کہان

گیا ہے سر سے ہمارے خیال یار کہان
وہی تڑپ دل مضطر کی ہے قرار کہان

فراق یار مین دیوانہ وار پھرتا ہون
جگر کو تاب کہان دل کو اختیار کہان

ترے عتاب نے افسردہ دل کیا ظالم
ہے میری باغ جوانی یہ وہ بہار کہان

کہین گے خلد مین یاران رفتہ سے ملکر
تمہین خیال بھی ہے کچھ کہ تھے مزار کہان

شب فراق مین اٹھا ہزار مرتبہ دل
مگر دبا غم و اندوہ کا غبار کہان

دئیے ہین کان رقیبون کے کہنے سننے پر
ہماری بات کا ہے انکو اعتبار کہان

ذرا تو دل میں کرو انصاف اے دلاک للّٰہ
ہمیشہ جو شہ نکلتی ہیں خاک رنگین ہو
خزان کے آتے ہی پژمردہ ہوگئے سب گل
شب فراق سحر تک یہی تہا ورد زبان
سناؤن تمکو میں فرقت کی داستان کیونکر
ذرا تو رحم کرو لو نہ چٹکیاں دل میں

کدہر ہیں اہل وطن ہم کہان ہیں یار کہان
تمہارے وعدونکا ہمکو ہے اعتبار کہان
چمن ہے آج وہ جوبن کہان بہار کہان
ہمارا یار کہان ہے ہمارا یار کہان
جگر کو تاب کہان لیئے اختیار کہان
ابہی تہا ہے مرے آنسوؤنکا تار کہان

بہار میں نہیں کچھہ خوف محتسب عالم
پہیرو کے لاکہہ یہ تُرکنے ہیں بادہ خوار کہان

تسلی دیکر ستا گئے ہیں وہ چلتے چلتے ستا گئے ہیں
جو رنگ الفت جما گئے ہیں یہی ہیں تو بے مدعا گئے ہیں
صفائی ہوگی نہ تا قیامت بہری ہے دلمین وہی کدورت
ابہی وہ آکر پئے زیارت نشان تربت مٹا گئے ہین
نئی جوانی نئی ادائین نرالے غمزے نئی جفائین
یہ سارے نقشے نظر ہین جمکر ہمارے دلمین سما گئے ہین
اثر تہا یہہ جذب دل کا میرے وہ ہوکے بیچین اپنے گہر سے
چلے تو مثل نظر نہ ٹہرے قریب دروازہ آ گئے ہین
مین اپنی حالت مین بیخبر تہا ہے شتبہ اونکا اوٹہکے جانا

تو پوچھہ آجاکے اتنا قاصد کہ خوش گئے یا خفا گئے ہین

اوٹہے شب وصل جب بگڑ کر تو لاکہہ روکا رُکے نہ دم بہر

ہمارے دلمین جو حسرتین تہین وہ خاک مین سب ملا گئے ہین

کدہر ہین جاؤن کہان پہ ڈہونڈون عجیب آفت مین مبتلا ہون

نہ کچہہ نشانی وہ دیگئے ہین نہ کچہہ ٹہکانا بتا گئے ہین۔

وہ نکلے بن ٹہنکے سیر کو جب کہڑے سے تہے مشتاق منتظر سب

نقاب سرکا کے اپنے رخ سے دلونکو بسمل بنا گئے ہین

بتائین کیا اپنا حال عالم ہین کیون پریشان ہر گہڑی ہم

ہوا ہے جانکاہ عشق کا غم عجب مصیبت مین آگئے ہین

ردیف الواو

ہمارے روبرو وہ ماہرو ہو
تو کیون پوری نہ دلکی آرزو ہو

چمن ہو مے ہو ساغر ہو سبو ہو
و ہان مین کیون ہون پر جبتک تو ہو

خفا ملتے ہین وہ باتون مین اپنے
انہین کیا دل کسیکا گر لہو ہو

رہے تن پر سر شوریدہ جب تک
ترا ہو دہیان تیری آرزو ہو

ق

تصور ہر گہڑی ہو مجہکو تیرا
تری تصویر میرے روبرو ہو

نہین جنت کا ارمان ہمکو واعظ
چمن ہو یار ہو جام و سبو ہو

خدا یا جلد دکہلادے مدینہ
ضریح پاک میرے روبرو ہو

رہے کیا ہند مین وہ جسکے دلہین | ق | حسینان دکن کی آرزو ہو
رہے حضرت کے ظل عاطفت مین | (۱) | ذلیل و خوار تیرا ہر عدو ہو
جگہ پاکر نمک خواران شہ مین | (۲) | زمانہ کی نظر مین سرخرو ہو
کوئی خدمت اگر مقبول ہو جائے | (۳) | تو عالم مین دوبالا آرزو ہو

خدا لائے وہ دن (۴) جلدی سے عالم
فدائی حضرت آصف کا تو ہو

نگاہ اٹھا کے شب وصل اک نظر دیکھو
قدم پہ گرتا ہون پھر خدا ادھر دیکھو
وہ بن بلائے چلے آئے آج گھر پہ مرے
عجائب کشش عشق کا اثر دیکھو
سنا ہے قصۂ شیرین فسانۂ فرہاد
بتون کے دل مین کیا ہے اپنا گھر دیکھو
شب فراق مین کہتے ہین مجھسے نالۂ دل
کرو نہ صبر ہمارا بھی کچھ اثر دیکھو
وہ بن سنور کے کس انداز سے یہہ کہتے ہین
تمہین خدا کی قسم مجھکو اک نظر دیکھو
بلا کا حسن ہے حد سے سوا نزاکت ہے
کھلی جو زلف تو بل کھا گئی کمر دیکھو
وہ نام وصل کا سنکر بگڑ کے بیٹھ گئے
ہے تیغ تیز غضب کی بھری نظر دیکھو
چمن ہے ساز و مغنی ہے اور شب مہتاب
یہہ جام پیکے تو اسے غیرت قمر دیکھو
ہوا ہے ظلم مرے نامہ بر کبوتر پر
کسی نے صید کیا پائی ہی خبر دیکھو
بتاؤ ہمکو بھی بسمل لگا گئے تیر نظر
خدا کیواسطے ایجان جان ادھر دیکھو
وہ ذکر خیر تمہارا عدو سے کرتے ہین
نہال عشق کا عالم ہے یہہ ثمر دیکھو

وله

جو کتے بہی ہین کہین تاکنے والے دلکو — ناوک ناز سے اللہ بچالے دلکو

ہم بڑی دیر سے بیٹھے ہین سنبہالے دلکو — آج بیتاب کئے دیتے ہین نالے دلکو

بیوفا ہین یہہ حسین دل انہین کیونکر دیدون — کیون مین برباد کرون نازونکے پالے دلکو

کبہی تو رحم وہ عشاق پہ فرمائینگے — اسی امید پہ بیٹھے ہین سنبہالے دلکو

باز آئے یہہ محبت سے نہین امکان نہین — جتنا جی چاہے ترا اوتنا ستالے دلکو

یہہ کہرام الا دئے دیتے ہین اک بوسہ پر — تیرا جی چاہے جہان جاکے بتالے دلکو

آج بدلے ہوئے تیور ہین خدا خیر کرے — ظلمت داغ سیہ تنکی بچالے دلکو

تیرے سایہ مین بہی ہے رشک پری یہہ کمال — دیکہتے دیکہتے پہلو سے اوڑالے دلکو

جاکے کوچہ مین حسینون کے مچل جاتا ہے — تہامے انسان جگر اپنا کہ سنبہالے دلکو

ہین سر شام سے پر کالے اڑانے پہ تلے — آج برباد کئے دیتے ہین نالے دلکو

شاد رکہہ اب اسے یا آتش حسرت مین جلا — لے گئے دیتے ہین ہم تیری حوالے دلکو

مہندی ملکر عجب انداز سے وہ آتے ہین — کہین یہہ رنگ حنا پیس نہ ڈالے دلکو

قابل دید ہے یہہ مشق ستم بچپن مین — مارتے ہین نگہ ناز کے بہالے دلکو

کس ادا سے وہ شب وصل یہہ فرماتے ہین — آج ہین بس مین ترے خوب دکہالے دلکو

شب فرقت نے جگر پہونکدیا ہے عالم
چین لینے نہین دیتے ہین یہہ چہالے دلکو

قیامت پر پڑے گر حسن قامت کا اثر کیا ہے — نہین معلوم چالون سے ترے سیکہے فتنہ گر کیا ہے

ہزاروں کروٹیں بدلیں دل مضطر نہیں سنبھلا
دعائیں وصل کی مانگی ہیں رورو کر شب فرقت
یہاں بھی جوش ہے لیں وہاں بھی جوش ہے لیں
بنا ہے تختہ مشق جور میرا مہرباں سب کے
سنو گے تم کہاں تک داستان درد و غم میری
جسے دیکھو ادا و غمزہ و شوخی میں یکتا ہے
تڑپنے میں جدہر دیکھو ہزاروں چاہنے والے

شب فرقت ہی بیہ حال اپنا دیکھیں تا سحر کیا ہو
دل اپنا یوں ہی دیکھیں اس تڑپنے کا اثر کیا ہو
نصیحت کا تری اے ناصح مشفق اثر کیا ہو
نتیجہ تیرے پیار کا دیکھوں نامہ بر کیا ہو
بہت ہی طول ہے پیارے یہ قصہ مختصر کیا ہو
حسینوں کی نگاہوں سے بھلا ہمکو مفر کیا ہو
ترے کوچہ میں اے بیداد گر میرا گذر کیا ہو

حسین سب بیوفا ہیں پھر شکایت کیا تمھیں عالم
مروت جب نہیں آنکھوں میں الفت کی نظر کیا ہو

تسلی ہو گی کیا اے چارہ گر قلب پریشاں کو
اوسی بت کا تصور ہر گھڑی فرقت میں بہتا ہے
وہ آیا خواب میں بھی مدتوں سے جستجو جسکی
حسد سے کیوں نہ لوٹیں سانپ ہر دم میرے سینے پر
خدا کیواسطے قاصد یہ خط اوس گل کو پہونچا دے
بچھڑ کر مہرباں ہم جان سے بیزار بیٹھے ہیں
سنا انجام کچھ اپنے گرفتاران گیسو کا
ہوئے رسوا جہاں میں تم ہی میں بھی ہو گیا رسوا

نکل جاؤ نگا گھبرا کے پہاڑ کر اب میں بیاباں کو
بہلاؤں کس طرح میں اپنے دل سے یاد جاناں کو
جگہ کیونکر نہ دوں آنکھوں میں اپنی ایسے مہماں کو
سنواریں غیر جب شانے سے اونکی زلف پیچاں کو
صبا کی طرح طے کر جلد راہ کوئے جاناں کو
مذاق رنگ گل میں چلکے کیا دیکھیں گلستاں کو
پڑی ہے پاؤں میں بیڑی چلی جاتے ہیں زنداں کو
کیا بیوقت رلاہر دشمنوں پر عشق پنہاں کو

صفین جب جا بنینگی عشاق کے سینے پہ تن کے
اشارے پر اشارے ہو رہے ہین فوج مژگان کو

خدا کا خوف لیکن ان حسینون کے نہین آتا
مٹانے پر تلے ہین آج پھر گور غریبان کو

بنی کی بات پر کرتا ہے تشبیہ بلبل سے ندرت
تصدق ہین باغ جنت جو ہمی ملتا غزلخوان کو

بگڑ کے مجھسے ناحق اوٹھ گئے وہ وصل کی شب مین
نکالون ہائے کیونکر اب مین اپنے دل کے ارمان کو

بہت صدمے سہے غربت کے اب طاقت نہین باقی
گل مقصود سے بھر دے الہی میرے دامان کو

نہ یون پہانسو ہمارا طائر دل دام کاکل مین
اوٹہا کر باندہ لو للہ اس زلف پریشان کو

خدا کے در سے جا جنت کی پابوسی پہر لے ہے
مصیبت مین مگر کچھ صبر بھی لازم ہے انسان کو

چلا ہون سنگ مین شوق تمہارے بدل احسان کا
بٹہا لو اپنے خوان فیض پر ناخوانده مہمان کو

یہ ہین کالی بلائین ڈس نہ جائین دلکو اے عالم
بہت بچتے رہوگے ہرگز نہ چہونا زلف جانان کو

وہ سنبھلے کیا جو شہید ادائے قاتل ہو
نہ تڑپے کیون جو خدنگ نظر کا بسمل ہو

حیا سے وصل مین کہتی ہین شوخیان اونکی
ہٹو یہان سے ہٹو بیچ مین نہ حائل ہو

اسیطرح وہ مجھے ڈھونڈتے پھرین بیتاب
مزہ ہے یار کے پہلو مین گر مرا دل ہو

دکہا کے ابروے خمدار مسکراتے ہین
بلا سے اونکے کوئی نیمجان ہے نیم بسمل ہو

ٹہر کے دیکھ تڑپنے کا لطف مقتل مین
خدا کے واسطے اک وار اور قاتل ہو

دکہائے گر کبھی تاثیر اپنی جذبۂ دل
ہزار جان سے وہ شوخ ہمیشہ مائل ہو

مزہ ہے جب کہ اشارے ہون دونو جانب سے
مین اوس کے سامنے اور وہ مرے مقابل ہو

ہم ایک بوسہ بہر طور آج لے لین گے
مضائقہ نہین کچھہ جسطرح سے حاصل ہو

غرور حسن ہی سنتے ہین کب فقیرون کی
ملیگا کیا کوئی گداون کے در پہ سائل ہو

خدا کے سامنے آو گے کیا نہ محشر مین
پکڑ کے ہاتھہ کہوگا تمہین تو قاتل ہو

بھنور مین کشتی امید ہے میری یارب
ہوا کچھہ ایسی چلائے آشنائے ساحل ہو

زمانہ ہو گیا غربت مین اینجدا ہم کو
کرم سے تیرے ریاضت کا پہل بہی حاصل ہو

مری نظر مین ہے وہ ذات پاک یکصورت
پری بہی سامنے آئے تو دل نہ مائل ہو

رجال فن کبہی کہلائین گے نہ موزون طبع
مجال ہے علما مین فروغ جاہل ہو

وفا پہ ناز ہے عالم کو حسن پر تمکو
تمہارے رنگ کا وہ ہے تم اوس کے قابل ہو

ردیف ہاے ہوز

کیا کیا دئے ہین طعنے تمہاری جفا کے ساتھہ
دلکو سنبھالتا رہا صبر و رضا کے ساتھہ

یہ چار روز عمر کے راحت سے ہون بسر
رہنا نصیب ہو اگر اوس دلربا کے ساتھہ

کٹتی نہین ہے کاٹے سے یارب شب فراق
یہ سابقہ پڑا ہے مجھے کس بلا کے ساتھہ

بوسہ ملا تو ساتھہ ہی گالی بہی کہائی ہے
دیتا ہے زہر مجھکو مسیحا دوا کے ساتھہ

وہ گل ہمارا حال اگر پوچھتا کبہی
یون دربدر نہ خاک اوڑاتے صبا کے ساتھہ

کیا حال پوچھتے ہو غم شام ہجر کا
منہ کو کلیجا آتا تہا آہ و رسا کے ساتھہ

ہوتے ہین پائمال ہزارون کے دل جگر
چلتے ہین سینہ تان کے جب وہ ادا کے ساتھہ

بیوفا یہ وہ بہی رہتے ہو ہر وقت گا لیان
لڑتا ہے اسطرح کوئی صاحب ہوا کے ساتہہ

چھٹتا نہین چھڑانے سے دل پہر تمام عمر
پالا پڑا جہان کسی زلف دوتا کے ساتہہ

عالم پہ چاہے ظلم کرو یا ستم کرو
پہر تسے یہ ملیگا ہمیشہ وفا کے ساتہہ

ردیف الیاے

ذبح کرنا مرے جان خوب تہا ترسانے سے
زندگی تلخ ہوئی جاتی ہے غم کہانے سے

نہین قلقل کوئی کہتا ہے پر یخانے سے
مے اُڑی جاتی ہی ساقی تری میخانے سے

بدگمانی کوئی دیکہے وہ قسم لیتے ہین
غیر دہوکے ہین نہ ملنا کسی بیگانے سے

مانگا بوسہ تو وہ جہنجلا کے یہہ فرمانے لگے
خیر ہے بکتے ہو کیا تم تو ہو دیوانے سے

تن لاغر سے غم ہجر مین بیزار ہے روح
سایہ بنکر نہ جدا ہو کہین کاشانے سے

جب کبہی آپکی باتونکا خیال آتا ہے
دل کسی طرح بہلتا نہین بہلانے سے

دیکہا او ہی ہے گہٹا قبلہ کی جانب ساقی
ہل سکین آج یہہ مست نہ میخانے سے

دیکہ اے پیر مغان حضرت واعظ ہین یہی
جہومتے جاتے ہین مسجد کو جو میخانے سے

دیکہکر شکل حسینونکی مچل جاتا ہے
دل کا اب تہام نہ لو تنگ ہین دیوانے سے

نشۂ حسن سے ہو چور ہو یا نہ ہو
ملتی ہے چال تمہاری کسی مستانے سے

ابر کو دیکہ کے کہتے ہین یہ ساقی سے رند
کچہہ عنایت ہو ہمین بہی ترے میخانے سے

برہمن لاکہہ کرے اپنے بتونکی تعریف
فیض پہونچا نہ ہمین کوئی صنم خانے سے

دل ہوا جب سے گرفتار محبت عالم
جو یگانے تھے وہ سب ہو گئے بیگانے سے

کس نے دیکھے ہیں حسین مہر و محبت والے
خود پرو ساری نظر آتی ہے نخوت والے

لا کہہ دوزخ سے ڈرایا کریں جنت والے
زندگی کاٹتے ہیں عیش میں لذت والے

چھین لیتے ہیں اداؤں سے یہ عشاق کے دل
ظلم کرتے ہیں بہت حسن کی دولت والے

سیر گلزار کو ٹھنکے وہ پہر نکلے ہیں
دل سنبھالے ہوئے بیٹھے ہیں محبت والے

اب تو بیوجہ بھی کرتے ہیں دلوں کو پامال
پہر بھی ملتے نہیں یہہ شوخ طبیعت والے

پاس خاطر کبھی ہوگا نہ دل آزاروں کو
درد سے ہے جنکو وہ ہوتے ہیں مروت والے

چھیڑ ہر دم کی یہہ اچھی نہیں اے فتنہ خرام
پہر بھی فریاد سے کانپینگے قیامت والے

نقش امید بنی شمع شبستان عدم
لیگئے داغ جگر قبر میں حسرت والے

عشق میں تیرے پہرا کرتا ہوں جنگل جنگل
راہبر مجہکو سمجہنے لگے وحشت والے

یاد ہے اونکا شب وصل یہہ کہنا مجہسے
یوں چلے آتے ہیں خود گھر کو مروت والے

ہے خدا سے یہ شب و روز دعا عالم کی
رہیں آباد جہان میں ہیں جو عزت والے

روز اونکا عتاب ہوتا ہے
ہمیشہ تازہ عذاب ہوتا ہے

وہ اودہر بے نقاب ہوتا ہے
دلکو یاں اضطراب ہوتا ہے

رنج کا سد باب ہوتا ہے
خوب شغل شراب ہوتا ہے

چہپکے پینے ہو سا تہہ غیرون کے | ہم سے کیون اجتناب ہوتا ہے
غیر کو بہی نہ گالیان دیجے | آپکا منہ خراب ہوتا ہے
اونکی زلفین نہ کر صبا برہم | دلکو اب پیچ وتاب ہوتا ہے
دل اولٹتی ہے اونکی گردش چشم | یہ عجب دنکا انقلاب ہوتا ہے
جب شب ماہ مین وہ آتے ہین | لطف دور شراب ہوتا ہے
وصل کی شب ہے تم ہنسو بولو | ہم سے اب کیون حجاب ہوتا ہے
مے پلاتے ہین جب وہ غیرونکو | دل ہمارا کباب ہوتا ہے
سچ بتادو تمہین خدا کی قسم | روز یہہ کیون عتاب ہوتا ہے
جلتے ہین طائر خیال کے پر | کون وان باریاب ہوتا ہے
اون کے جلوے سے میرا سینہ شوق | مشرق آفتاب ہوتا ہے
چہپی کب ہے حق پسند کی آنکہہ | ہو جو نا کامیاب ہوتا ہے
ہے وہ تقدیر کی کجی جس سے | کام سیدہا خراب ہوتا ہے
گنکے بوسے نہ دو کہین خفا | دوستو نہین حساب ہوتا ہے
بحر ہستی مین عمر کا ساغر | شکل جام حباب ہوتا ہے
شغل رندی و میکشی واعظ | مقتضائے شباب ہوتا ہے
مرتے ہین آرزوی قتل مین ہم | غیروان انتخاب ہوتا ہے
ہیچ کہتے تہے آپ کل مجہکو | آج عالم خطاب ہوتا ہے

زخمی ہوا ہون آپکے تیر نگاہ سے
تڑپونگا دلکی طرح نہ اٹھونگا راہ سے

دلکو امید قرب نہین بعد راہ سے
کوسون نظر سے دور تری جلوہ گاہ سے

بیٹھے غبار بنکے اوٹھے ہی جو راہ سے
ہم خاک مین ملے تری ترچھی نگاہ سے

دل خوش ہوا حسین کئی گذرے نگاہ سے
سیر چمن تھی چین لئے کچھ پھول راہ سے

اک دن کرینگے اپنے مقدر کا فیصلہ
دھوئین گے ہاتھ جان سے یا اونکی چاہ سے

ہنو میرے گھر مین آکے کسی شب تو میہمان
رکھو قدم ادھر بھی محبت کی راہ سے

مجھکو تمہاری یاد نے دیوانہ کر دیا
دن رات اپنو کام ہے فریاد و آہ سے

سوز و غم فراق نے پانی کیا لہو
خون جگر بہا مری آنکھونکی راہ سے

کر دین گے ایک روز وہ مجھکو بھی سرفراز
امید ہے یہ آصف عالم پناہ سے

کوٹھے پہ وہ کھڑے ہین دوبالا ہے شان حسن
عارض چمک مین بڑھ گئی خورشید و ماہ سے

اتنا ستا نہ اے فلک پیر روز و شب
ورنہ ترے دھوئین مین اڑا دونگا آہ سے

غمزون مین مدعا کے ہین پہلو ہزار ہا
دلکو خدا بچائے بتونکی نگاہ سے

پیش نگاہ یاس کا عالم ہے دیکھ لو
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

چھایا ہے ابر غم دل مضطر پہ رات دن
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

آنکھون مین ہے نمی نہ دل ناتوان مین خون
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

دلمین جو وقت نزع تمنائے دید تھی
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

بن ٹھنکے جب وہ سیر کو نکلے ستم ہوا
دل سیکڑون کے چھین لئے اک نگاہ سے

جی چاہتا ہے چھیڑ کے پہلو کو بیٹھیکدون
غیرون کے ساتھ ہوتے ہین وہ گرم اختلاط

نکلین دل و جگر جو نہ آنکھون کی راہ سے
باز آئے ہم تو ایسی محبت سے چاہ سے

عالم شب فراق نہ کیونکر ہو خوفناک
لیتی ہے تیرگی مری بخت سیاہ سے

نگہ ناز سے کرتے ہو اشارے پیارے
دل لبھاتے ہین یہ انداز تمہارے پیارے

ہم بسمل ہین غم ہجر کے مارے پیارے
کیا کرین طالب دیدار تمہارے پیارے

لٹ پٹی چال سے ہے نثار ہین پیارے پیارے
ترے انداز ترے ناز ہین پیارے پیارے

تم نے کچھ بھی نہ تبسم کا اثر دیکھا ہے
دل یہ در پردہ چلے شوق کے آرے پیارے

چٹکیان دل مین مری ناخن غیرت لیگئی
غیر سے ہون گے جو محفل مین اشارے پیارے

وعدہ کر کے گئے تم شام کا آئے دم صبح
اورون چھیڑ ہے نہ پایا جو سدھارے پیارے

کیون شب وصل سحر تا شام سی نیند آتی ہے
ٹالنا ان کا ہے جی مین تمہارے پیارے

ابر اوٹھا ہے ہوا سرد ہے مینہ پڑتا ہے
لطف پینے کا ہے دریا کے کنارے پیارے

کیا ملی غیر نے تلوؤن مین تمہارے مہندی
دل جگر خون ہوئے جاتے ہین ہمارے پیارے

دل و جان جھپے بہاتے ہین تمہارے غمزے
چال مستانہ ہے انداز ہین پیارے پیارے

چشم خونریز سے پوچھو تو کسیدن اس نے
کسقدر تیر مری دل مین مارے پیارے

آپ کے عشق کا جن سر سے اوترتا ہی نہین
مجھکو پہونچائیگا یہ گور کنارے پیارے

آج تم آئے لب بام یہ دل شاد ہوا
چاند سے رخ کے کئے خوب نظارے پیارے

آرزو دل کی بر آئی کہ تم آئے مرے گھر
امتحان تم مرے نالونکی رسائیکا نہ لو

آج ارمان بہی نکل جائینگے سارے پیارے
توڑ لائین گے فلک سے یہ ستارے پیارے

شکر ہے آج وہ عالم سے یہ فرماتے ہین
تم ہمارے ہوے اب ہم ہین تمہارے پیارے

رولاتی ہے جدائی اوس پری کی
بلائے جان ہے شوخی کمسنی کی
سزا دیتے ہو اچہی دوستی کی
اوڑادی خاک میری اوس گلی سے
یونہین کرتے رہے رندون سے گر چہیڑ
بگڑ کر وصل کی شب اوٹھ گئے وہ
سنبہالین کسطرح اپنا دل زار
جہلک دکہلاکے دیوانہ بنایا
پس مردن نہین کوئی کسیکا
گہٹا اوٹہی ہے بوندین پڑرہی ہین
ادا و شوخی و غمزہ کرشمہ
جہان کوئی حسین گذرا نظر سے
تمہاری گالیان کہاتے رہین گے

نہین سنتا ہے دل میرا کسی کی
جوانی قہر ڈہائیگی کسی کی
محبت کیا بنا ہی دشمنی کی
صبا تونے یہ کیسی دشمنی کی
تو آ جائیگی شامت شیخ جی کی
رہی حسرت ہمارے جی مین جی کی
تڑپ بجلی کی ہے الفت کسی کی
ارے ظالم یہ کیا جادوگری کی
مدارا نین ہین ساری جیتے جی کی
چلو کیفیتین ہین میکشی کی
یہی باتین ہین زینت دلبری کی
نہین سنتا ہے پہر یہ دل کسی کی
حلاوت نا نہین ہے میٹہی چہری کی

اوجالا ہو گیا رخ سے تمہارے
نہین کوئی ضرورت چاندنی کی

مروت چار آنکہون کی ہے مشہور
شکایت ہجر مین کیا بیرخی کی

اوڑا کر لیگئے عالم کے دل کو
کوئی پوچہے تو یہہ کیا دل لگی کی

بہلا اوڑا لیگئی کسطرح بو صبا اونکی
قبائے گل سے بہی کچہہ تنگ ہے قبا اونکی

بہری جو سر شوریدہ مین ہوا اونکی
ہر اک صدا کو سمجہتا ہون مین صدا اونکی

سحر قریب ہے کیونکر نکالون تلخی ہوس
شب وصال بہی جاتی نہین حیا اونکی

لین گے ہم یہین ہاتہون مین تیر خون چلا
اشارے کرتی ہے عاشق سے یہہ حنا اونکی

بلا کی آگئی ہین شوخیان شباب کیا تہہ
چہری کٹاری ہی لوٹنکو ہے ہر ادا اونکی

نکالون دل سے مین کسطرح حسرت ارمان
وہ بگڑے بیٹہے ہین باقی نہین حیا اونکی

یہہ راہ دیکہی کہ پتہر اگئین مری آنکہین
دکہائے شکل نہین جلد اب خدا اونکی

تڑپتے کرتا ہون نالے تو کوستے ہین مجہے
نجات پاؤن جو مقبول ہو دعا اونکی

ذرا سی بات ہو عاشق کا مار لینا کیا
قضا سے شرط لگاتی ہی ہر ادا اونکی

کروگے قدر ہماری بہی جب نہ ہونگے ہم
گئی جہان سے جو یاد آتی ہی وفا اونکی

بچا کے آنکہہ اٹہایا ہے دلکو پہلو سے
مین غفلت اپنی کہون اسکو یا جفا اونکی

قدم اوٹہا نہین سکتے ہین جو نزاکت سے
نہ آئے وعدہ پہ یا دل تو کیا خطا اونکی

مزے اوڑائین گے ہم وصل یار کی عالم
مرین فراق مین مرتے ہین جو قضا اونکی

کی دعا ہمنے تو دی اللہ نے تاثیر بہی ۔ دیکھی قسمت ہمیل تجہسے بڑہکے ہی تدبیر بہی

دے گیا ہے غیر کو دہوکے ہین ہمدم لفظ قضا ۔ ہو بری قسمت تو الٹی پڑتی ہے تدبیر بہی

کرتی ہی مجروح یہہ قلب و جگر عشاق کے ۔ ہے نگاہ ناز تیر سے تیز ہی شمشیر بہی

اونسے چلتے چلتے آنکھین چار کین جس نے گرا ۔ اب نظر کے تیر سے بچتا نہین رہگیر بہی

دہیان غربت مین ہمدم رہتا ہے تو ہیرا رانجہ ۔ رہتی ہی پیش نظر ہر دم تری تصویر بہی

روکے خون الفت مین سیرون ہو چلا ہو سرخرو ۔ گاہے گاہے کرتے ہین اشارہ مری توقیر بہی

ہمکو نظرون سے گرانا دل بدل چہتا نہین ۔ جانئے اے شوخ کچہہ عشاق کی توقیر بہی

سخت حیرت ہے تری سے دلپر نہین ہوتا اثر ۔ دیکھکر بیتاب تجھکو روتے ہین رہگیر بہی

سختیون مین ہجر کی ہو جائیگا سامان وصل ۔ کہینچتا ہون لوح دل پر مین تری تصویر بہی

زندہون مینا کش ہو نہین واعظ تجہے کیون شک رہے ۔ عیش جس نے دی ہی بخشیگا وہی تقصیر بہی

کشمکش مین کوچہ الفت کی کیا ٹہریگا یہہ ۔ ساتہہ آتا ہی تو آئے خار دامنگیر بہی

لاغری نے قابل زندان نہ رکہا حیف ہے ۔ ابتو کافی ہوگا مجہکو خانہ زنجیر بہی

دل کبہی خالی نہ پایا ہمنے یاد زلف سے ۔ کہل گیا اب عاشق فتراک ہے نخچیر بہی

دور سے آئے ہے لینے یاد یاران وطن
کس خوشی سے جاورہ جاتے ہین عالمگیر بہی

یہہ غزل حضور پرنور اعلیحضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ کی مدح میں ہے

ہے رعایا کو تماشا آج مسرت کیسی ۔ آئی پہر سالگرہ شاہ ہے خلقت کیسی

شہ آصف بھی سکندر کیطرح دنیا مین
لاکھہ دو لاکھہ مین شہرونکی طرح گہس جائین
بال بیکا نہو حضرتکا کبہی یا ا قتد
دوست ہو شاد تو دشمن ہون ہمیشہ پامال
تیرا حامی ہے خدا اور رسول اکرم
خلعت و منصب و جاگیر کی بخشش ہے مدام
غیر ملکی ہون کہ ملکی نہین کچہہ اسکا خیال
پیشوا اپنا سمجہتے ہین مسلمان ان کو
شاہ ذیجاہ کی پینتیسوین ہے سالگرہ
شاد آباد ہین تجار ملازم خوشحال
میر محبوب علیخان کو ملے خضر کی عمر
یان کا مفلوک نہین ملک سے باہر جاتا
بدلے جلسونکے غریبونکی مدد شادی کی

دیکھو کس شان سے کرتے ہین حکومت کیسی
انکو خالق نے عطا کی ہے شجاعت کیسی
شہ کو خوش دیکھکے شاد ہے رعیت کیسی
نامور سلطنتون مین ہے یہہ دولت کیسی
کرتے ہین پنجتن پاک حفاظت کیسی
دیتے ہین اپنی رعایا کو یہہ عزت کیسی
شاہ کرتے ہین مسلمانونکی تقویت کیسی
ہے دل قوم پہ حضرت کی حکومت کیسی
کو بکو جشن ہے گہر گہر ہے مسرت کیسی
ہے گرانی پہ بھی آسودہ رعیت کیسی
انکی ور سے ہی مسلمانونکو قوت کیسی
غیر ملکون سے چلی آتی ہے خلقت کیسی
عشرت سالگرہ مین ہے عنایت کیسی

سارے عالم کے دلونکو ہے خبر ای عالم
کرتے ہین آصف ذیجاہ حکومت کیسی

شہریفون کی معاون ہے مسلمانونکو والی ہے
ہوا ٹہنڈی چلی اٹہی گہٹا پڑنے لگین بوندین

خدا رکہے بڑی فیاض یہہ سرکار عالی ہے
چلو رندو مئے دیسالہ ساقی نے نکالی ہے

صدائیں گونجتی ہین نغمۂ بلبل کی گلشن مین | بھری ہر باغبان کی ہاتھ مین پھولونکی ڈالی ہے
وہ خال عنبرین دانہ ہے جسکے ہر صید مرغ دل | وہ مشکین زلف دام بلا پھیلانیوالی ہے
کہان نکلے زہد سے تو الٹے بن گئے واعظ ذرا دیکھ | یہہ مے ہے یا پری ساقی نے شیشے سے نکالی ہے
کباب سیخ کے مانند پھنستا ہے دل واعظ | ہمارے ہاتھ مین جام شراب پرتگالی ہے
بنے گا کون رہبر کوئی ناہموار الفت مین | چلا چل اے دل نادان تیرا اللہ والی ہے
خدا تو ہی لگادے پار بیڑا ہم غریبون کا | بت نا آشنا پر پھر طبیعت آنیوالی ہے
خلش داغ کہن مین دلکی پھر اوٹھتی یہہ رہکر | کسی گل پیرہن پہ جی پھر تازہ ہونیوالی ہے
جہان گردن کشان سر آکر سر جھکاتے ہین | جناب آصف سادس کا وہ دربار عالی ہے
مٹایا خلق سے امن و امان نے جہانکا کھٹکا | کسیکو کب یہان اندیشۂ نقصان مالی ہے
اوسیکے ذات سے بزم جہان مین ساری رونق ہے | اوسیکے پرتو رخ سے مے عشرت مین لالی ہے
ہر اکسو لہلہاتا ہے گلستان عیش و عشرت کا | ہر اک جا مزرعۂ ظلم و ستم کی پائمالی ہے
اوسے دین شاہ کی بزم طرب سے کسطرح نسبت | کہ وصف باغ جنت کا بیان یکسر خیالی ہے
یہہ ہے فہم رسا انجام بینی اسکو کہتے ہین | اوسے معلوم ہے وہ بات جو پیش آنیوالی ہے
مبارکباد دیتی ہے ستنتر شاہ آصف کو | کلاوہ مین گرہ چھتیسوین جسدن سے ڈالی ہے
حبیب نکتہ دان مدح محبوب علیخان کا | میر استاد ہے اور فخر عرفی و ہلالی ہے

دکن مین جمع ہین سب ماہرین علم و فن عالم
بھرا ہے حیدرآباد آجکل ہر شہر خالی ہے

محبت ہے جا ملون اوڑکر خدا ایسا اگر کردے
جو گذری تمپہ وہ للّٰلہ سر خط مین لکہو مجھکو
وہی ہم ہین وہی تم ہو وطن وونسی چہوٹا ہے
فلک کے ظلم سے ہم بہی ہین نالان تم بہی نالان ہو
تڑپ جاتا ہے دل پہلو مین جسدم یاد آتی ہو
کسی جا دم ملے جلدی یہ نامہ لیکے جا قاصد
ملین بچہڑے ہوے یارب کوئی ایسا ہی فن آئے
بہلا ئی دیتی ہو قلب و جگر کو آتش فرقت
یہہ ضبط اچہا نہین تن سی نکلجائیگا دم گہٹکر
جدا ہین آج وہ کل ایک صحبت مین بیٹہے ہی
ابہی تک پہرتی ہی وہ صحبت احباب آنکہو مین

کہ دونو بازو نمین پہر پیدا بال و پر کردے
زبان خامہ تا روداد غربت کی خبر کردے
ملین جلدی خدا اپنی دعا کو با اثر کردے
خدا اس تفرقہ پرداز کو زیر و زبر کردے
محبت کی کشش کیونکر نہ تمکو با خبر کردے
ہماری انکو اور انکی ہمین آکر خبر کردے
شب فرقت بلا جان ہے جلدی سے سحر کردے
ہو احسان گر اسی خاموش تو اب چشم تر کردے
دل ناشاد تسکین ہوگی نالہ کوئی سر کردے
نشتر وہ ہے جو دن کلفت کے عشرت مین بسر کردے
نشتر کو چاہیے خوش خوش پہر صفور بسر کردے

غم فرقت نہ لکہہ عالم کہ قلب یار نازک ہے
ستم ہو گر تری روداد اونکو نوحہ گر کردے

درد و غم و الم شب فرقت مین چاہیئے
جام شراب ہاتہہ مین حورین بغل مین ہون
پہلے تو دلکو چہین لیا پہر مکر گئے
ساقی پلادے پہول کہ فصل بہار ہے

دل او قف اضطرار محبت مین چاہیے
جانا اسیطرح ہمین جنت مین چاہیے
عاشق سے بیرخی نہ محبت مین چاہیئے
عاشق ہون جوش تازہ طبیعت مین چاہیئے

مایوس ہو نہ در سے خدائے کریم کے
انسان کو صبر و شکر مصیبت مین چاہیے

مرکر بہی ہم نہ چہوڑینگے نظارہ بازیان
روزان مقابل آنکہون کے تربت مین چاہیے

مین ہون تمہارے پاس کوئی دوسرا نہو
چہیر چہ شراب ناب کا خلوت مین چاہیے

بوسے کا نام سنتے ہی کیون منہ پہر لیا
ایسا نہ انحراف محبت مین چاہیے

نامہ مین اونکو لکہدیا مین نے پیام وصل
اتنی تو چہیڑ خط و کتابت مین چاہیے

جاتے ہین خالی ہاتہ جہان سے گدا و شاہ
انسان کو گہمنڈ نہ دولت مین چاہیے

انداز و ناز رونق بازار حسن ہے
شوخی کی آب و تاب نزاکت مین چاہیے

کہتا ہے تمسے جو میری منہ پر کہے رقیب
بدگوئیان کسیکی نہ غیبت مین چاہیے

دن رات ہو تصور جانان فراق مین
عالم خیال غیر نہ غربت مین چاہیے

حسینون مین ہے آج شہرت ہماری
رسائی پہ نازان ہے قسمت ہماری

کہان اب رہی ہے وہ صورت ہماری
ہے ابتر محبت مین حالت ہماری

وہ برہم ہین سنکر شکایت ہماری
کرین اور دشمن عداوت ہماری

وہ کہتے ہین یوسف بہی بنتی زلیخا
کبہی دیکہہ لیتی جو صورت ہماری

قسم کہائے یون نہ مانینگے ہرگز
بہلا دیجیے گا محبت ہماری

اڑا کر وہ پہلو سے دل لیگئے ہین
ستم کر گئی آج غفلت ہماری

پس قتل دیکھو یہہ بیداد انکی
مٹاتے ہین ٹہوکر سے تربت ہماری

اوڑا رنگ عارض کا مانگا جو بوسہ | کہا اوس نے دیکھی نزاکت ہماری
شب وصل جس دم وہ اوٹھے بگڑ کر | نہ پوچھو ہوی کیسی حالت ہماری
بہر حال الفت مین ثابت قدم ہین | ذرا دیکھیئے گا شرافت ہماری
وہ فرماتے ہین مر اول جلا کے | کبھو تم نے دیکھی شرارت ہماری
نہ بہولین گے جبوقت تک دم مین دم ہے | ہمی تمکو یاد رشتۂ الفت ہماری
دیا ہمنے دل ایک بوسے کے بدلے | بس اب دیکھیئے سخاوت ہماری
دم نزع ہی دیکھہ لین آکے کہدو | جدائی مین ابتر ہے حالت ہماری
یہہ دل کا تقاضا یہہ اصرار کیون ہے | نہین دیتی صاحب طبیعت ہماری
نہین رہتے گر جاؤ خالق نگہبان | کرو گی بہت یاد صحبت ہماری
مسلمان سے کافر بنے جب سے آئی | بت سنگدل پر طبیعت ہماری
مرین جس جگہ کوئے دلبر مین یارو | بنا دو وہین تم بھی تربت ہماری
محبت پہ دیوانگی کا گمان ہے | لگی ہونے گھر مین حفاظت ہماری

دعا ہے یہہ عالم کی تجھہ سے خدایا
رہے دین و دنیا مین عزت ہماری

یہہ بیرخی تو زہر ہے بیمار کے لئے | ترساتے ہین وہ شربت دیدار کیلئے
کیون بگڑے مین نے بوسے جو رخسار کیلئے | کوئی سبب تو چاہیئے انکار کیلئے
زیبا ہین شوخیان نگہ یار کیلئے | تیزی ہو جتنی وصف ہے تلوار کیلئے

کب تک کٹیں گے ہجر کے دن کچھ خبر نہیں
آنکھیں ترستی ہیں ترے دیدار کیلئے

در پر ہے مرنے والوں کی اک بھیڑ رات دن
اب حکم قتل دیجیے دو چار کیلئے

جور و جفا سہونگا تغافل نہ کیجیے
مرتا ہوں میں تو لذت آزار کیلئے

دل دے چکے ہیں جسکو اگر جان بھی تو ہے
ہے جبہ خنجر عاشق نادار کیلئے

میرے سوال وصل پہ لب بگڑ کے وہ
ہے یاں جواب صاف طلبگار کیلئے

سینے کو شوق سے ہدف تیر ناز کر
موجود ہے گلا تری تلوار کیلئے

کیوں بیوفا بھی ہے مروت کی رسم راہ
ہمکو ملال عیش ہوا اغیار کیلئے

پیسا دلوں کو شوخی رفتار یار نے
اب کیا رہا ہے چرخ ستمگار کیلئے

پیتا ہے رات دن غم فرقت میں خون دل
یہ جام مے ہے تیری قدح خوار کیلئے

گل کر دیا تھا شمع نے عارض سے شب
آئے ہیں آج دیکھیے وہ ستانے کیلئے

اوٹھا ہے ابر چھائی ہے میخانے پہ گھٹا
ساقی یہ وقت خوب ہے میخوار کیلئے

افسانہ چشم یار کا عالم سنا کرو
کچھ مشغلہ تو ہو دل بیمار کے لئے

جاتے جاتے جو جھلک رخ کی دکھاتے جاتے
ایک عالم کو وہ دیوانہ بناتے جاتے

آئے تھے گور غریباں پہ جو جاتے جاتے
میری تربت پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاتے

گل کو وہ چھیڑتے ہیں باغ میں آتے جاتے
عندلیبوں کو میں دیوانہ بناتے جاتے

چاند سے چہرہ پہ زلفوں کو پریشان کرکے
اک نہ اک دل ہیں نیا روز پھنساتے جاتے

وہ شب وصل اگر پوچھنے حال فرقت
ہم بھی رو رو کے یہہ افسانہ سناتے جاتے

ہے دم نزع دکہا دو مجھے صورت اپنی
ایک حسرت تو نکل جائیگی جب جاتے جاتے

بعد مردن بھی ہی دل مین کدورت باقی
ٹہوکرون سے مری تربت ہین مٹاتے جاتے

نیم بسمل مجھے کیون چہوڑ چلے مقتل مین
ہاتھہ اک اور بھی بھرپور لگاتے جاتے

خون ہو ہو کے بہین گے دل عشاق ضرور
وہ حنا ملکے ہین ہاتہون کو چہپاتے جاتے

کبھی ہو لین گے نہ یہہ ناز و نیاز شب وصل
روٹھہ تے جاتے ہین وہ ہم ہین مناتے جاتے

عمر بہر کی ہے جفا گرچہ وفا کے بدلے
اولٹے وہ ہمپہ ہین احسان جتاتے جاتے

پہر اک کام تہا کیون یاد کیا [illegible]
جب رقیبون کو ہو پہلو مین بٹہاتے جاتے

مرض عشق کی ہے موت دوا چارہ گرو
دیر پا ہی یہہ مرض جائیگا جلتے جاتے

گو ہی قامت بھی چہوٹا یہ قیامت کی ہی چال
وہ جدہر چلتے ہین فتنے ہین اوٹہاتے جاتے

شیخ جی بنت عنب پر تو نہین دل آیا
آپ میخانے مین ہین روز جو آتے جاتے

آخری وقت بھی صورت نہ دکہائی دوستی
حسرت دید لئے جاتا ہون جاتے جاتے

کہینچ لائین مری آہین او نہین دم بہر مین یہان
پر رقیبون کے وہ کہنے مین ہین آتے جاتے

یہہ بہی انداز ہے سرکا کے جو آنچل رخسے
ایک عالم کو وہ جلوہ ہین دکہلاتے جاتے

رخسے پردہ اُٹہائیے تو سہی
اپنا جلوہ دکہائیے تو سہی

خانۂ دل مین آئیے تو سہی
اسکو خلوت بنائیے تو سہی

وہ شب وصل مجھسے کہتے ہین / حال فرقت سنائیے تو سہی

خود ہے مشتاق تیغ پھر اگلا / اپنا کشتہ بنائیے تو سہی

خون ہو جائین گے دل عشاق / آپ مہندی لگائیے تو سہی

جوش آجائیگا طبیعت مین / مے گلگون پلائیے تو سہی

دلمین ہے شوق دید وصل کی شب / رخ سے گھونگٹ اٹھائیے تو سہی

کیجئے باتین منہ سے پھول جھڑین / لب رنگین ہلائیے تو سہی

خود گلا شکر کی صدا دیگا / آپ خنجر لگائیے تو سہی

کسطرح آوین غیر بیٹھے ہین / انکو در سے اٹھائیے تو سہی

جان دیدینگے ہم خدا کی قسم / اٹھکے پہلو سے جائیے تو سہی

عرش تک جائین ہجر کے نالے / شور اتنا مچائیے تو سہی

کیون ہے مجھپر عتاب الصاحب / اسکا باعث بتائیے تو سہی

غیر بھرتے ہین زور عشق کا دم / ایکدن آزمائیے تو سہی

اب تو جاتے ہین آپ پھر بھی کبھی / آئیگا بتلائیے تو سہی

آپ دین زہر بھی تو امرت ہے / ابھی کھا لونگا لائیے تو سہی

ہون گے کب تک اشارے چلمن سے / سامنے پھر آئیے تو سہی

کچھہ مسیحائی کیجئے دم نزع / مر رہا ہون جلائیے تو سہی

منتظر دیر سے مین بیٹھا ہون / آپ تشریف لائیے تو سہی

ایک عالم کا خون ہوگا ضرور
لب پہ لا کہا جائے تو سہی

کبھی تنہا جو تمکو پائیں گے
حال دل کا جبھی سنائیں گے

مانگا جب بوسہ لب شیرین
بولے اسکا مزا چکھائیں گے

ہجر کے صدمے جتنے گذرے ہین
ایکدن تمکو سب سنائیں گے

کی تو ہے عشق کی کتاب شروع
تجربے خود سبق پڑھائیں گے

شکر ہے آج تو یہہ حکم ہوا
کہدو بیٹھے رہین بلائین گے

زلف مشکین و کہا کی کہتے ہین
دام مین دل ترا پھنسائین گے

وصل کی شب بھی اونکو تھی یہی ضد
رخسے پردہ نہ ہم اوٹھائین گے

روٹھنے سے تمہاری کیا ہوگا
جسطرح مانوگے منائین گے

شب فرقت مین آہ اور نالے
اپنا اپنا اثر دکھائین گے

آج لکھا ہے اوسنے نامہ مین
تمکو دل سے نہ ہم بھلائین گے

آئے تو کبھی ہمارے گہر
سر یہ آنکھو پہ ہم بٹھائین گے

ابر چھایا ہے پانی پڑتا ہے
شیخ چل میکدے کو جائین گے

پھر دکھادو ہمین ذرا سی جھلک
یہانسے جاتے ہین اب نہ آئین گے

پاس عالم کے آؤگے جسدن
داغ دل کے تمہین دکھائین گے

کر چکے ہین عشق ہم اللہ سے
باز آئے ان بتونکی چاہ سے

راہ مین ملتے ہین غیرونکے گلے
مجہکو تڑپاتے ہین وہ اس راہ سے

مانگتے ہین ہم دعا یہہ روز و شب
وصل ہو جائے کہین اوس ماہ سے

ہجر کے صدمے سہے جاتے نہین
کام مجہکو ہے فغان و آہ سے

سوچتا رہتا ہون تدبیر وصال
فکر مجہکو ہے یہہ سال و ماہ سے

دیکہئے کسدن وصال یار ہو
مانگتے ہین ہم دعا اللہ سے

ایک بوسے پر ہزارون گالیان
جاؤ ہم باز آئے ایسے چاہ سے

سختیان اب سہتے سہتے ہجر کی
ہائے کاہیدہ ہوا ہون کاہ سے

پہر رقیب روسیہ پیچہے پڑا
سابقہ ہے مجہکو کس گمراہ سے

خنجر ابرو دکہاکر بار بار
کہتے ہین وہ باز آ اب چاہ سے

تہے نہ ہم سالک طریق عشق کے
ابتو واقف ہو گئے اس راہ سے

وہ ہوا مرود دکہائے جہان
جو پہرا دانستہ سیدہی راہ سے

شاہ آصفجاہ ہون شاہ جہان
مانگتے ہین ہم دعا اللہ سے

عالم ناشاد گہبراتے ہو کیون
مانگو رحمت کی دعا اللہ سے

وہ بات پوچہتے نہین تڑپا کرے کوئی
دلکی شکستگی کا حال ہے یہہ کیا کرے کوئی

چہپتی نہین ہے پیار کی چتونا ہزار مین
باتین بنا بنا کے چہپایا کرے کوئی

کہتے ہیں وہ غلط نہیں یہ لن ترانیاں
اچھا نظارۂ رخ زیبا کرے کوئی

ایفا نہوگا وصل کا وعدہ کسیطرح
پلٹے ہیں آکے در سے وہ ایفا کرے کوئی

ہے یاد اونکا ناز سے کہنا شب وصال
مجھسا حسین جہاں نہیں پیدا کرے کوئی

چلا کے تھک گئے نہ کسی نے دیا جواب
کب تک تمہارے در پہ پکارا کرے کوئی

جو جس کے منہ میں آئے کہے ہم کچھ نہیں
عاشق ہوں آپکا مجھے رسوا کرے کوئی

رہتی ہے روح سایۂ دیوار یار میں
ٹھوکر سے میری قبر مٹایا کرے کوئی

دیدینگے جان یہاں سے ٹلینگے نہ حشر تک
ہمکو تمہارے در سے اٹھایا کرے کوئی

انداز میں ادا میں ملاحت میں حسن میں
ثانی ہمارے یار کا پیدا کرے کوئی

روٹھے شب وصال تو بولے بگڑ کے وہ
مانینگے ہم نہ ایک منایا کرے کوئی

کہدونگا میں ہزار میں ہیں بیوفا حسین
ہرگز نہ انسے دلکو لگایا کرے کوئی

سرخی یہ اوس کے رنگ حنا کا نہ پھر چھپے
دل میرا شوخیوں سے جو پیسا کرے کوئی

کہلائے گر جہاں میں عیسی النفس تو کیا
عاشق کو آکے نزع میں اچھا کرے کوئی

بکھرائے بال کوٹھے پہ عالم کھڑا ہی کون
عالم یہہ حسن کا ہے کہ دیکھا کرے کوئی

گل منتظر ہیں باغ میں اوس گلعذار کے
جھوکے بھی چل رہے ہیں نسیم بہار کے

گھایل ہیں لاکھوں ابروے خمدار یار کے
امیدوار ہم بھی تو ہیں ایکوار کے

شوخی ادا و غمزہ کرشمہ نگاہ ناز
بسمل ہیں سیکڑوں انہیں دو تین چار کے

چرچے ہین پہر وہ کلین گے گلشن کی سیر کو — نرگس سے کے پہول آئینہ ہین انتظار کے

تم آزما کے دیکہہ لو اس جان نثار کو — سر نذر دیگا دوش سے اپنے اوتار کے

بدلے ہین مال و زر کے دل و جان ایکروز — صدقے کرونگا یار کے سر پر سے وار کے

اوٹہا فلک پہ ابر ہے کس زور شور سے — رندو خوشی مناؤ دن آئے بہار کے

ساقی ہو صحن باغ ہو دور شراب ہو — ہم شاد و شاد بیٹہے ہون پہلو مین یار کے

ہرگز نہ ان حسینون سے کوئی لگائے دل — سب بیوفا ہین لاکہہ ہین کہدون پکار کے

ڈالی نقاب چاند پہ ابر سیاہ نے — یا آئے زلف چہرہ پہ اوس گلعذار کے

مین بہی ہون ایک عاشق جانباز آپکا — پوچہین تو بے خطر کہون منہ پر نثار کے

کیسا حجاب وصل کی شب اور کہانکی شرم — کہونٹی پہ ڈال دو یہہ دوپٹہ اوتار کے

پامال کر رہا ہی جنہین تو خوشی کیساتہہ — ظالم یہی تو پہول ہین میری مزار کے

واللہ کہب گئی مری آنکہون مین ہر ادا — کس شان سے کہڑی ہین وہ سینہ ابہار کے

پہونکا غم فراق نے قلب و جگر مرا — شب بہر دہوئین اوڑائے دل داغدار کے

باغ دکن کو پہولنا پہلنا نصیب ہو — آتے ہین لوگ سیر کو شہر و دیار کے

کہدینگے ہم کرینگے نکیرین جب سوال — عاشق ہی کے بندے ہین پروردگار کے

ہو جہ بار بار بگڑتے ہو کس لئے — ثابت کرو قصور تو اس خاکسار کے

پانی برس رہا ہے چہما چہم گہرا ہی ابر — پازیب پاؤنین ہین عروس بہار کے

پہلو سے اوٹہہ گئے وہ بگڑ کر شب وصال — ارمان نکل سکے نہ دل بیقرار کے

عالم وہ آج آتے ہین پڑہنے کو فاتحہ
برسون نہین دن پہرے ہین ہماری مزار کے

نالہ یون عاشق مضطر کا رسا ہوتا ہے
جس گہڑی بام پہ وہ جلوہ نما ہوتا ہے
گر عدو میرا برا چاہین تو کیا ہوتا ہے
یہہ غلط ہی کہ اُسے پاس وفا ہوتا ہے
کرتے ہو چہیڑ ہمیکو ذکر عدو کیون صاحب
ایسی منحوس گہڑی دیکہے نہ دشمن ہی کبہی
کسکو معلوم تہا تم ملکے بگڑ جاؤ گے
اون کے پازیب کی آواز سے وقت رفتار
آپکی یاد نے کچہہ ایسا کیا ہے بیتاب
دام مین کا کل مشکین کے پہنسا ہی یہہ سبب
گالیان دیتے ہین وہ خط کی اوڑا کر پرزی
ایک بوسے پہ میری جان بگڑتے کیون ہو
وہ نہین بہولتا گو عیش مین بہولے انسان
شیخ جی پیتے ہو میخانے مین چہپ چہپ کر
حسرتین خاک مین سب میری ملا کر ظالم

غل فرشتون مین ہی اب دیکہئے کیا ہوتا ہے
بیخبر ایک جہان عشق مین پڑا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکہا ہوتا ہے
روز عشاق پہ سرگرم جفا ہوتا ہے
اور سُن سُن کے ہمین رنج سوا ہوتا ہے
دوست سے دوست گلے ملکے جدا ہوتا ہی
اب تو دل دیکے پچتانے سی کیا ہوتا ہے
مردے جی اوٹہتے ہین اک حشر بپا ہوتا ہے
درد دل ضبط سے ہر لحظہ سوا ہوتا ہے
دل مضطر مری پہلو سے جدا ہوتا ہے
میرا قاصد ہدف تیر جفا ہوتا ہے
اسمین کیا جاتا ہی نقصان ہی کیا ہوتا ہے
وقت تکلیف مددگار خدا ہوتا ہے
تمکو مانع نہین یان خوف خدا ہوتا ہے
روٹہکر مجہہ سے تب وصل جدا ہوتا ہے

شب مہتاب ہے ساقی ہو چمن ہو مے ہو
یار پہلو مین ہو پہر دیکھئے کیا ہوتا ہے

سچ بتا وان تو ہے اب تیری رسائی قاصد
محفل یار مین کچھہ ذکر مرا ہوتا ہے

شکر ہے یاد تو کرتے ہین برا کہہ کہکے
وان مرا ذکر برا ہو کہ بہلا ہوتا ہے

سبز پوشاک پہنکر جو وہ آجاتے ہین
چمن داغ مرے دل مین ہرا ہوتا ہے

ایک عالم ترے ہاتون سے ہی نالان ہے بت
ہر طرف تذکرہ جور و جفا ہوتا ہے

آئی تہی تمپہ جو وہ طبیعت نہین رہی
اب کیا ملین کہ ملنیکی صورت نہین رہی

اب لین آپکے مری الفت نہین رہی
بدلی نظر وہ چشم مروت نہین رہی

کوچہ مین اونکے شور قیامت ہے رات دن
اب عاشقونکو حشر کی ہیبت نہین رہی

صاحب کہین چہپی ہے بناوٹ کی گفتگو
وہ پیار کی نگاہ وہ الفت نہین رہی

کیونکر نہ جان نثارونکی سب حوصلے ہون پست
جب آپکی وہ چشم عنایت نہین رہی

جس لبپہ ناز تہا وہی خون ہوکے بہگیا
جسپر حسین فدا تہے وہ صورت نہین رہی

انداز و ناز ہو سے ہوا یا ہی کسپہ دل
وہ شوخیان نہین وہ شرارت نہین رہی

حالت ردی ہے تیری جدائی مین اسقدر
اب اوٹھنے بیٹھنے کی بہی طاقت نہین رہی

کب تک سہون فراق کے صدمے بتائیے
رنج و الم اوٹہانیکی طاقت نہین رہی

دل دیکے تمکو مفت مین بدنام ہو گئے
دنیا مین اب ہماری وہ عزت نہین رہی

ہرگز نہ ان حسینون سے کوئی لگائے دل
ہرجائیون مین چشم مروت نہین رہی

تقدیر لائی عالم غربت مین کھینچ کر
اہل وطن کی ہائے وہ صحبت نہین رہی

مدت کے بعد آج وہ دل کھولکر ملے
ارمان نکل گئے کوئی حسرت نہین رہی

راضی ہوئے ہین وصل پہ قول و قسم کے بعد
صد شکر اتہو کوئی بھی حجت نہین رہی

بہلاؤ دل کو اور کہین آؤ جانے دو
عالم تمہاری اونکو محبت نہین رہی

دل کے آئینہ مین جب سے تری صورت دیکھی
مردم دیدہ نے اللہ کی قدرت دیکھی

اک اشارہ ہی مین تڑپا گیا یون حضرت دل
آپنے ویسکی بہلہ ادنی سی شرارت دیکھی

ایک بوسہ پہ دیا دل یہہ ویسیکا تھا جگر
اپنے عاشق کی مرےجان سخاوت دیکھی

خون کرتے ہین وہ ارمانونکا میرے شب وصل
رخ سے گھونگھٹ بھی اوٹھتے نہین حجت دیکھی

وعدہ سو بار کیا ایک بھی ایفا نہوا
جائے جائے بس آپکی الفت دیکھی

صدمہ ہجر سے دیکھو تو ہوا ہے کیا حال
تمنے پہلے بھی تھی آخر مری صورت دیکھی

لے لیا محفل اغیار مین بوسہ اونکا
آج سب نے مری ہمت مری جرات دیکھی

تھے مسلمان ہوئے کافر ہے گلے مین زنار
کس گھڑی اس بت بیباک کی صورت دیکھی

ڈھیر حسرت کا ہے پہلو نکی جگہہ بالین پر
اپنے کشتہ کی ہے تمنے کبھی تربت دیکھی

ناز ہے اپنی رسائی پہ مرے قسمت کو
آجتک جسکی تمنا تھی وہ صورت دیکھی

نگہ ناز کا بسمل ہی بنا کر چھوڑا
طرفہ اوس شوخ ستمگر کی شرارت دیکھی

صدمہ ہجر سے گھل گھل کے ہوا ہون لاغر
اوٹھکے بیٹھا نہین جاتا مری حالت دیکھی

آسمان ہل گیا نالون سے زمین تہرائی
عالم خستہ کی حالت شب فرقت دیکہی

بلا سے عاشق گیسو ڈرا نہین کرتے
جفائین جہیل کے یہہ ترک وفا نہین کرتے

یہہ جسکو تاکتے ہین اوسکو کرتے ہین بسمل
تمہاری ناوک مژگان خطا نہین کرتے

ستم ہے غیر کی محفل مین شاد بیٹہے ہین
مری طرف وہ توجہ ذرا نہین کرتے

جو جیمین آئے وہ کہدو خطا معاف کرو
تمہاری بات نکالا اب ہم گلا نہین کرتے

سمجہہ لیا جسے اچہا کرے وہ لاکہ بدی
خلاف وضع سمجہہ کر گلا نہین کرتے

غلط بہی غیر کہے وہ یقین جانتے ہین
ہماری بات کو باور ذرا نہین کرتے

لگاؤ وار کہ جہگڑا اسے چکے تن و سر کا
اگر معاف ہماری خطا نہین کرتے

بڑا غضب ہے ہٹاتے ہین قبر عاشق کو
یہہ شوخ پاس محبت ذرا نہین کرتے

مین نزع مین ہون وہ کہتے ہین آکے بالین پہ
بلا سے مرنے دو ہمتو دعا نہین کرتے

یہہ آئے کس لئے جائین کہو طبیبون سے
مریض عشق کسیکی دوا نہین کرتے

عوض لفافہ کے خط لیکے چاک کرتے ہین
وہ سرگذشت ہماری پڑہا نہین کرتے

نہ بار دل ہو کہین طول داستان فراق
ہم اون سے وصل مین یہہ تذکرہ نہین کرتے

کرین ہزار وہ شانہ بنائین زلف کو لاکہہ
ہم اپنے دل کو اسیر بلا نہین کرتے

بہرے ہو غیض مین کیون لڑکے آئے ہو کس سے
زبان سے حرف بہی پورا ادا نہین کرتے

ہماری آنکہو مین ہر دم ہے یار کی صورت
کسی طرح اسے مردم جدا نہین کرتے

کہے نہ کس لئے بیداد گر اونہین عالم
ہمارے دلکی دیت جو ادا نہین کرتے

ڈر اپنی معصیت کا ہے بعد فنا مجھے
محفوظ ہر عذاب سے رکھیو خدا مجھے

دشمن اگر قوی ہے تو پروا نہین ہی کچھہ
حامی رسول پاک ہین اب غم ہی کیا مجھے

بیٹھے ہو جا کے غیر کے پہلو مین بے حجاب
آتی ہی تمکو دیکھہ کے شرم و حیا مجھے

ناگن ہے زلف آپکی کہاتی ہے پیچ و تاب
ڈر ہے کہ ڈس نہ جائے یہہ کالی بلا مجھے

ہوتا ہے ذکر میرا حسینون مین رات دن
بخشا مرے کریم نے بخت رسا مجھے

کب کوئی اسقدر مرا دشمن ہے اے فلک
اوس جان جا سے کر دیا تونے جدا مجھے

رویا ہون خون آپکے ہاتون سے مدتون
کرتی ہے قتل شوخی رنگ حنا مجھے

نالون سے میرے ہلتے دل حاملان عرش
دیتی شب فراق جو فرصت ذرا مجھے

جاتی ہے جان ہجر مین اوس گلعذار کی
للہ جا کے لادے خبر اے صبا مجھے

زاہدی و میکشی کی کسیکو خبر نہین
سمجھے ہوئے ہین لوگ بڑا پارسا مجھے

مستانہ چال چلتے ہین سینہ ابہار کے
اکدن مٹا کے چہوڑیگی اونکی ادا مجھے

صدمون سے ہجر یار کے لاغر ہوا یہہ جسم
بستر پہ ڈہونڈ نیسے نہ پائی قضا مجھے

جان دیکے اونکے منہ سے یہ سنتا ہون شکر ہے
بہولیگی حشر تک نہ یہہ مہر و وفا مجھے

اس کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہون مین
سو بار دن مین دیتا ہے جو بد دعا مجھے

ہو جب بے قصور ہے اتنا عتاب کیون
کہتے ہو بات بات مین تم نا سزا مجھے

دل ٹکڑے ہو رہا ہے جگر پاش ہے
تڑپا رہی ہے آپکی بانکی ادا مجھے

پوچھو نکچھہ وہ آئے لب بام جس گھڑی
برق جمال دیکھہ کے غش آگیا مجھے

عالم حسین جتنے ہین جادو نگاہ ہین
مانگو دعا کہ ان سے بچائے خدا مجھے

جب خبر لیکر تری باد صبا اولٹی پھری
آ کے اٹک تن مین جان مبتلا اولٹی پھری

ذبح کرتے وقت دلمین آگیا خوف خدا
دست قاتل کانپ اوٹھا تیغ جفا اولٹی پھری

کچھہ پریشانی کا اپنے حال کہہ پھر خدا
کوچۂ جانان سے تو کیون اے صبا اولٹی پھری

کانپ جاتا عرش ہلجاتے فلک والونکے دل
بس یہی اچھا ہوا آہ رسا اولٹی پھری

ہو چکا قطع تعلق رسم الفت مٹ گئی
قبر مین رکھکر مجھے خلق خدا اولٹی پھری

رہگئی رندونکی حسرت دل کے دلمین ساقیا
تا در میخانہ آکر جب گھٹا اولٹی پھری

نزع مین تو دیکھنا تھا آکے کیا کرتی رقیب
آج بھی تیری سواری دلربا اولٹی پھری

ہجر کے صدمون نے ایسا کردیا ہے سخت جان
میری حالت دیکھکر اکثر قضا اولٹی پھری

ڈس چکی تھی زلف پیچان تجھکو عالم یار کی
شکر اللہ کا سر سے بلا اولٹی پھری

اک وار مین دو کر گئی تیغ نظر اوسکی
تھی چوٹ کڑی تاب نہ لایا جگر اوسکی

حالت نہین معلوم کچھہ اسے نامہ بر اوسکی
مدت ہوئی تو بھی نہین لایا خبر اوسکی

تو نام نہ پھر بھول کے بھی حور جنان کا
واعظ کبھی تم دیکھہ لو صورت اگر اوسکی

سچ کہتے ہین آب آمد و برخاست تیمم
دل چلدیا پہلو سے جو آئی خبر اوسکی

سن لیگا خدا عاشق مضطر کی بہی اک روز
کہتی ہی رہ گئی ہے دعا بے اثر اوسکی

لا ڈالدے سرمہ کے عوض آنکہونمین میرے
ملتی ہے صبا کسکو بہلا خاک در اوسکی

ہے شکر خدا کا وہ یہہ کہتے ہین مرے بعد
بہولونگا وفائین نہ کبہی عمر بہر اوسکی

کرتا نہ صبا گیسوئے دلدار کو برہم
یہہ بار اوٹہا سکتی نہین ہے نازک کمر اوسکی

تمنے نہ کبہی ذکر پہ عالم کے یہہ پوچہا
کسطرح گذرتی ہے شب اوسکی سحر اوسکی

یون جو تیری چشم مست ایجانجان گردش مین ہے
میری قسمت کسطرح سارا جہان گردش مین ہے

کیا کہین صیاد و گلچین نے کئے کیا کیا ستم
باغ ویران ہوگیا اور باغبان گردشمین ہے

چرخ ناہنجار کے ہاتون سے دونو تنگ ہین
پاشکستہ پیر ہے گر نوجوان گردشمین ہے

بسمل تیغ نظر نے تیری راحت پائی کب
ایک مدت سے یونہین یہہ نیمجان گردشمین ہے

بے تکلف اونکو پہرتے دیکہکر غیرونکے ساتہہ
جوش کہا کہا کر لہو اپنا یہان گردشمین ہے

کیا بتاؤن تمکو حال عاشق خستہ جگر
مدتون سے اوسکی قسمت بیجان گردشمین ہے

دشت غربت مین صدا دیتا ہے یہہ مجنون مجہے
روح میری بہی تری ساتہہ ایجوان گردشمین ہے

دو لو یاٹ اب چلتی مین چکی کے یارب خیر کر
یان زمین گردشمین ہے وان آسمان گردشمین ہے

گردش قسمت کا عالم غم نکر چل میکدے
آج پہر جام شراب ارغوان گردشمین ہے

غزل در مدح عالیجناب خان بہادر یار محمد خان صاحب سی ایس آئی مدار المہام جاورہ

چشمۂ فیض ہے آفاق مین جاری تم سے / سیکھے خوبئے کرم ابر بہاری تم سے

کیسی دلچسپ عمارت کی ڈالی ہے بنا / یادگارین یہہ آثار کی ہین ساری تم سے

فیل خاصہ کو فلک قدر بنایا تم نے / برج خورشید درخشان ہے عماری تم سے

قیصر ہند سے پائے ہین خطابات ایسے / کسی ہمچشم کا پلہ نہین بہاری تم سے

ہوئے ہی خان بہادر ہوئے سی ۔ ایس ۔ آئی / خود بخود جھکنے لگے ہفت ہزاری تم سے

سر پہ ہو یار محمد کے نبی کا سایہ / اور خوشنود رہو حضرت باری تم سے

یاوہ گوئی مری عادت نہین سچ کہتا ہون / ایک عالم پہ گروہ اپنا ہے ہماری تم سے

کیا سے چلے دشمن نااہل کی روبہ بازی / کسکی ہمت نہ دم معرکہ ہاری تم سے

ہے گلہ شوئے قسمت کا الم غربت کا / لو خبر جلد ہے فریاد ہماری تم سے

جب کبھی آئیگا موقع تو کرینگے ثابت / جان بھی اپنی نہین ہے ہمین پیاری تم سے

قول حق کیون نہو عالم کی زبان پر جاری / حیدرآباد مین عزت ہے ہماری تم سے

اسی پہ کرتے ہو دعوی جفا نہین آتی / چلے ہو غیر کے گہر تم حیا نہین آتی

سوال وصل پہ کہتے ہین وہ تجاہل سے / تمہاری بات سمجھہ مین ذرا نہین آتی

فراق یار مین جیتا ہون رات بہر بیچین / نہو گی سر پہ مری جو بلا نہین آتی

ہوئی ہے جوش وفا میں یہہ بیخودی دلکو
کہ ہمکو یاد تمہاری جفا نہیں آتی
تمہارے ہجر میں کب تک اوٹھائیں یہہ صدمے
پڑے ہیں بستر غم پر قضا نہیں آتی
سوال کرتا ہوں جب اونسے ایک بوسے کا
جواب دیتے ہیں تمکو حیا نہیں آتی
قفس میں بند ہوں دم گہٹ رہا ہے ای صیاد
رہا بھی کرنیکو میری قضا نہیں آتی
جہان میں اور بھی ہیں شوخ نازنین لاکہوں
مگر کسی میں تمہاری ادا نہیں آتی
نثار ہوتے ہیں نقش قدم پہ شرم و حجاب
جہاں وہ چلتے ہیں آواز پا نہیں آتی
کلیجے تہام کے سنتے ہیں عرش کے حامل
ہمارے نالونکی تمکو صدا نہیں آتی

حسین وہ گل چمن دہر میں ہیں ای عالم
کہ اُنسے نام کو بوے وفا نہیں آتی

دل پہنسا وحشت میں رسوائیکے ساماں ہوگئے
زلف جانان کیطرح ہم بھی پریشاں ہوگئے
دیکھتے ہی عارض تابان تری ای رشک ماہ
انجم رخشان نقاب شب میں پنہاں ہوگئے
شور ہے یہہ بلبلوں میں فصل گل رخصت ہوئی
چلگئے جھونکے خزاں کے باغ ویران ہوگئے
خود چلے آئے وہ قسمت کی رسائی دیکہنا
چل بسا فرقت کا غم عشرت کے ساماں ہوگئے
گھر میں بیٹھے بیٹھے تنہا جبکہ جی گھبرا گیا
جوش وحشت میں رواں سوئے بیاباں ہوگئی
ایک دل ہے یا الٰہی کسکو دوں کسکو نہ دوں
سیکڑوں پیدا مری یوسف کے خواہاں ہوگئے
قبر مجنوں سے صدا پیدا ہے دشت نجد میں
الفت لیلی میں زیر خاک پنہاں ہوگئے
مدتوں سے جنکی آنیکی تہی دلکو آرزو
آج وہ آبھی گئے اور میرے مہمان ہوگئے

داغ چیچک کے ستارون سے چمک مین پڑ گئی
خال عارض یار کے خورشید تابان ہو گئے

آ گئی فصل بہار آباد میخانے ہوئے
دور مے چلنے لگا سب بادہ نوشادان ہو گئے

سیکڑون گھایل ہوئے تھے ابروئے خمدار کے
ہم بھی مجروح نگاہ ناز جانا ہو گئے

کیا خبر تھی بیڑیان زلفونکی یون ڈالو گے تم
مفت مین بیٹھے بٹھائے پابجولان ہو گئے

دلکے آئینہ پہ کھینچی ہمنے جب تصویر یار
دیکھتے ہی مانی و بہزاد حیران ہو گئے

نور کی طلعت سے فرق کفر و دین جاتا رہا
حسن اونکا دیکھکر ہندو مسلمان ہو گئے

مصحف رخ کے ہین بندے لکھدیا قرآن پر
واعظا اب بھی ہم ہین کافر یا مسلمان ہو گئے

عشق نے عالم کے پریون کو مسخر کر لیا
اب تو اپنے وقت کے یہہ بھی سلیمان ہو گئے

گلے ملکے کوئی جدا ہو رہا ہے
مرا سینہ ماتم کدہ ہو رہا ہے

شب وصل ظالم جدا ہو رہا ہے
الٰہی یہہ اندھیر کیا ہو رہا ہے

رقیبون سے تیرا گلا ہو رہا ہے
ستم کر رہے ہو یہہ کیا ہو رہا ہے

مقدر بہت کچھہ رسا ہو رہا ہے
حسینون مین چرچا مرا ہو رہا ہے

ارے موت آ تو ہی اسکو منانے
کہ جینے سے اب دل خفا ہو رہا ہے

مرا دل ترے ہر ادا پر ہے قربان
جگر شوخیون پر فدا ہو رہا ہے

نہ حورون کی خواہش نہ پریونکی پروا
تمھین پر مرا دل فدا ہو رہا ہے

حسینون سے اچھا نہین دل لگانا
شب و روز خون وفا ہو رہا ہے

دیا دل تمہیں خوب سوچے ہوئے ہم
زمانہ میں یہہ تذکرہ ہو رہا ہے

خدا کے لئے اب نہ زلفیں ہٹاؤ
اسیر بلا دل مرا ہو رہا ہے

جفائی تو دیکھے کوئی آکے انکی
کہ خود شیشہ پھر اکتا ہو رہا ہے

دم نزع بالیں پہ وہ آکے بولے
فنا ہو رہا ہے فنا ہو رہا ہے

نگہ پھیر لی تو نظروں میں ترچھی
یہہ سامان سب قتل کا ہو رہا ہے

کشش دل کی آخر انہیں لے ہی آئی
مزا ہو رہا ہے مزا ہو رہا ہے

اوڑادی مری خاک انکی گلی سے
پہر کیا ستم اے صبا ہو رہا ہے

کرینگے نظر مہر کی پھر وہ ہمپر
جبینوں سے کچھہ شورہ ہو رہا ہے

جفاؤں کا اون کے وفاؤں کا تیرے
جہاں دیکھئے تذکرہ ہو رہا ہے

دھڑکتا ہے سینہ میں دل آج میرا
ہوں بیخوار خوف خدا ہو رہا ہے

کہاں تک جفاؤں کا کرتا تحمل
مرا صبر دل سے جدا ہو رہا ہے

کسی سے شکایت نہیں ہمکو ظالم
مقدر میں تھا جو لکھا ہو رہا ہے

خدا کرے کہ چمن میں وہ گلعذار آئے
ہر ایک درخت پہ جوبن ہو پھر بہار آئے

چمن ہے یار ہے ساقی ہے اور بہار ہے
زیادہ لطف ہو گر ابر نو بہار آئے

تمہارے عشق نے چھنوائی خاک دنیا کی
قدم کے نیچے بیابان و کوہسار آئے

بتاؤ شغل کوئی میرے دل بہلنے کی
شب فراق میں کس طرح سے قرار آئے

نہ بیقرار ہو کر صبر اے دل بیتاب
تڑپ تڑپ کے کٹے کیوں نہ رات فرقت کی

خیال یار دم نزع ہے مرا ہمدم
کیا ہے وعدہ کسی سے کبھی وفا کوئی

تمہاری زلف معنبر پہ جان دیتا ہوں
تری سوا ہمیں مطلب کسی سے عاشق کر

حسین زمانہ میں ہر لغزیر ہوتا ہے
کہا نہ یہ بھی کر دیکھو تو کون ہے در پہ

جواب نامہ کا ہے کہاں ابتدا سے
نہ آئیگا دل مضطر کو چین فرقت میں

محیط ظلمت تازہ کا پہر اوٹھا طوفان

خدا کے فضل سے کیا دور ہے جو یار آئے
بغیر یار مرے دلکو کیا قرار آئے

نہ اس گھڑی کوئی بیگانہ نہ بہار آئے
تمہاری بات تو نکلا کیا دلکو اعتبار آئے

نہ لوں میں ہاتھ اگر نافہ تتار آئے

ملے جو حور جناں بھی نہ اسکو پیار آئے
تمہاری شکل پہ ہمکو نہ کیسے پیار آئے

گدا کی طرح کئی بار ہم پکار آئے
زبانی بات تو ہے کسطرح اعتبار آئے

جو یار آئے تو دلکو بھی کچھ قرار آئے
وہ بال کھولے ہوئے جب سر مزار آئے

تمہاری بات تو نکلا کیونکر یقین کرے عالم
ہزار وعدے گئے پر نہ ایک بار آئے

ملے دولت اگر وصل صنم کی
ہر اس آئی ہوا سے باغ دنیا
کھنچا ہے آنکھ میں نقشہ اسیکا
مٹا کر وہ چلے تربت ہماری

نہیں پروا ہمیں جاہ و حشم کی
کریں گے سیر اب ملک عدم کی
ادا ہے نقش اپر حسن صنم کی
کوئی حد بھی ہے اس ظلم و ستم کی

مین ہون وہ بادہ کش جسکی نظر مین
گئے سو وعدے اکدن بھی نہ آیا
دکھائے اپنی اوہ روئے رنگین
پلاکر ساغرے جان بخشی
دکن کیا ہند کیا ساری جہان مین
مین رویا غیر سے جبدم ہنسے وہ
جیسے چھوڑا تھا کل تمنے سسکتا
رہِ الفت مین ہم خود سر بکف ہین

حقیقت کچھہ نہین ہے جام جم کی
سند کیا بیوفا تیرے قسم کی
رولاتی ہے لہو فرقت صنم کی
الٰہی خیر ہو ساقی کے دم کی
مچی ہے دھوم اصنف کے کرم کی
یہان بارش ہوئی وان برق چم کی
سنالی راہ آج اوسنے عدم کی
کسے دیتے ہو تم مرنیکی دھم کی

ہنسے ہین نرغۂ دشمن مین عالم
الٰہی خیر کرنا اون کے دم کی

سوال وصل سنا پھر گھر تک آکے چلے
غم فراق مین سرپر جہان اوٹھا کے چلے
شراب پیکے اوٹھے وہ رقیب کے ہمراہ
سوال کرتے ہین بوسے کا روز دو کہ نہ دو
فنا کے بعد بھی رہنے نہ پائے چین کیساتھہ
دماغ یار ہے نازک نہ درد سر ہو کہین
اکیلے گھر مین سہارا ہے تیرا ہی مالک

ہنسی ہنسی مین وہ اس بات کو اوڑا کے چلے
ہم اپنی آہون سے گردونکو بھی ہلا کے چلے
کباب سوختہ دلکو مری بنا کے چلے
فقیر در پہ تمہارے صدا سنا کے چلے
وہ ٹھوکرون سے ہماری لحد ہٹا کے چلے
کہو نسیم سحر سے کہ رخ بچا کے چلے
اندہیری قبر مین ہمدم ہمین سلا کے چلے

ملا یا ہاتھ رقیبوں سے تم نے ملکے حنا
دل و جگر کا ہمارے لہو بہا کے چلے

کسی کے گھر نہ رہی دولت یہ ہے جہان فانی
ہمیشہ رہا نہ انسان کو جتا کے چلے

کبھی نہ آکے تو غریبان مین فاتحہ کو آئے
ہماری خاک سے دامن ذرا بچا کے چلے

نہ چل وہ چال خدا کے واسطے کوچۂ یار
کرو لیے نقش محبت کو بھی مٹا کے چلے

زبان بھی ہمہ تن مثل شعلہ وقت فنا
فسانہ شب غم مختصر سنا کے چلے

سینے پہ خنگی کا کہلا ہزار افسوس
وہ روتے ہوئے وصل کی شب اور ہمین رولا کے چلے

تڑپ تڑپ کے ہمین رو دیا فراق مین تا صبح
وہ شمع دل کو سر شام ہی جلا کے چلے

خزان نے لوٹ لیا آکے باغ کا جوبن
گرے زمین پہ جو گل ساتھ ہی ہوا کے چلے

گنوائی عمر محبت مین جنکی وہ عالم
کسی سے دل نہ لگانا ہمین جتا کے چلے

ہے چاٹ دختر رز کی برابر لگی ہوئی
چھوڑیگی دل جلا کے یہ کافر لگی ہوئی

لیتی ہے شمع سر پہ مظلمہ خون بیگناہ
جن جنکی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

لیتے ہین نذرانہ محبوب کردگار
پہلو ہے مثل شمع برابر لگی ہوئی

ہنستے ہین ... چشم کی طرح بھرے
مجبور ہین کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

چبھی ادا سے تیر ادا کے بیتاب کر دیا
برچھی سی ہے کلیجے کے اندر لگی ہوئی

افضل بہار خود ... تجھے ہے غسل سے
تن پر ہے خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی

ماتم کو ... ہاتھ اٹھائین تو کسطرح
یا تو نہین وان حنا ہے برابر لگی ہوئی

اے روز وصل بیٹھین گے ساتھہ اونکے دو گھڑی
چاہا ہزار پر نہ کسی سے نکل سکی
یارب یہہ خیر دیکہی یہہ آثار ہین برے
جیسے گئے ہین وہ مرے آنسو تھمے نہین
صیاد دیکہہ قید قفس مین بہی رات دن

فرقت کی شب تاک مین ہو گر لگی ہوئی
پہر بہی نگاہ یار کی دلپر لگی ہوئی
ہے یار کی نظر مرے دلپر لگی ہوئی
ونزاکت یہہ جہڑی ہے برابر لگی ہوئی
بلبل کی آنکہہ ہتی ہے گل پر لگی ہوئی

عالم تمہین وطن مین کیا ہے کسی نے یاد
ہچکی ہے پہر سحر سے برابر لگی ہوئی

کہین بہلانے سے بہلی نہ طبیعت میری
دربدر مجہکو لئے پہرتی ہے قسمت میری
غیر بیٹھے ہین ترے بزم مین آؤن کیونکر
استغفار کرتے ہین کیون آپ تقاضہ لکا
بدلے تسبیح کے زنار گلے مین ڈالا
مین تو بالاہی کیا گالیان سنتے رہئے
کوچہ یار مین جاؤن بہی تو کیونکر جاؤن
ایک زمان تو دم نزع یہہ نکلے یارب
منتون سے وہ ہوے وصل پہ راضی آخر
گر نہین رہتے ہوا اسد نگہبان جاؤ

کوہ و صحرا مین لئے پہرتی ہے وحشت میری
دیکہون کس روز بدلتی ہے یہہ حالت میری
یہہ اجازت نہین دیتی مجہے غیرت میری
نہین دیتا مین خوشی میری طبیعت میری
آئی جب سے بت کافر پہ طبیعت میری
حسن خلق اونکا وہ تہا یہہ تہی مروت میری
ضعف ایسا ہی کہ تڑپتی نہین ہمت میری
موت سے پہلے وہ بت دیکہہ لے صورت میری
اونکا احسان ہے کام آگئی محنت میری
یاد آئیگی بہت تمکو یہہ صحبت میری

ہے خدا سے یہہ دعا صبح و مسا عالم کی
روز افزون رہے آفاق مین عزت تیری

ہر طرف سے یہی رندونکی صدا آتی ہے
کون کہتا ہے حسینونکو وفا آتی ہے
جھوم کر کعبہ کی جانب سے گھٹا آتی ہے
فاتحہ کو کبھی آ بہر خدا اے لیلے
کوچۂ یار سے کچھ لائی ہے پیغام ضرور
تم مسیحا ہو زمانہ کے مگر یہہ تو کہو
گھٹ رہا ہے مرا دم قید قفس مین صیاد
رند مشرب ہے عاشق ہین نہ زاہد یہ طبیب
وہ نہ آئین گے دم نزع کبھی بالین پر
جب کہا وصل کی شب مین یہہ کہو گھٹ اٹھو

کھول ساقی در میخانہ گھٹا آتی ہے
نئی طرز ستم آتی ہے جفا آتی ہے
سیکڑون رحمت سو فور خدا آتی ہے
یہہ لب گور سے مجنون کے صدا آتی ہے
آج اتراتی ہوئی باد صبا آتی ہے
درد دل کم ہو کوئی ایسی دوا آتی ہے
نہ تو آتی ہے ہوا اور نہ قضا آتی ہے
نہ دوا آتی ہے انکو نہ دعا آتی ہے
موت پر کیون نہین اے میرے خدا آتی ہے
بولے کس ناز سے وہ ہمکو حیا آتی ہے

سچ تو ہے عیش مین عالم نہین ستا ہے خیال
پر مصیبت مین بہت یاد خدا آتی ہے

مر گئے ہم انہین خبر نہوئی
باغ ہستی مین اے فلک اک بار
یاد عارض مین کب روئے نہو

یہہ بھی تدبیر کارگر نہوئی
شاخ امید بارور نہوئی
لال کس روز چشم تر نہوئی

وصل مین وہ کچھہ ایسے گھبرائے
یہہ بھی شب چین سے بسر نہوئی

یہی شرط وفا ہے کیون صاحب
مر مٹا مین تمھین خبر نہوئی

تھام کر دل ابھی چلے آتے
کیا کرون آہ پر اثر نہوئی

شب فرقت عذاب جان نکلی
کروٹین لاکھہ لین سحر نہوئی

لطف آئیگا کیا گلستان مین
وان بھی اوس گل کی گر نگاہ نہوئی

ہوکے مایوس اولٹے پاؤن پھرا
وان رسائی نامہ بر نہوئی

دم آخر نہ آئے وہ دیکھا
کچھہ مرے حال پر نظر نہوئی

ہائے قسمت کہ جان تک دیدی
قدر میری انھین مگر نہوئی

لیکے دل وہ کرینگے جور و ستم
پہلے اس سے ہمین خبر نہوئی

اے صبا کیون اداس آتی ہے
وان رسائی تری اگر نہوئی

پاؤن پھیلا کے قبر مین عالم
سوے یون حشر کی خبر نہوئی

راستی اوس قامت موزون نے پائی دار کی
ملگئی ابروے قاتل کو کجی تلوار کی

تھمگئی سیماب تابی میرے آتشناک سے
بیقراری حد سے گذری میری جان زار کی

دل جلیگا تمکو انکی شمع محفل دیکھکر
اس لئے آتے نہین ہم بزم مین اغیار کی

خواب مین وہ کھلا گئے ہین آج وہ اپنا جمال
یہہ ترقی ہی ہماری طالع بیدار کی

مرکے زندہ ہون حسین جب بھی نہ دید اگر سکین
چال مستانہ ادا بانکی ہمارے یار کی

وہ کمان ابرو سمجھے لسوز کیونکر جانتا
ہوتی گر شاہد نہ تیرے ہی لب سوفار کی

آتے آتے رک گئے کیون دل ہی پر بازی نشاد
تم قسم کو مجھ سے اپنے شوخئی رفتار کی

مال و دولت سے غرض ہے اور نہ دنیا سے غرض
دل کو پر خواہش ہے تیری سایۂ دیوار کی

جان آجائے تن مردہ مین اوٹھ بیٹھے ابھی
وہ مسیحا آئے بالین پر اگر بیمار کی

صدمۂ فرقت سے پانی ہو گیا سارا لہو
دن بدن ابتر ہے حالت آپکے بیمار کی

چاند دیکھے جلوہ بے پردہ گل اس لئے
ہو گئین بے نور آنکھین نرگس بیمار کی

عمر بھر کو عشق گل سے توبہ کرلین بلبلین
سیر کو آئے جو وہ گل پیرہن گلزار کی

نام لیکر اوس بت کافر کا جب برہمن لی
ٹوٹ گئے سب دانے گرہین رشتۂ زنار کی

آپ خود سمجھے ہوئے ہین اس کے دل کا مدعا
کیا کہے عاصم نہین حاجت کوئی اظہار کی

مجال عرض تمنا عتاب دے کر ندے
حساب اشکون کا چشم پر آب دے کر ندے

یہہ التفات ہے کیا کم مین جو کہون وہ سنے
جواب کچھ مرا خط جواب دے کر ندے

ہمین تو چاہیے اظہار حالت دل کا
لکھین گے خط یہ اوسکو جواب دے کر ندے

ہوائے سبز گھٹا چھائی ہے گلستان پر
پیئونگا آج مین ساقی شراب دے کر ندے

بگڑ کے اوٹھتے ہو ہر بار میرے پہلو سے
ملال تازہ پھر چتا عتاب دے کرتے

نہ باز آؤنگا ہرگز طلب بوسون کے
مرے سوال کا تو کچھ جواب دے کرتے

نہ بھول اپنی ریاضت پہ اسقدر زاہد
یہہ فائدہ تجھے روز حساب دے کرتے

ہر ایک قطرے مین پنہان ہی نوح کا طوفان
ہے ڈرایان مجھے چشم پر آب دے کہ نہ دے

یہہ سوچ کیون مرا خط اوسکو جا کے دے قاصد
سوال وصل کو پڑھ کے جواب دے کہ نہ دے

غرض ہے کیف سے تبدیل ذائقہ نہ سہی
شراب دے مجھے ساقی کباب دے کہ نہ دے

وہ دل کے لینے کا اقرار تو کرے عالم
مرے سوال کا کوئی جواب دے کہ نہ دے

شوق سے دلکو ہدف تیر بنائے کوئی
نگہ ناز کا اک تیر لگائے کوئی

منتظر ہون کہ شب وصل مین آئے کوئی
اک جھلک چاند سے چہرے کی دکھائے کوئی

مدتون سے یہہ تمنا ہے کہ آئے کوئی
آرزو نکلے مرے دلمین سمائے کوئی

لب اعجاز سے قم کہکے جلائے کوئی
ملک الموت کے پنجہ سے چھڑائے کوئی

وہ شب وصل مین بولے یہ بگڑ کر بس بس
ہم نہ مانینگے ہمین لاکھہ منائے کوئی

کیا ہوئے آج وہ ناصح جو بنے تھے ہمدرد
جان بلب ہون خبر یار سنائے کوئی

منتظر دیر سے مقتل مین ہون سر دینے کو
وار شمشیر کا جلدی سے لگائے کوئی

ہے یہی وقت مسیحائی کا دیکھین تو سہی
دم آخر تو ذرا لب کو ہلائے کوئی

خون کرنا دل عاشق کا نہ منظور ہو گر
مہندی کیون پاؤن مین ہر روز لگائے کوئی

ہمتو سو مرتبہ جائین مگر اے قاصد یار
ایسی تقدیر کہان ہے کہ بلائے کوئی

کہین دبتی ہے دبائے سے جوانیکی امنگ
لاکھہ پردے مین جوبن کو چھپائے کوئی

حکم دیجئے اب شرم و حیا کو اپنے
وصل کی شب ہے یہان آج نہ آئے کوئی

جب طلب مین نے کیا بوسہ بگڑ کر بولے
سچ کہا ہے نہ منہ ایسونکو لگائے کوئی

دست نازک سے اگر زہر ملے مرتے ہین
ابہی کہا لونگا خوشی سے جو کہلائے کوئی

آسمان کانپ اوٹہے عرش برین ہلجائے
شور اتنا تو شب ہجر مچائے کوئی

سب یہہ چہپین گے فلک پہ ستارے روشن
اپنی پیشانی پہ افشان تو جمائے کوئی

ملئے کہنا یہہ شب وصل اداسے دونکا
ہم بگڑتے ہین بہلا اتنو منائے کوئی

جان ہی لیکے رہیگا صف مژگانکا خیال
دلپہ تا چند یوہین برچہیان کہائے کوئی

بیوفا دشمن جان ہین یہہ جہان مین مشہور
ان حسینون سے کبہی دل نہ لگائے کوئی

داستان شب فرقت ہے بہت طول طویل
کوئی کیون سننے لگا کسکو سنائے کوئی

بولے کس ناز سے منہ پہیر کے مجہسے شب وصل
ہم بگڑ جائین گے ہمکو نہ ستائے کوئی

یہہ تمنا ہے بہت دنسے ہماری عالم
اپنے پہلو مین محبت سے بٹہائے کوئی

گیسوئے شبرنگ کے سودے جو سر مین رہگئے
اوٹہکے دود آہ کی بادل نظر مین رہگئے

دی تسلی ہجر مین آکر خیال یار نے
آج آنسو ڈبڈبا کر چشم تر مین رہگئے

سارا پہلو ناوک مژگان نے چہلنی کر دیا
تیر اکثر توڑ کر دل کو جگر مین رہگئے

جو تمنا دلمین تہی مدت سے بر آئیگی آج
آرزو بنکر جو وہ میری نظر مین رہگئے

ایسی بیماری مین اولجہے تہے کہ مارے ضعف کے
دل سے جو مضمون ہوے پیدا وہ سر مین رہگئے

یار کے در تک نہ پہونچے تہے کہ طاقت چل بسی
چلتے چلتے ضعف سے ہم رہگذر مین رہگئے

پھونک دیتا ہجر کی شب ہے فلک تجھکو مگر
شعلے اوٹھہ اوٹھہ کے مری دود جگر مین رہ گئے

لاکھہ سر ٹپکا کسی صورت نہ یہہ عقدہ کھلا
ناخن ادراک مضمون کمر مین رہ گئے

بعد مدت کے وہ کس مشکل سے آئے ہین پہر
شکر ہے مہمان بنکے میرے گہر مین رہ گئے

اوس کمان ابرو نے تاکا تہا دل پر داغ کو
تیر جو آئے وہ سینے کے سپر مین رہ گئے

تہا یہہ بیخود وصل کی شب عالم ورد آشنا
ہوش آیا کچہہ دقیقے جب سحر مین رہ گئے

آج اوس بت نے کیا ہے وعدہ آنیکے لئے
منتظر ہم بہی ہین ہان آنکہین بچہانیکے لئے

غیر کو وہ ہاتہہ دین مہندی لگانیکے لئے
ہے یہہ سامان میرے دلکا خون بہانیکے لئے

آنکہہ سے دل تک ہے گلزار تمنا کی بہار
خوب رستہ ہے مری جان آنے جانیکے لئے

بعد مرنے کے ہوا سرسبز باغ آرزو
آئے ہین وہ پہول تربت پر چڑہانیکے لئے

اے شب غم ہونگے اون کے چاہنے والے ہزار
کیا ہمین ہین صدمۂ فرقت اوٹہانیکے لئے

کیا مقدر مین نہین ہے کچہہ بجز تلخی ہجر
زہر بہی ملتا نہین اب ہمکو کہانیکے لئے

ہین وزارت کیلئے موزون کشن پرشاد شاد
حکمران بس چاہئے ایسا زمانیکے لئے

ہمسے کیون ذکر عدو ہر بات مین کرتے ہین آپ
چہیڑ یہہ اچہی نکالی ہے جلانیکے لئے

آئے ہین تو کبہی مہمان بنکے میرے گہر
شوق استقبال کو جائیگا لانیکے لئے

ہو گیا مجروح تیغ ناز جانان آخرش
لاکہہ ڈہونڈے ہے ہمنے پہلو دل بچانیکے لئے

دو گہڑی کیواسطے کیا فرض تہا آنا تمہین
چال تہی اک یہہ بہی میرا دل کہانیکے لئے

آپ ہین مہمان تقدیر لائے وہ تو دن
ہم ہین حاضر سر آنکہون پر بٹھانیکے لئے

کس لئے ڈرتے ہو بیٹہو آؤ پہلو مین مرے
کون آسکتا ہے یان تمکو اوٹہانیکے لئے

روح تڑپی قبر مین اک حشر برپا ہو گیا
وہ لحد پر آئے جب آنسو بہانیکے لئے

کسطرح جائین وطن جب تک تہا حاصل مراد
دور سے آئی ہین قسمت آزمانیکے لئے

قتل مین تعجیل کر قاتل خدا کے واسطے
منتظر لب پر ہے کب سے جان جانیکے لئے

میرے غم کی داستان سنئے جگر کو تہام کر
بعد اک مدت کے آیا ہون سنانیکے لئے

اے دل نادان ذرا تو صبر کر بہر خدا
درد خود اوٹہیگا اب دنکے بلانیکے لئے

ہر طرف گلشن مین ہے اک شور آئی فصل گل
بلبلین چنتی ہین تنکے آشیانیکے لئے

اوسکی قدرت کے تماشے ہین یہہ عالم دیکہہ لو
ایک آنیکے لئے ہے ایک جانیکے لئے

عشاق پر نہ چاہئے یکسان جفا کبہی
جور و ستم کبہی ہو تو مہر و وفا کبہی

ہوتے ہین وہ مسخر الفت شب وصال
کرتے ہین شوخیان کبہی ناز و ادا کبہی

دلوا رہا ہے ہجر مین خون ہمکو یہہ خیال
باندہی تہی اون کے ہاتہہ لگا کر حنا کبہی

چمکین شب فراق مین نالون کی بجلیان
روشن ہوا نہ پہر ظلمت کدہ کبہی

ہے یہہ رفیق واہ رے غربت مین اسقدر
ہو یار کا خیال نہ دل سے جدا کبہی

خلوت مین دوسرا نہین میرے سوا کوئی
جائیگی یا نہ جائیگی صاحب حیا کبہی

مانگے یہی دعا کہ ترقی ہو روز و شب
کی اپنے درد دل کی نہ ہم نے دوا کبہی

الجہا کے دلکو وصل مین فرمارہے ہین وہ
پہلے ہی بہر ہوا تہا کہین مبتلا کبھی

دلکو ہمیشہ اوسکی خوشی کا رہا خیال
مانگی نہ اپنے واسطے کوئی دعا کبھی

بہرتے ہین روز غیر محبت کا تیرے دم
اے شوخ ایکدن تو انہین آزما کبھی

روئین گے بال کہولکے تربت پہ سب حسین
اونکو جو یاد آئیگی میری وفا کبھی

آنکہونکو اشتیاق ہے دیکہین جمال یار
دلبین ہمارے آؤبرلے خدا کبھی

ہاتون سے دلکو تہامتے ایسا تہا درد نا
افسانہ میرے غم کا نہ تمنے سنا کبھی

جور و جفا سے ہاتہ اوٹہایا نہ عمر بہر
کہنا نہ میرا بہولے سے تمنے کیا کبھی

بیداد سہکے ہمنے کسیدن سوائے شکر
انصاف سے بتاؤ تمہین کچہہ کہا کبھی

تیر نگاہ یار مرا سینہ توڑ کر
دلمین چبہا کبھی تو جگر مین چبہا کبھی

لاکہون ستم سہے پہ نہ موڑا وفا سے منہ
ہمنے کیا جفا کا نہ اون کے گلا کبھی

ہے مدتون سے درپئے بیداد آسمان
نکلا نہ میرے دلکا کوئی حوصلا کبھی

عالم کسیکو مرضی مالک مین دخل کیا
تقدیر کا زبان سے نہ کرنا گلا کبھی

قیس لیلی پہ نظر ہمنے اگر کی ہوتی
سر کے بل چلکے مہم عشق کی سر کی ہوتی

سامنے تیغ جفا کی جو سپر کی ہوتی
اے ستمگار کلائی تری ہمرکی ہوتی

شام کو آئے تہے صاحب تو سحر کی ہوتی
چلدئے چہپکے کسی سے تو خبر کی ہوتی

یہ نہ تہی شرط کہ یون آکے پلٹ جائے آپ
آج کی شب تو مری گہر مین بسر کی ہوتی

سامنے غیر کے محفل سے نہ اوٹھوانا تھا
اپنے عاشق پہ مروت کی نظر کی ہوتی

بار بار اوٹھتا ہے اب کسلئے درد جگر
اون کے جانیکی ہمین کل ہی خبر کی ہوتی

عمر بھر مانتا احسان ترا اے گردش چرخ
شب فرقت کی اگر تونے سحر کی ہوتی

رہ گئے دل مین مرے تم نکلتے گر حال جگر
اوس کے خون تمنا نے پہ حسرت کی نظر کی ہوتی

چیخ اوٹھتا مری آہ پہ وہ ہو کر بیتاب
حالت دل کی ہوا نے ضعف خبر کی ہوتی

ہر گھڑی آنے سے احباب کے بٹتا ہے خیال
ہان وہ آجاتے تو رونق مری گھر کی ہوتی

تیرے رخسار پہ اکدن جو نظر پڑ جاتی
روشنی ماند رخ شمس و قمر کی ہوتی

غیر کے دم مین نہ آتے نہ پشیمان ہوتے
کچھ توجہ مرے کہنے پہ اگر کی ہوتی

ساتھ جاتے وہ جنازے کے مقرر عالم
مرگ عاشق کی جو یارون نے خبر کی ہوتی

بیمار ہجر ہون وہی سوز و گداز ہے
درد جگر کا کون مرے چارہ ساز ہے

اب کیا بچینگے دل ترے ترک نظر کیساتھ
حسن خرام غمزہ و انداز و ناز ہے

محروم کسلئے ہمین رکھتا ہے ساقیا
موسم بہار کا ہے در توبہ باز ہے

آوارہ گرد ہے کوئی خوشحال ہے کوئی
دنیا کا کچھ عجیب نشیب و فراز ہے

دوزخ کا خوف کچھ نہین رندونکو اے غافلا
کہتے ہین اوسکا دامن رحمت دراز ہے

کیا پوچھتے ہو ہجر کی راتونکا ماجرا
تنہا دلمین یہ جو شمع مین سوز و گداز ہے

فرقت کا حال وصل کی شب مین نہ پوچھئے
باقی ہے تھوڑی رات وہ قصہ دراز ہے

جو تمنیہ جان دینے کو حاضر ہے ہر گھڑی
اے چشم شوق روک لے نادان ہین طفل اشک
بگڑے تو منتون سے نہ مانینگے صبح تک
ہین گرچہ بادہ خوار ہون ستار ہے خدا
سمجھے ہین دل سے غیر کو اچھا مجھے برا
اے چرخ پھر خوب نہین تیری سرکشی
اے دل کدھر چلا مجھے بیتاب چھوڑ کر

کیون اوس سے اسقدر مرے جان احتراز ہے
واقف ہین جس سے یہ وہ محبت کا راز ہے
دست ہوس نہ چھیڑ او نہین خواب ناز ہے
ہر شخص جانتا ہے بڑا پاکباز ہے
واسد آپکا بھی عجب امتیاز ہے
کیون ہیکسونپہ دست تعدی دراز ہے
کس بیوفا سے آج تجھے ربط و ساز ہے

شاید کیا ہے پھر نہ خوبان نے اسکو یاد
عالم کو آج اپنی مقدر پہ ناز ہے

مدتوں سے مر کے کشتہ انکی حسرت لے لبن
اتنی خاموشی سوال وصل پر اچھی نہین
تیغ ابرو کر چکے پہلے ہی کام اپنا تمام
پھر سوئے مقتل لئے جاتا ہے ہمکو کھینچکر
غیر کو ہمراہ لائے آئے وعدے پر تو کیا
اوسکی قدرت کا تماشا دیکھتا ہون تا بدن
قتل کرتا ہے مجھے تیغ ادا و ناز سے
ہوتی ہے صبح شب فرقت نہ آتی ہے قضا

ہم بھی ہین تیار گر خنجر کف قاتل مین ہے
صاف کہدو میری جان جو کچھہ تمہارے دل مین ہے
اب تڑپنے کی کہان طاقت تری بسمل مین ہے
عشق ابرو صورت شوق شہادت دل مین ہے
مجھکو تڑپاتا بھر صورت تمہارے دل مین ہے
عالم ایجاد کا نقشہ کھینچا اک تل مین ہے
بات یہہ کب ہے کسی مین جو مری قاتل مین ہے
یا الٰہی میری جان اسکی مشکل مین ہے

اک جہان روشن ہے تیرے عارض پر نور سے
مہر وش ایسی صباحت کب مہ کامل مین ہے

ہچکیان آتی ہین پیہم گر نہ لو نہین اوسکا نام
تذکرہ میر امقرر یار کی محفل مین ہے

کس کے استقبال کو اوٹھتا ہے یہ درد جگر
یا الٰہی کسکی آمد آج قصر دل مین ہے

شیشہ و ساغر پڑے ہین چور اور بیخود ہین رند
ذکر چشم یار کا ساقی تری محفل مین ہے

لو خبر عالم کی اے مشکلکشائی دو جہان
عالم غربت مین جان زار کس مشکل مین ہے

نہ کہلتے عاشق بیتاب سے تو کیا کرتے
شب وصال مین بنتی نہین حیا کرتے

رقیب سے جو نہ یون بر ملا ملا کرتے
زبان سے ہم بہی تمہارا نہ پہر گلا کرتے

جو آپ ہم سے کبہی بہول کر وفا کرتے
تو ہم بہی اپنی دل و جان کو فدا کرتے

وہ خود نہ دیکہتے پڑہوا کے سن لیا کرتے
تو در دل و نہین ذرات ہم لکہا کرتے

جفائین کرنے کبہی اور کبہی دفا کرتے
تو پہر کسی سے تمہارا نہ ہم گلا کرتے

اگر یہہ جانتے سنتے ہی ہونگے یون برہم
سوال وصل کا کیون اونسے بر ملا کرتے

مرض کریگا ترقی کسے یہہ تہا معلوم
وگرنہ درد محبت کی کیون دوا کرتے

نگہ کا تیر لگا یا جسے کیا بسمل
کسی جگہہ بہی یہ ناوک نہین خطا کرتے

خفیف ہوتے نہ یون بزم غیر مین صاحب
لحاظ آپ ہمارا اگر ذرا کرتے

ہمانسے عشق کی سنتے جو داستان اکرم
تو لوگ قصۂ مجنون کو کیون پڑہا کرتے

وہ سخت جان ہون قضا بہی پلٹ گئی آکر
مسیح کیا مرض ہجر کی دوا کرتے

غرور حسن مین سنتے ہین کب کسیکی وہ — زبان سے خاک داد انکا مدعا کرتے

بلائے جان ہین وہ زلفین خبر ہی اسکی — وگرنہ دلکو نہ آفت مین مبتلا کرتے

غرور حسن ہے یارب کہ خود فراموشی — کسی طرف وہ نہین کوئی اعتنا کرتے

کسیکے جام محبت کی مست مین ساقی — شراب کیلئے کیون تجھ سے التجا کرتے

بر آئے دلکی تمنا کسیطرح عالم

خدا سے مدتین گذری ہین یہ دعا کرتے

لطف بیداد دم قتل ہی حاصل ہو جائے — جسپہ مرتا ہون وہی گر ترا قاتل ہو جائے

قیدی گیسوے محبوب میرا دل ہو جائے — اب یہ دیوانہ ہی پابند سلاسل ہو جائے

صورت شمع جو تو رونق محفل ہو جائے — رشک پروانۂ جانباز ہر اک دل ہو جائے

ایک عالم ترے جانبازوں مین داخل ہو جائے — گر اشارا نگہ ناز سے قاتل ہو جائے

سالک جادۂ الفت جو مرا دل ہو جائے — طے بہت جلد غم دہر کی منزل ہو جائے

بت چٹکنے لگین ہر سینہ مین شعلے نکلین — تیر انا قوس برہمن جو مرا دل ہو جائے

اے شہ حسن جو آمادہ ہو تو بخشش پر — دست گردون مین قمر کاسۂ سائل ہو جائے

کیا قیامت ہے کہ مین قتل ہون اوسکے ہاتھون — وائے قسمت کہ مرا دوست ہی قاتل ہو جائے

دیکھ لو تم نظر مہر و کرم سے جو مجھے — نقش اندوہ جو دل پر ہے وہ باطل ہو جائے

عشق مین تیری اوسے کہتے ہین سب دیوانہ — جسکے سایہ مین جو آجائے وہ عاقل ہو جائے

روکتا ہے ہمین کیون عشق بتان سے ناصح — ایسے باتون سی تری عقل نہ زائل ہو جائے

بیٹھے ہو بیٹھو ابھی آئے ہو کہان جاتے ہو
درد فرقت کا جو دلمین ہے وہ زائل ہو جائے

ہین وہ پیارے ترے ابرو کے اشارے ظالم
دلکو حسرت ہی کہ اس تیغ سے بسمل ہو جائے

غیر کے سوگ مین بکھراتے ہو کیون زلفون کو
بیٹھے بیٹھے نہ پریشان مرا دل ہو جائے

غیرت باد بہاری ہے ترا حسن خرام
کیا تعجب ہے شگفتہ جو مرا دل ہو جائے

شکل پروانہ جو دی شمع رخ یار پہ جان
کیون نہ مشہور وہ پھر عشق مین کامل ہو جائے

بام پر آکے وہ عارض سے اوٹھا دی جو نقاب
عرق شرم کا چشمہ مہ کامل ہو جائے

بعد مدت وہ ہوئے زینت پہلوے عالم
اب نہ کسطرح سے زایل طپش دل ہو جائے

مجھپر نہ عنایت ہوی اس رشک پری کی
حد ہو گئی اے آہ تری بے اثری کی

پھر دشت کا ہے دیدۂ گریان کو تصور
مختار ہین آنکھین مری خشکی و تری کی

کیون طور پہ غش حضرت موسی کو نہ آتا
خوگر نگہ شوق تھی کب جلوہ گری کی

گلزار تمنا کو یہ اشک سے سینچا
خشکیدہ زراعت مری آنکھون نے ہری کی

کس ناز سے وہ کہتے ہین بوسے کے طلب پر
خو پڑ گئی کیا آپکو دریوزہ گری کی

بادل ہے دھوئین کا تہ افلاک ہویدا
کیا بات ہے عاشق تری سوز جگری کی

وہ چپ ہین مرے نالون سے اک حشر بپا ہے
امید ہو کیا ہو گئی حد بے خبری کی

برداشت کرے عاشق ناشاد کہانتک
کچھ حد بھی ہے ظالم تری بیدادگری کی

جو سانس آتی ہی ہے سمجھتا ہون غنیمت
حالت ہے مری روح مین شمع سحری کی

ہر لحظہ ہوں محو رخ زیبائے حسیناں
خو پڑ گئی ہے خوب مجھے بیخبری کی

کیونکر سحر مرقد گل نرگس او گین گے
مارا ہے مجھے چشم محبت نے پری کی

کیوں میری طرح چرخ ہو گردش میں ہمیشہ
خوکت سے پسند آئی اسے دربدری کی

سرسبز ہے جاوید کے آثار ہیں عالم
پھر بارش رحمت نے مری کشت ہری کی

آپکا لطف و کرم ہر دم پئے اغیار ہے
کیا خطا کی میں نے کیوں تازہ ستم ہر بار کی

سخت مشکل ہے کہ دو عاشق ہیں اک دلدار کے
دل مرا میری طرح خواہان وصل یار ہے

کیوں مجھے ہر دم خیال ابروئے خمدار ہے
جو گلے کو کاٹ جاتی ہے یہ وہ تلوار ہے

تیر رو کس قہر کا تیر نگاہ یار ہے
آنکھ دھر پہلی وہ دہر قلب و جگر سے پار ہے

اسکو ناحق کیوں مرے پہلو سے کرتے ہو جدا
رہنے دو پھر خدا را یہ دل اک غمخوار ہے

وصل کی مجھکو وہ دیتے ہیں زبان منہ پھیر کر
صدقے اس اقرار کی جس سے عیان انکار ہے

صورت منصور میں کیونکر نہ سولی پر چڑھوں
کہتے ہیں جو دار پر چڑھتا ہے وہ سردار ہے

دلکو برباد کے کلیجے کو بھی چھلنی کر دیا
کس غضب کا توڑ تجھ میں اے نگاہ یار ہے

شیخ جی سے اور قدح خواروں سے لگا رہی جھینکی
چاک ہے جبہ کہیں پرزے کہیں دستار ہے

وہ پئے سیر چمن نکلے تو حیرت نے کہا
آپ ہی کے منتظر یاں نرگس بیمار ہے

مانگتا ہوں بوسۂ رخسار جب کہتے ہیں وہ
ہم نہ دیں گے اپنے دل کا ہر بشر مختار ہے

فرط غم نے کر دیا ہے یہ مجھے زار و نحیف
جسم لاغر چشم عالم میں نگہ کا تار ہے

صورت دل میرے پہلو سے نہ جا بہر خدا
خنجر تیرے اے درد باقی کون اب غمخوار ہے

میرے آگے غیر کو کسطرح سے کرتا پسند
گو وہ شوخ و شنگ ہے لیکن طبیعت دار ہے

پڑ گئی کب سے شراب ناب کی حضرت کو چاٹ
رہن مے اے شیخ جی کیون جبہ و دستار ہے

آفتین سارے زمانہ کی نہ کیونکر مجھپہ ڈہائے
چرخ کجرفتار مین خوے مزاج یار ہے

خاک باور ہوگا انکار بد آموزئے غیر
یہہ نہین کھلتا کہ جہگڑا مجھسے کیون ہر بار ہے

آفت جان کیون نہ سمجھو تجھکو اے آشوب دہر
برق سوزان شوخیو نمین چال مین تلوار ہے

ساحل ملک عدم سے دم بدم اوٹہتا ہے شور
کشتگان خنجر الفت کا بیڑا پار ہے

جان سے گا یک گرا غیار مین کچھہ ڈر نہین
یان کہرا کھوٹا کہلیگا عشق کا بازار ہے

ہے یہ اے عالم حبیب نکتہ پرور کی زبان
قند ہے احباب کو بہر عدو تلوار ہے

حد سے افزون ناتوان فرقتین قلب زار ہے
یہ کسیکی نرگس بیمار کا بیمار ہے

صدمۂ فرقت سے مین اتنا نحیف و زار ہون
سقف مرقد سے گران سایۂ دیوار ہے

میرے گہر کیون آئین ہوکر زینت بزم رقیب
پہلے عذر اونکو تہا اب ملنے مین مجھکو عار ہے

وحشیو نکو تیرے کچھہ پروا ے عریانی نہین
تن چھپا لینے کو کافی دامن کہسار ہے

جانین لاکھون کی ہوے جاتین ہین پامال خرام
کیا قیامت خیز اے ظالم تری رفتار ہے

مدح لکھی ہے جو مینے اوس گل رخسار کی
ہر سواد شعر مین رنگ خط گلزار ہے

چشم خیرہ - رنگ فق - ساقط ہین نبضین عقل گم
جان بلب اے عیسی دوران ترا بیمار ہے

دیکھتے ہیں غور سے جتنی نہیں پائے نگاہ
کیا مصفا یار کا آئینۂ رخسار ہے

آگیا دل جسکا اسیر مرغ بسمل ہو گیا
ابروے جانان ہے یا کوئی اپنی تلوار ہے

مرنے دیتے ہو نہ لطف زندگی کا ہے خیال
استجازت پر یہی کہدو کہ تو مختار ہے

کیون عطا کی اپنی گردش تونے میرے بخت کو
یہ عنایت بھی ستم اے چرخ کجرفتار ہے

مین وہ بدقسمت ہون اک عالم کوہی جس سے خلاف
دوست بھی نا شاد دشمن درپئے آزار ہے

اب سکت باقی ہی کسمین نالہ و فریاد کی
سانس لینا بھی شب فرقت مجھے دشوار ہے

آسمان کیطرح دکھلاتا ہے یہ نیرنگیان
دو گھڑی کب ایک حالت پر مزاج یار ہے

قدرداں کوئی نہین عالم سنائینگے کسے
یہ نئی بگڑی کہینگے شاعری بیکار ہے

ہم راز محبت کبھی افشا نہین کرتے
خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین کرتے

بوسہ پہ ستمگر یہ الجھنا نہ بگڑنا
عشاق شب وصل مین کیا کیا نہین کرتے

اللہ نے دی ہے ہمین وہ ہمت عالی
دل دیکے کبھی تم سے تقاضا نہین کرتے

آئین نہ ادہر حضرت عیسے سے یہ کہدو
ہم درد محبت کا مداوا نہین کرتے

باز آؤ خدا کے لئے پچتاؤ گے عالم
دل دیتے ہو بیدرد کو اچھا نہین کرتے

ڈہایا ہے روز تازہ ستم ہجر یار نے
پایا کبھی نہ چین دل بیقرار نے

کیونکر نہ ہو فلک پہ مری خاک کا دماغ
روندا ہے آج ڈھیر کسی شہسوار نے

بے یار سیر باغ مین بھی دل رہا اچاٹ
ہر دم خزان کے رنگ کھلائے بہار نے

ہوتا ہے مجھکو خانۂ زنبور کا گمان
کیونکر نہ ہو زمین کا داغ آسمان پر
اچھے گناہ عشق ثمرہ کے سزا ملے
زیارت کہو ہے ہو خود آرائیو نہین تم

رخنے کیے ہین دل مین مژگان یار نے
رکھا ہے میری گھر مین قدم آج یار نے
کانٹے بچھائے میری تربت پہ یار نے
آ او ادہر بھی بگڑے ہوے دن سنوار نے

عالم یہ کہتی ہے ترے رنگینی سخن
رگ رگ مین جوش بہر دیا فیض یار نے

ہر کو ترے نکوئی ہوس انکا ملے
سب کچھ ملا ہمارے نبی ہمکو کیا ملے
زر کی ہوس جسے ہو اوسے کیمیا ملے
سمجھے نہ کیون قبالۂ جنت کی اوسکو مہر
سرمہ کی جا وہ آنکھون مین اپنے لگاوین
عصیان کے درد کا اوسے کسطرح خوف ہو
منکر خدا کا ہے جو ہے منکر رسول کا
کیا خوف اوسکو نار سقر کا ہے دوستو
زنگ گناہ آئینہ دل پہ کیا رہے
احمد کی مدح خوانون مین ہو اسکا شمار
عالم ہی اوسکے عالم فانی بہشت مین

ہو دل سے عشق حضرت خیر الورا ملے
حامی سے ملے شفیع سے ملے پیشوا سے ملے
ہمکو غبار کوچۂ شاہ ہدا ملے
جس دلکو داغ عشق حبیب خدا ملے
تل بھر جو خاک پائے شہ انبیا ملے
شہ کی نگاہ لطف سے جسکو شفا ملے
اوسکو خدا ملا جسے شاہ ہدا ملے
جس دلکو داغ حب رسول خدا ملے
جسے نور مہر یاد شہ لا فتی ملے
روز شمار رحمت نبی کا صلا ملے
اک قبر کی لحد جو مدینہ مین جا ملے

آج گلشن میں بصد ناز صبا آتی ہے
بلبلوں کیلئے کیا جانئے کیا لاتی ہے

یاد جب مجھکو تری زلف دوتا آتی ہے
چھاؤنی سر پہ بلاؤں کی گھٹا چھاتی ہے

چال اوس مست کی بس یاد دلا جاتی ہے
باغ میں جھوم کے جسوقت گھٹا آتی ہے

سر ہی پہ مرے جسوقت صبا آتی ہے
زلفیں اوس ماہ کے چہرے سے ہٹا جاتی ہے

دشمنا ورا کی ہے اوٹھا کر جسنے کہیں پھول
ان گلوں سے مجھے کچھ بوئے وفا آتی ہے

گرد کلفت دل جانبیں پڑ جاتی ہے ستم
خاک میں دل کے سب ارمان ملا جاتی ہے

ناز اوسوقت تری یاد کئے بیٹھے کوئی
جب اکیلا مجھے یہ چور تنہا پاتی ہے

یاد آتی ہے جو فرقت کی شب ہجر مجھے
ایک برچھی سی کلیجے میں لگا جاتی ہے

ٹھہرے آپکے دل کی یہ کدورت صاحب
جیتے جی بس مجھے مٹی میں ملا جاتی ہے

تیری رفتار سبب ہوتی ہے بربادی کا
بعد عاشق جانباز مٹا جاتی ہے

یاد تیری شب فرقت میں جہاں آئی مجھے
ندیاں اشکوں کے آنکھوں سے بہا جاتی ہے

شام غربت کا سماں پھرتا ہے آنکھوں میں مری
پھر رخسار پہ جب زلف دوتا آتی ہے

کوستے ہیں وہ مجھے وصل میں جب کہتا ہے دل
یاد ابھی تری ظالم مجھے بہا جاتی ہے

رات ہوں سے غنیمت بس مروں ابھی چرخ
چادر نور تو مرقد پہ چڑھا جاتی ہے

نہیں معلوم کہ چھیڑا اسے کس نے عالم
درد انگیز ترے دل سے صدا آتی ہے

چلو میکشو پھر بہار آ گئی
گلستاں پہ کالی گھٹا چھا گئی

وہ شوخی شب غم جو یاد آ گئی
مرے دلکو پہلو مین تڑپا گئی

پڑی روی گلگون پہ پہری نظر
جسے ڈہونڈتی تہی اُدہر سے پا گئی

محبت تری زلف شبرنگ کی
بلا بنکے سر پر مرے آ گئی

ارے سخت جانی برا ہو ترا
کہ شمشیر قاتل کی بل کہا گئی

چلے زلفین بکہرا کے جب دوش پر
لچک ونکی نازک کمر کہا گئی

جہان یہ کسی سے لڑے یا ملے
تری آنکہہ اسطرح تڑپا گئی

اوٹہائی مرے قتل پر تیغ کیون
کہ نازک کلائی پہ بل کہا گئی

تڑپ کر وہ تیغ نگہ مثل برق
مری روح کو تن مین تڑپا گئی

خیال آیا فردا ے محشر کا پہر
طبیعت مری آج گہبرا گئی

شب وعدہ عالم نہ کچہہ پوچہئے
وہ کیا آئے میری مراد آ گئی

بہتر ہے اس سے کوئی شئے بہی
گر ہم ہون وہ گل ہو اور مے بہی

دلدار بہی ابر بہی ہے مے بہی
مجہسا کوئی خوش نصیب ہے بہی

آوارہ گئے خضر کہان تک
ہو گی الفت کی راہ طے بہی

ناسور ہین کیا یہ داغ فرقت
ہے نالہ دلمین صوت نے بہی

وہ تخت کہان کہان ہے وہ تاج
جم بہی گذرا جہان سے کے بہی

واعظ تو نہ کر مذمت مے
پی ہے کبہی ایسی کوئی شے بہی

رہتے ہو دور دور صاحب
بوسہ لیا نقد دل کو دے کر

میرا کچھہ پاس تمکو ہے بہی
کیا مفت مین ملتی ایسی شے بہی

عالم کی نہ قدر کیون ہو اون کو
ایسا کوئی جان نثار ہے بہی

بیٹھے ہاتون سے جگر تہام کے آئے کوئی
تب مری آہ بہی تاثیر دکہائے کوئی

بن سنور کر مجہے شکل اپنی دکہائے کوئی
خود پری سنکے مرے ہوش اوڑائے کوئی

جان سے اوٹھکے ترے کوچہ مین بیٹھا ہون مین
کہدے للہ نہ اب مجھکو ستائے کوئی

بجلیان دلپہ رقیبون کے گرین حسرت سے
آئے وہ دن مجہے ہنس ہنس کے رولائے کوئی

خاک ہو جاینگی دلمین ہو تمنا پیدا
آج سرمہ اگر آنکہونمین لگائے کوئی

یاد مژگان سے یہ ہے دلمین خلش کا عالم
جیسے برچہی دل مضطر مین لگائے کوئی

طلب بوسہ پہ جہنجلا کے وہ فرمانے لگے
منہ کی اب کہائے زبان پرجو یہ لائے کوئی

یہ تو آرائش بیجا مین گذر جائیگی
وصل کی رات ہی زلفین نہ بنائے کوئی

کان میرے بہی ہین اب مثل سلیمان مشتاق
خبر غیرت بلقیس سنائے کوئی

لذت وصل ملی خوب زبانکو دل کو
منہ سے منہ سینے سے سینہ جو ملائے کوئی

جلد ہو دید کے مشتاق کی مشکل آسان
نزع کیوقت جو شکل اپنی دکہائے کوئی

بار بار اب نگہ ناز کسیکی ہو ادہر
تیر پر تیر مرے دلپہ لگائے کوئی

اپنے بندون کو جہان مین یہ خدا دے توفیق
اے بتو تمسے دل اپنا نہ لگائے کوئی

کسطرح سبکی نگاہون سے نہ گرجاؤ نہین — تیوری مجہپر سر محفل جو چڑہائے کوئی

خلق مین اور بہی عاشق ہین مین اوسدم جانون — نقد جان میری طرح سے جو لٹائے کوئی

یاد مین ساقی مہوش کے بہو نیم دم ہے — خاک اب ساغر مے منہ سے لگائے کوئی

قبر پر عالم ناشاد کے بہولے سے کبہی
ایک دو اشک تو آنکہون سے بہائے کوئی

کیون خفا ہو یہ ماجرا کیا ہے — بیٹہے بیٹہے تمہین ہوا کیا ہے

یاد مژگان ہے خار غم تو نہین — درد دل مین کہٹک رہا کیا ہے

ابتدا مین ہے جب یہ ظلم و ستم — یہ تو کہئے کہ انتہا کیا ہے

میری صورت سوال ہے صاحب — کیا بتاؤن کہ مدعا کیا ہے

کہتے ہین میری لاش پر رو کر — خوب ثابت کیا وفا کیا ہے

نبض ساقط ہے سانس اوکہڑی ہے — تیرے بیمار مین رہا کیا ہے

وصل کی شب مین یہ تکلف کیون — قہر ہے آپکی حیا کیا ہے

بت خدائی کرین ستم نہ کرین — کوئی کیا جانے پہر خدا کیا ہے

ترک الفت پہ اسقدر اصرار — تجہکو ناصح یہ ہو گیا کیا ہے

مر مٹے عشق حور مین زاہد — ایسی طاعت سے فائدہ کیا ہے

چارہ گر مجہکو یہ بتا للہ — یاس کی درد کی دوا کیا ہے

رحم کی رکہے ہے بیوفا سے امید — کہل گیا بت ہے کیا خدا کیا ہے

اپنی قسمت ہے جب نہیں سیدھی — تم سے ایجان پھر گلا کیا ہے

خون آنکھوں میں کیوں اوتر آیا — شیشہ میں محتسب نشا کیا ہے

کر کے سودائی زلف ہمیں کھلا — تیرہ بختی ہے کیا بلا کیا ہے

آپ ہی آکے غور کر لیجے — کیا کہوں دلمیں اپنے کیا کیا ہے

خون عاشق سے ہاتھ ہیں رنگین — اونکو حاجت حنا کیا ہے

کہہ چکا میں تو وصل ہے مقصود — آپ فرمائیں مدعا کیا ہے

نا سمجھ ہیں خبر نہیں اونکو — کیا بلا ہے جفا و فا کیا ہے

سخن ناسزا کہا تو کہا — عاشقی میں مضائقہ کیا ہے

قتل کی آرزو ہی اے قاتل — وار کر کوئی دیکھتا کیا ہے

حال آئینہ ہے سکندر کا — سب نے دیکھا بس فنا کیا ہے

شکر کرتے ہیں او سپہ جو گزرا — ابھی قسمت میں دیکھیں کیا کیا ہے

بیٹھا جاتا ہے دل ابھی سے اوٹھو — ٹھہرو دیکھو تو ماجرا کیا ہے

کرو عالم کے خون سے رنگین ہاتھ
اسکے آگے بھلا حنا کیا ہے

عشق میں باعث وحشت غم پنہاں ہونگے — ضبط کرنے سے ہی وحشت کے ساماں ہونگے

میرے کاشانۂ دل میں جو وہ مہماں ہونگے — داغ خشک سے گل شمع یہ خنداں ہون گے

بڑھ گئی وحشت دل چاک گریباں ہونگے — تیرے دیوانو سے آباد بیاباں ہون گے

جنکو ابتک نظر آتا نہیں اپنا ثانی
دیکھکر شکل وہ آئینہ مین حیران ہونگے

پھر گلگشت جو نکلے گا مرا رشک چمن
گل تر فرط مسرت سے گلستان ہونگے

یاد کر کرکے وہ روئین گے وفائین میری
جب خرامان طرف گور غریبان ہونگے

دیکھیے اک نظر مہر ہے قیمت دل کی
عمر بھر کیلئے ہم بندۂ احسان ہونگے

شب فرقت کا سمان بانو نہین کہلادو نگا
وصل مین جب وہ مری حلق لگے پریشان ہونگے

گر یہی وعدہ خلافی سے کدورت ہر شب
بالیقین خاکمین پنہان مرے ارمان ہونگے

اللہ اللہ یہ انداز یہ مستانہ خرام
دل ہزارون تری رفتار پہ قربان ہونگے

وہ بگڑ اوٹھتے ہین بوسہ کا جہان نام لیا
دل یہہ کہتا ہی کہ سو مرتبہ خواہان ہونگے

جتنی بیداد کرین جھیل خوشی سی ایدل
ایکدن اپنے کئے سے وہ پشیمان ہونگے

آج ملتے نہین تم کل نہ ملین گے عالم
دو گھڑی بعد تو وہ خاکمین پنہان ہونگے

مضطرب روح جسم زار مین ہے
جان کنی انتظار یار مین ہے

خاک تسکین ہو شب فرقت
دل کہان میرا اختیار مین ہے

نہین پہلو نہین یار کے بو باس
بیکلی میری کب ہزار مین ہے

حالت دل نہ پوچھئے مجھسے
مثل سیماب بیقرار مین ہے

ہین وہ برباد ہونیہ آمادہ
چین مجھکو کہان مزار مین ہے

دور اندیش سبز جھکا کی چلین
جو ترقی ہے انکسار مین ہے

پہول دیکر شگفتہ کر ساقی — لطف پینے کا اب بہار مین ہے
نہ کرو بار بار ذکر عدو — میرے آگے وہ کس شمار مین ہے
مرگ فرہاد کو زمانہ ہوا — یہ صدا اسکے کوہسار مین ہے
کہین رکتی نہین وہ نوک مژہ — یہ صفائی کہان کٹار مین ہے
صید ہون گے ہزارون طائر دل — آج مشغول وہ شکار مین ہے

جب سے یاد اونکی آئی ہے عالم
تپش تازہ جان زار مین ہے

کیا ہوا بیخودی مین کیا جانے — کسکو دل دیدیا خدا جانے
بوسہ مانگا تو مسکرا کے کہا — ایسے باتین نری بلا جانے
دل لگائے نہ عمر بہر وہ — عشق کرنیکی جو سزا جانے
سر نہ بالین سے اوٹھائینگے — گو ہمین یار بے حیا جانے
جو گذرتی ہے مجہپہ غربت مین — بیکسی اسکو کوئی کیا جانے
دلبری آتے آتے آئیگی — ابہی کم سن ہے یار کیا جانے
جسکی طینت مین بیوفائی ہو — خاک وہ شیوۂ وفا جانے
سالک راہ اتحاد نہین — جو مجہے یار سے جدا جانے
خود مسیحا ہے عشق کا بیمار — پہرے دلکی دوا وہ کیا جانے
چہین لیتے ہین دل اداؤن سے — ان حسینونکو کوئی کیا جانے

میرے دل میں جو درد ہے عالم
جانے کمبخت کب خدا جانے

وفا ہے دل کیلئے اور دل وفا کیلئے
طلب نہ کیجئے صاحب اسی جفا کیلئے

شب وصال ہیں بوسے جو گدا کیلئے
وہ ہنس کے بولے نہ چھیڑو ہمیں خدا کیلئے

لگاؤ ہاتھوں میں عاشق کے خون کی مہندی
یہ سرخ ہوئیاں زیبا نہیں حنا کیلئے

دعائیں مانگ رہا ہوں کہ کیا آئی مجھے
مہا نہ ہو تری فرقت کا غم قضا کیلئے

ملا جو بے سر سامان کو لطف آزادی
بہم ہوا نہ کبھی بدن وہ اغنیا کیلئے

وداع طاقت ضبط فغان ہوا ہمدم
جگر کو تھام کے بیٹھو ذرا خدا کیلئے

بس فنا یہ وصیت ہے ہمارے ہو میری
رہے مزار میں روزن کوئی ہوا کیلئے

مریض عشق ہوں کوشش دوا کی ہے بے سود
ستاؤ مجھکو طبیبو نہ تم خدا کیلئے

تمہاری دید کا مشتاق ایک عالم ہے
نقاب رخ سے اٹھاؤ ذرا خدا کیلئے

وصل کی شب جب وہ پہلو سے جدا ہونے لگے
حسرت و ارمان پھر دل میں سوا ہونے لگے

بیٹھے بیٹھے بے سبب جب وہ خفا ہونے لگے
سارے عاشق آفت و غم میں مبتلا ہونے لگے

دیکھنا کرتے ہیں کس کسکو شہید تیغ ناز
اٹھ وہ بھی نوجوان نام خدا ہونے لگے

خوف ہے دلکو نہ ڈس جائیں کہیں پر سیاہ
آپکے گیسو مرے حق میں بلا ہونے لگے

بس گئی دل سیکڑوں عشاق کے پر دم
جب چلے وہ ناز سے فتنے بپا ہونے لگے

نتھون سے جب وہ بیٹھے دلکی بیتابی بڑھی
پر نشاط انگیز عرض مدعا ہونے لگے

مضطرب ہو کر شب فرقت مین کی فریاد جب
آسمان سے عرش تک نالے رسا ہونے لگے

موسم گل مین ہے عابد کش جمال دختر رز
معتقد پیر مغان کی پارسا ہونے لگے

پھر طبیعت آ گئی پھر مین ہوا سودائے عشق
پھر کسی بت پر دل و جان سے فدا ہونے لگے

جذب الفت کیون نہ ہو ایسا نہ سمجھے تھے تجھے
اب تو وہ بھی درد دل مین مبتلا ہونے لگے

بن گئے جان بخش دعوی مسیحائی کی شرم
بوسہ سیب ذقن ہمکو عطا ہونے لگے

ایک عالم کو سمجھکر بحر الفت کا غریق
دیدہ و دانستہ وہ دیر آشنا ہونے لگے

معشوقون نے کسدن کسی عاشق سے وفا کی
ہر اک سے شکایت ہی سنی جور و جفا کی

دل لیکے مکرتے ہو یہ کیا بات ہے صاحب
جھوٹی قسم اچھی نہین اور وہ بھی خدا کی

تسکین نہ ہوئی ہجر کی شب درد جگر کو
بیتابیان کچھ بڑھ گئین جب پی دوا کی

دیکھا ہے دل مضطر یہ تحمل کا محل ہے
عادت ہے شب وصل و نہین شرم و حیا کی

دل چھین لیا اک بت کافر نے ہمارا
چلائین گے محشر مین دہائی ہے خدا کی

ہر دم نگہہ ہمکو ہے پاس ہی زبان کا
اک شرط محبت نہ کبھی تمنے ادا کی

فرقت مین تڑپنے کے سوا کام نہین ہے
اس درد کی عالم نہ کبھی تمنے دوا کی

قیامت ہے ادا اوس دلربا کی
غضب ہے چال اور شوخی بلا کی

بتون نے باوفاؤ نہ پر جفا کی
دو ہائی ہے دو ہائی ہے خدا کی

مجہے برباد کرکے تو نے ظالم
اوڑا دی خاک بہی مہر و وفا کی

پریشان دل ہوا اولجہی طبیعت
لکہی تعریف جب زلف دوتا کی

ہوا دل بسمل تیغ تبسم
قسم ہے آپکے ناز و ادا کی

دل بیتاب مین فوراً اوٹہا درد
جو تصویر اوس کے کہینچنے سے جدا کی

نہ ہو دعوی خدائی کا نہ کرنا
نہین اچہی تعلی انتہا کی

در جانان پہ ہم کسطرح جائین
رسائی وان نہین ہوتی صبا کی

سہین کس شوق سے ہمنے جفائین
شکایت بہی کبہی تم سے ذرا کی

چلے جب وہ اوٹہے فتنے ہزارون
قیامت ہر قدم تازہ بپا کی

ادا و ناز سے عالم شب وصل
وہ کہتے ہین نشانی میری کیا کی

تمام شد غزلیات

سہرا و تہنیت شادی میمنت آبادی جناب مولوی محمد ندیم اللہ صاحب قریشی

بجا ہے جو اترائے ہر بار سہرا
تری نخل قامت پہ ہے بار سہرا

مبارک مبارک مبارک مبارک
یہ پھولوں کے سہرے پہ زرتار سہرا

ندیم اللہ نامور کی ہے شادی
قبا تختۂ گل ہے گلزار سہرا

دکھاتے ہیں خورشید تابان کا عالم
ترے فرق پر ملکے دستار سہرا

شگفتہ ہیں الفاظ دلچسپ بندش
کہ ہے باعث حسن گفتار سہرا

تری چال پر دمبدم کیون نہ جھومے
ہے جام مسرت سے سرشار سہرا

ہے خورشید رخ تار سائے کرنین
چمک کر یہ کہتا ہے ہر بار سہرا

شرف لیگئی تازگی پر لطافت
یہ عارض ہین گل رشک گلزار سہرا

عجب کیا اوترآئین حورین زمین پر
ترا آج گائینگی اے یار سہرا

صدا آئی کانونمین صل علی کی
ہوا فرق پر جب نمودار سہرا

فدا ہے عروس بہار اسپہ دل سے
ہے نور و صفا سے گہربار سہرا

شگفتہ ہین تاج مضامین کے کلیان
ہوا باعث حسن گفتار سہرا

ہے غازہ رخ گل پہ عطر عروسی
بنا روح پرور ہر اک بار سہرا

مزا دیرہی ہے یہ مستانہ لغزش
ز خود رفتہ بنتا ہے ہشیار سہرا

رہین شاد دولہ دولہن دونون عالم
کرے انکو خالق سزاوار سہرا

سہرا در تہنیت شادی ہمیت آبادی جناب مولوی محمد عنایت حسین خانصاحب وکیل عدالتہائے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

کیا بھلا لگتا ہے اس چاند سے رخ پر سہرا
ہے ڈہلا نور کے سانچے مین سراسر سہرا

پڑہکے ہین سورۂ اخلاص دعا دیتا ہون
ہو سنہرا اور مرے دوست کے سر پر سہرا

اسکے تقدیر پہ ہے آج حسینونکو بھی رشک
بوسے خلک کے لیے لیتا ہے جہکر سہرا

یہ لگاوٹ یہ سجاوٹ یہ ادائین اسکی
دل لیہا لیتا ہے انداز دکہا کر سہرا

جلوۂ طور کو بھی دل سے بھلا دین موسے
رخ نوشاہ کو دیکھین جو اوٹہا کر سہرا

دیکھنے والے مری آنکھون سے دیکھین اسکو
چاند رخ عقد ثریا ہے یہ پر زر سہرا

قاف سے آئی ہین پریان تو جنان سے حورین
آج گانیکو عنایت ترا ملکر سہرا

ایسا پر نور نظر سے نہین گذرا اتبک
دیکھا ان آنکھون سے نوشاہونکا اکثر سہرا

حکم نوشاہ کی تعمیل بھی لازم ہر طرح
سرسری طور پہ لایا ہون یہ کہکر سہرا

فکر کچھ ہو نہ سکی وقت تہا تنگ اے عالم
داد کیا دینگے بہلا سن کے سخنور سہرا

قطعہ تاریخ وفات جناب قبلہ کعبہ دو جہان میان عبدالعلی صاحب مرحوم و مغفور جنت آرام گاہ

وہ مربی تجھکو فرزند کا رشتہ جن سے تہا
جب گئے دنیا سے اک عالم کو اونکا غم ہوا

تہو بیان اونکے نہ بہولین گے کسیکو تابحشر
یون تو سبکو ہے فنا اکدن بجز ذات خدا

حیدرآباد اور مین یہ سانحہ اور جاورہ — ہے تاسف کہ دم آخر نہ کچھ خدمت ادا

آگیا جی مین کرون کچھہ فکر تاریخ وفات — ناگہان بولا سروش غیب کچھہ تو نے سنا

قدسیون نے دی صدا یہہ پہونچے حبیب دم خلد مین — آگئے عبد العلیخان اب سوے دار البقا

١٣١٧ھ

قطعہ

یا خدا شاد جہان مین رہے استاد اپنا — ہے یہ سب فیض حبیب سخن آرا عالم

پرتو مہر نے ذرہ کو بنایا خورشید — کیون نہ مقبول ہو دیوان ہمارا عالم

رباعی

صدمے تری فرقت کے سہون مین کب تک — یہ درد کسی سے نہ کہون مین کب تک

صد ہی کوئی اس ستم کی جان عالم — پابند مصیبت کا رہون مین کب تک

رباعی

ایدل کہتے ہین دیکھہ پچھتائیگا — اوس زلف کی جال مین اگر آئیگا

اولجہیگا ہمیشہ فکر آزادی مین — آخر کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا

تقریظ طبع دیوان اثر افشان کلک گہر سلک منشی ادیب معنی آفرین عجیب جناب مولوی محمد ایوب صاحب المتخلص رنگین تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم و مغفور و حضرت حبیب کنتوری مد ظلہ العالی

ذرہ ذرہ ساغر میخانۂ نیرنگ ہے — گردش مجنون بچشمک ہای لیلی آشنا

دنیا ہی نہین بلکہ اوسکی کل موجودات پر جہانتک نظر ڈالئے متحرک معلوم ہوتی ہے

لیکن اب اسموقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حرکت ارادی ہے یا غیر ارادی مگر ساتھہ ہی اس خیال کے مرزا غالب مرحوم کا مندرجہ عنوان شعر ہمکو تعلیم دیرہا ہے کہ دنیا کی مثال ایسی سمجھنی چاہئیے کہ جس طور سے مجنون گردش چشم لیلی پر حرکت کرتا تھا اسیطرح کائنات کا ہر ذرہ اوس شاہد یکتا کی اشارہ پر چل رہا ہے۔ یا یون بھی کہ جسطرح رڈرکی کی گودام کی کارخانہ کے سیکڑون کلین جن سے ہزارہا کام لینا مقصود ہین صرف ایک بڑی کل کی حرکت سے چل رہے ہین گو بادی النظر مین یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالذات متحرک ہین مگر ذرا غور کرنے سے فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ حرکت بڑی کل کی ہے۔ بس اس سوال کے حل ہونیکے بعد یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوگئی کہ تمام چیزین یا جو مخلوق کیگئی ہین اون سے منشا یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی کام لیا جائے۔ پس جس چیز سے جو کام لینا مقصود ہے اوسکے اسباب بھی اوسمین جو ازل سے اوس کیلئے ودیعت تھی پیدا کردی جاتی ہین اور اون وسایل وذرایع سے ایک ذرا سے سلسلہ جنبانی مین اون سے وہ کام ظہور پذیر ہونے لگتی ہین کہ دیکھنے والونکی عقل حیران وششدر رہ جاتی ہے۔ بعینہ اسکی ایسی تمثیل خیال کرنی چاہئیے کہ مٹی کے تیل مین آگ کے قبول کرنیکا مادہ کثرت سے موجود ہے صرف دیاسلائی کے دکھانیکی ضرورت ہے کہ اوس کے شعلے آسمان سے باتین کرنے لگتی ہین۔ بدیہی مثال ہمارے معزز دوست عالمگیر محمد خانصاحب عالم کا دیوان ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس پایہ کا شخص ہے جسکا یہہ کلام ہے ہر ایک شعر

ایک واقعہ کی تصویر سامنے کہنچ رہا ہے۔ مین عالمگیر محمد خانصاحب درا ونکی الوالعزم خاندان سے اور ریاست جاؤرہ سے کہ جہان اونکا خاص مسکن ہے بخوبی واقف ہون اس لئے کہ مین پولیس اسٹیٹ جاورہ مین بعہدہ سب انسپکٹری عرصہ تک رہ چکا ہون آپ خان والاشان جناب نیاز محمد خانصاحب بہادر مرحوم و مغفور کے جو بعہدہ کپتانی فوج اسٹیٹ جاورہ مین ممتاز تہے فرزند ارجمند ہین۔ آپ ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والی ریاست جاؤرہ کے قریبی رشتہ دار ہین۔ عالیجناب خان بہادر یار محمد خانصاحب سی۔ الیس۔ آئی منسٹر آف جاورہ سے آپکو بہی تعلق ہے۔ میرے سامنے خانصاحب موصوف نے جناب مولوی سید محمد کاظم صاحب المتخلص بہ جلیل کنتوری کی شاگردی حیدرآباد دکن مین قبول کی اور دو سال کے عرصہ مین اپنا دیوان مرتب کرکے ہدیہ ناظرین کردیا۔ جس کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی خداداد قابلیت اور استعداد غیر معمولی طور پر تعلیم فن شاعری قبول کرنیکے لئے بالکل آمادہ تہے۔ اور جناب جلیل صاحب مدظلہ العالی کو شاعری کی دنیا مین جسکو تہوڑا سا بہی تعلق ہے اچہی طرح سے جانتا ہے قطع نظر اس کے آپکا دیوان اور مختلف تصانیف طبع و شایع ہوچکے ہین جس کے دیکہنے سے شان اوستادی بآواز بلند پکار رہی ہے کہ مضامین اسکو کہتے ہین اور شعر اسکا نام ہے اور جذبات یہ چیزین ہین اور کیفیات ایسے ہوتے ہین مجہکو اتنی بڑی اوستاد کے متعلق کہ جنکو ایک زمانہ جانتا اور اون کے کمالات کا معترف ہو خامہ فرسائی بے ضرورت معلوم ہوتی

سچ ہے کامل صحبت و تربیت و تعلیم کیمیا کا اثر رکھتی ہے خواہ کسی قسم کا تانبا ہو لیکن اوسکو بغیر سونا بنائے نہین چھوڑتی - مگر اس موقع پر مین عالمگیر محمد خان صاحب کی اتنی تعریف ضرور کرونگا کہ حیدر آباد دکن مین باوجود اس کے کہ بہت سے اور بہی نامی گرامی شعرا موجود ہین کہ جنکو زمانہ نے اپنے موافقت سے تمام دنیا مین مشہور کر رکہا ہے شاگردی قبول نہین کی اور اپنے کامل نظر سے اوس عیار کامل کو جانچ لیا کہ جہان کہوٹے وکہرے کا صاف صاف حال معلوم ہو جاتا ہے - گو مجھکو جناب منشی مہر حمد صاحب آمیر مینائی سے جنکو اب مرحوم و مغفور کے لفظ سے یاد کرتے ہین تلمذ ہے جناب حبیب صاحب سے بہی مجھکو حیدر آباد دکن مین مشورہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے اسواسطے مین جناب موصوف کے حالات و کمالات سے اچھی طرح واقف ہون خان صاحب موصوف کی ایک غزل کے دو شعر بطور نمونہ کے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دور افتادہ از وطن کی وطن اور اہل وطن کی یاد مین جو کیفیت ہوتی ہے اور اوس کیفیت سے جو جو خیالات اوسکو پیدا ہوتے ہین اس سے بہتر نظم نہین ہو سکتی درج کرتا ہون جن سے منصف مزاج خود اندازہ فرما سکتے ہین کہ ایک شعر واقعی ایک اصلی واقعہ کی تصویر ہے وہ شعر یہ ہین ؎

ڈالا ہے تفرقہ فلک کینہ ساز نے
مدت سے ہم کہین ہین وہ آرام جان کہین

اہل وطن خدا کی امان مین ہو تمہین
جا مین گے آب و دانہ ہو اپنا جہان کہین

اب مین اپنی اس تقریظ کو ایک قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہون -

ملی ہے عالم کو فضل حق سے عجب طرح کی رسا طبیعت
نہو تی جرات مقابل ان سے صبا کو بھی ہے رشک ہوتا

خیال تازہ لطیف مضمون سخن ہے سر مایۂ فصاحت
رقم کرو سال طبع رنگین تمام گلشن لطافت

تقریظ از نتیجۂ طبع گلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب حسینی المتخلص بہ سلام تلمیذ رشید جناب اوستادی حضرت حبیب کنتوری طال اللہ العالی

سخن گفتن و بکر جان سفتن است نہ ہر کس سزاے سخن گفتن است

یہ بات تمام دنیا مین مسلم ہے کہ شاعری ایک فطرتی بادہ ہے ۔ مبدا فیاض جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جسطرح انسان و حیوان مین نطق کا فرق ہے ۔ اسیطرح شاعر اور ناموزون طبع مین سجع گوئی اور پریشان سرائی کا وہ ٹہیرا ہوا پانی ہے جو کثافت خارجی کو اپنی ذات کا جزو بناتا ہے یہ آپ جاری ہے کہ اپنی روانی سے آلائشون کو مبدل بہ صفا کرتا رہتا ہے یہی سبب ہے شعر کو علم حکمت کہا گیا اور مجرد بیان سحر سے منسوب ہوا اگر شاعر وہی ہے جو فنون شعر پر قادر ہو ورنہ موزون طبع ہے ۔ طبع کی موزونیت بھی خداداد ہے کیونکہ مینے بڑے بڑے لایق لوگون کو دیکھا ہے شعر کہنا تو کیا اشعار موزون پڑہ نہین سکتے سچ ہے کہ یہ کسیکا حصہ نہین جسکے مقسوم مین ہوتا ہے اوسیکو ملتا ہے ۔ اکثر لوگ برسون اوستاد کی خدمت اس آرزو مین کرتے ہین کہ شاعر نہین مگر ایک شعر بھی موزون کرنا نہین آتا بعض ایسے بھی ہین کہ چند ہی دنون مین صاحب دیوان ہو جاتے ہین چنانچہ مین اپنے دعوی کی دلیل مین دیوان شفیقی جناب عالمگیر محمد رضا صاحب عالم رئیس جاؤرہ پیش کرتا ہون ۔ جنکو ابھی اوستادی معظمی و مکرمی عالیجناب

فضیلت اکتساب مولوی سید محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری مدظلہ العالی کی
تلمذ سے شرف حاصل کر کے پورے دو سال نہین گذرے کہ صاحب دیوان
ہوگئے - حق سبحانہ صاحب ممدوح کی عمر مین ترقی دے اور کلام کو شہرۂ آفاق
کرے آمین - مین اپنی اس چند سطری تقریظ کو ایک دائرۂ تاریخی پر ختم کرتا ہون
امید کہ ناظرین داد سخن دینگے فقط سید خواجہ معین الدین سلام

ہو عالمگیر حسن فکر عالم
ہلال عید ہے ہر دامن حرف
عدو کو برق ہے حسن طبیعت
ہوئی مجھکو بڑی تاریخ کی فکر
سر دشمن جدا کرکے یہ لکھا

چھپا ہے دفتر اشعار تازہ
عیان ہین سر انوار تازہ
زبان ہے تیغ جوہر دار تازہ
کیا عالم سے جب اقرار تازہ
بہار گلشن افکار تازہ
١٣١٩

	ولی	
ہوا مطبوع جب دیوان عالم		نظر آیا جہان مشتاق اوسکا
سلام ایسی خوشی لین سمائی		ریاض فکر مین نے سال لکھا

تقریظ از نتایج فکر ناثر بے عدیل صاحب فہم رسا شفیقی جناب مولوی محمد محبوب علیخانصاحب ناغر مددگار تعلقدار محکمہ آبکاری نبیرۂ جناب محمد رستم علیخان صاحب مرحوم مغفور ناغر سابق کوتوال بیرون بلدہ سرکار عالی

نئے خیالات نئی روشنی کے حضرات مین بعض تو ایسے ہین جو عام طور پر شاعری کو مخرب اخلاق اور عیرل صفات کے مکروہ الفاظ سے منسوب کرتے ہین۔ اور اونکا خیال ہے کہ شاعری کی سحر آمیزی برے جذبات کو اوبھار کر انسان کو وارستہ بنا دیتی ہین۔ یہ سوء اخلاقی کی جڑ ہے اور اوس کے ریشہ دوانیان اعضائی رئیسہ محاسن کو ضعیف و ناتوان بنا کر پائمال کر دیتے ہین بعض ایشیائی شاعری کے حضرات اول الذکر کے ہمخیال ہمردیف ہمعنان ہین۔ اور نیچرل شاعری کو انسان کی جوہر قابلیت کا برگزیدہ ترین جوہر بتلاتے ہین لیکن میرے اس مکرم شفیق محترم مجموعہ محامد فراوان فخر الامثال الاعوان شاعر بے نظیر ناظم بے عدیل محمد عالم گیر خانصاحب کے دیوان کے اچھوتی موثر قلوب اور پر جوش مضامین۔ دلفریب جدید طرز۔ دلربا نرالا ڈہنگ ثابت کر رہا ہے کہ شاعری کا لبد سخن مین جوہر حیات۔ اور ساغر معنی مین مے ناب ہے۔ اوس کے ہر ادا پر سوز جذبات کیلئے مادالحیات۔ اوس کے

ہر جہلک رومند اون کے لئے جوارش مسکن ہے۔ فی الحقیقت صاحب موصوف نے بساط سخن پر گوہر معنی بکھیرے ہین۔ اور تختہ بلاغت پر گل افشانی کی ہے اونکے رشحہ قلم کے معنی خیز نتایج اونکو یکہ تاز میدان فصاحت ثابت کر رہے ہین۔ کیون نہو انکو شرف تلمذ بہی تو جبیب صاحب کنتوری سے ہے۔ جنکا حسن بیان جنکی نازک خیالی اساتذہ سلف کی دلربا سخن سنجیون کی جلوہ نمائی کرتی ہے۔ میرے خیال مین مصنف کے غیر معمولی ترقی جدت طبع زبان اردو کے لئے مایہ ناز ہے اور باغ سخن کیلئے اس عندلیب سحر بیان کے نغمہ سرائی باعث رونق۔ اللہم زد فزد۔ بس سی پر اختصار کلام ہے۔ راقم محبوب علیخان مددگار تعلقدار ایگار

تقریظ از نتایج فکر مجموعہ فواضل شیرین رقم عطارد قلم مسیحائے زمان جناب مولوی حکیم محمد یوسف صاحب سیر سابق طبیب ریاستہائے مالیر کوٹلہ ولوہارو ملک پنجاب حال وارد حیدرآباد دکن محلہ افضل گنج دیوڑہی جناب محمد رستم علیخان صاحب ناغر مرحوم مغفور

ہم آئے دن زمانہ کے نیرنگیان اور انقلابات دیکہہ دیکہکر یہ فیصلہ کرسکتے ہین کہ دنیا کی کسی حالت کو ثبات و قرار نہین۔ تہوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ وہ انشائی رنگ جو ہمارے چمن زندگی کیلئے بہار افزا تہا اب کانٹے کیطرح دلون مین کہٹکنے لگا ہے۔ اسوقت ہماری موجودہ شاعری کی یہ حالت ہو ہی اور ہوتی جاتی ہے کہ

جو نونہال مضامین ہماری باغ سخن مین نشو و نما پا کر پہولے پہلے تہے وہ برگ
خزان زدہ کیطرح پت جہڑ ہو رہے ہین اور اونکی کونپلین مرجہانے لگی ہین۔
اور وہ جذبات جو ہمارے گلشن مین فصل بہار کے پہولون کیطرح مہک رہے تہے
اکثر کملانے جاتے ہین اور اونکی پتیان باد سموم کے ہتے چڑہ رہے ہین
اب دیکہنا یہ ہے کہ اس چمن کے سرسبزی کے لئے ہمین کیا اور کس قسم کی
کوشش درکار ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس چمن کو اوسی
چشمے سے سینچنے کی کوشش کیجائیگی جسکے سوت اب بند ہوتے جاتے ہین
تو پہر اسکا موجودہ زمانے مین تر و تازہ ہونا غیر متوقع امر ہے اس لئے وقت کا
اقتضا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت باغ سخن کے آبیاری کیلئے وہ نہرین نئی
نکالی جائین جو اوسکو کافی طور پر سیراب کرسکین۔ پس زمانہ ماضی کے الفاظ
خیالات تشبیہات استعارات اور اسالیب بیان پر بعینہ مرمٹنا اور اسقدر لکیر کا
فقیر ہو جانا کہ اونکے حدود سے قدم ہی باہر نہ نکال سکین ایک نا واجب تقلید ہوگی
لہذا ہر ایسے شخص کے لئے جسکی فطرت مین قسام ازل نے شاعریکا جوہر ودیعت
ودیعت کر دیا ہو صحیفہ فطرت کا مطالعہ کرنا لازم ہے اور اس عطیہ الہی کو مقتضائے
فطرت کے طور پر کام مین لانا ضرور ہے۔ یہ بڑی خوش طالعی کی بات ہے کہ
آجکل ہمارے بعض جادو بیان شاعرون نے اپنی عنان توجہ کو اسطرف
مایل کیا ہے چنانچہ ہمارے معزز دوست مولوی عالمگیر محمد خانصاحب کی

جادو نگار اور خوش سلیقہ ہاتون سے ایک نئے چمن کے خیابان بندی کی ہے
جسکی خوش رنگیان ہمنے دیکہین - اور جس کے پہول ہمنے سونگہے ماشاء اللہ
اہل سخن کے پر لطف صحبتون مین یہہ دیوان عزت کی نگاہ سے دیکہا جائیگا
اسکے ہر غزل مین زبان کی صفائی الفاظ کی خوبی محاورات کی چستی طرز ادا کی
خوش اسلوبی اور انداز بیان کی پاکیزگی کا خیال رکہا گیا ہے - اور ہر شعر مین
کچہ ایسی نرالی شوخی کیساتہہ درد کوٹ کوٹ کر بہرا ہے کہ تحسین ٹپکی پڑتی ہے
اگر اس سادگی اور خوبی کیساتہہ اصلیت اور فطرت انسانی کے دقائق و
غوامض کے اظہار کا خیال بہی رکہا جاتا تو ایسے ہونہار اصحاب کی عرق آمیز
کوششون سے خلاقی عمارت کے استحکام کا بہی بڑا موقع ملسکتا ہے - مگر
یہ امر مسلم ہے کہ جو صدا دل سے اوٹہتی ہے وہی بے ساختہ زبان سے نکلجاتی
ہے اور چونکہ ہمارے معزز دوست عالمگیر محمد خانصاحب ایک لائق طبیعت دا
خوش فکر خوشرو خوشخو اور چلبلی طبیعت کے نوجوان ہین اس لئے وفور جذبات
کے حکم کی تعمیل مقتضائے سن بہی سمجہنا چاہئے مگر اونکی موزونیت طبع کی
نیجران گلشن سے آیندہ بہت خوشگوار ثمرات کا ملنا متوقع ہے اس لئے ہم
خدائے تعالی سے دعا کرتے ہین کہ ہمارے دوست اپنی مرادون مین برومند رہین اور
دنیا مین نامور دین مین خوش نصیب ہون فقط   راقم حکیم محمد یوسف نیر

تاریخ نتیجہ فکر عالم علوم معنوی صوفی جناب حکیم مولوی کیل احمد صاحب عاجز سکندر پوری عم فیوضہ

رہتے ہو دور دور صاحب بوسہ لیا نقد دل کو دے کر	میرا کچھ پاس تمکو ہے بھی کیا مفت مین ملتی ایسی شے بھی

عالم کی نہ قدر کیون ہو اون کو
ایسا کوئی جان نثار ہے بھی

بیٹھے ہاتون سے جگر تہام کے آئے کوئی	تب مری آہ بھی تاثیر دکھائے کوئی
بن سنور کر مجھے شکل اپنی دکھائی کوئی	خود پری بنکے مرے ہوش اوڑائے کوئی
جان سے اوٹھکے ترے کوچہ مین بیٹھا ہون مین	کہدے تند نہ اب مجھکو ستائے کوئی
بجلیان دلپہ رقیبون کے گرین حسرت سے	آئے وہ دن کہ مجھے ہنس ہنس کے رلائے کوئی
خاک ہو جانیکی دلمین ہو تمنا پیدا	آج سرمہ اگر آنکھون مین لگائے کوئی
یاد مژگان سے یہ ہے دلمین خلش کا عالم	جیسے برچھی دل مضطر مین لگائے کوئی
طلب بوسہ پہ جھنجلا کے وہ فرمانے لگے	منہ کی اب کھائے زبان پر جو یہ لائے کوئی
یہ تو آرائش بیجا مین گذر جائیگی	وصل کی رات ہی زلفین نہ بنائے کوئی
کان میرے بھی ہین اب مثل سلیمان مشتاق	خبر غیرت بلقیس سنائے کوئی
لذت وصل ملی خوب زبانکو دل کو	منہ سے منہ سینے سے سینہ جو ملائے کوئی
جلد ہو دید کے مشتاق کی مشکل آسان	نزع کیوقت جو شکل اپنی دکھائے کوئی
بار بار اب نگہ ناز کسیکی ہو ادہر	تیر پر تیر مرے دلپہ لگائے کوئی
اپنے بندون کو جہان مین یہ خدا دے توفیق	اے بتو تمسے دل اپنا نہ لگائے کوئی

کس طرح سب کی نگاہون سے نہ گر جاؤن نہین
تیوری مجھپر سر محفل جو چڑھائے کوئی

خلق مین اور بھی عاشق ہین مگر اُن سے دم جان
نقد جان میری طرح سے جو لٹائے کوئی

یاد مین ساقی مہوش کے یہ بو نیم رم ہے
خاک اب ساغر مے منہ سے لگائے کوئی

قبر پر عالم ناشاد کے بھولے سے کبھی
ایک دو اشک تو آنکھون سے بہائے کوئی

کیون خفا ہو یہ ماجرا کیا ہے
بیٹھے بیٹھے تمہین ہوا کیا ہے

یاد مژگان ہے خار غم تو نہین
درد بنکر کھٹک رہا کیا ہے

ابتدا مین ہے جب یہ ظلم و ستم
یہ تو کہئے کہ انتہا کیا ہے

میری صورت سوال ہے صاحب
کیا بتاؤن کہ مدعا کیا ہے

کہتے ہین میری لاش پر رو کر
خوب ثابت کیا وفا کیا ہے

نبض ساقط ہے سانس اکھڑی ہے
تیرے بیمار مین رہا کیا ہے

وصل کی شب مین یہ تکلف کیون
قہر ہے آپکی حیا کیا ہے

بت خدائی کرین ستم نہ کرین
کوئی کیا جانے پھر خدا کیا ہے

ترک الفت پہ اسقدر اصرار
تجھکو ناصح یہ ہو گیا کیا ہے

مر مٹے عشق حور مین زاہد
ایسی طاعت سے فائدا کیا ہے

چارہ گر مجھکو یہ بتا للہ
یاس کی درد کی دوا کیا ہے

رحم کی رکھئے بیوفا سے امید
کھل گیا بت ہے کیا خدا کیا ہے

اپنی قسمت ہے جب نہین سیدہی
تم سے ایجان پہر گلا کیا ہے

خون آنکہون مین کیون اوتر آیا
شیشہ مین محتسب تیرا کیا ہے

کر کے سودا نے زلف ہمسیہ کہلا
تیرہ بختی ہے کیا بلا کیا ہے

آپ ہی آکے غور کر لیجے
کیا کہون دل مین میرے کیا کیا ہے

خون عاشق سے ہاتہہ ہین رنگین
اونکو اب حاجت حنا کیا ہے

کہہ چکا مین تو وصل ہے مقصود
آپ فرمائین مدعا کیا ہے

نا سمجہہ ہین خبر نہین اونکو
کیا بلا ہے جفا وفا کیا ہے

سخن ناسزا کہا تو کہا
عاشقی مین مضائقہ کیا ہے

قتل کی آرزو ہی اے قاتل
وار کر کوئی دیکہتا کیا ہے

حال آئینہ ہے سکندر کا
سب نے دیکہا بس فنا کیا ہے

شکر کرتے ہین اوسپہ جو گذرا
ابہی قسمت مین دیکہین کیا کیا ہے

بیٹہا جاتا ہے دل ابہی نہ اوٹہو
ٹہیرو دیکہو تو ماجرا کیا ہے

کرو عالم کے خون سے رنگین ہاتہہ
اسکے آگے بہلا حنا کیا ہے

عشق مین باعث وحشت غم پنہان ہونگے
ضبط کرنے سے بہی موت کے سامان ہونگے

میرے کاشانہ دل مین جو وہ مہمان ہونگے
داغ چشمک سے گل شمع یہ خندان ہون گے

بڑہ گئی وحشت دل چاک گریبان ہون گے
تیرے دیوانو سے آباد بیابان ہون گے

جنکو ابتک نظر آتا نہین اپنا ثانی
دیکھکر شکل وہ آئینہ مین حیران ہونگے

سیر گلگشت جو نکلے گا مرا رشک چمن
گل تر فرط مسرت سے گلستان ہونگے

یاد کر کر کے وہ روئینگے وفائین میری
جب خرامان طرف گور غریبان ہونگے

دیکھیے اک نظر پھر ہے قیمت دل کی
عمر بھر کیلئے ہم بندۂ احسان ہونگے

شب فرقت کا سمان باتو نہین کہلا دو
وصل مین جب وہ مری حالکے پرسان ہونگے

گر یہی وعدہ خلافی سے کدورت ہر شب
بالیقین خاک مین پنہان مرے ارمان ہونگے

اللہ اللہ یہ انداز یہ مستانہ خرام
دل ہزارون تری رفتار پہ قربان ہونگے

وہ بگڑ جاتے ہین بوسہ کا جہان نام لیا
دل یہہ کہتا ہی کہ سو مرتبہ خواہان ہونگے

جتنی بیداد کرین جھیل خوشی سے اے دل
ایکدن اپنے کئے سے وہ پشیمان ہونگے

آج ملتے نہین تم کل نہ ملینگے عالم
دو گھڑی بعد تو وہ خاک مین پنہان ہونگے

مضطرب روح جسم زار مین ہے
جان کنی انتظار یار مین ہے

خاک تسکین ہو شب فرقت
دل کہان میرے اختیار مین ہے

نہین پہلو نہین یار کے پاس
بیکلی میری کب قرار مین ہے

حالت دل نہ پوچھیے مجھہ سے
مثل سیماب ہجر یار مین ہے

ہین وہ برباد دینے پہ آمادہ
چین مجھکو کہان مزار مین ہے

دور اندیش سر جھکا کے چلین
جو ترقی ہے انکسار مین ہے

پہول دیکر شگفتہ کر ساقی
لطف پینے کا ابہی بہار مین ہے

نہ کرو بار بار ذکر عدو
میرے آگے وہ کس شمار مین ہے

مرگ فرہاد کو زمانہ ہوا
یہ صدا اک کوہسار مین ہے

کہین رکتی نہین وہ نوک مژہ
یہ صفائی کہان کٹار مین ہے

صید ہون گے ہزارون طائر دل
آج مشغول وہ شکار مین ہے

جب سے یاد اونکی آئی ہے عالم
تیشہ تازہ جان زار مین ہے

کیا ہوا بیخودی مین کیا جانے
کسکو دل دیدیا خدا جانے

بوسہ مانگا تو مسکرا کے کہا
ایسی باتین بری بلا جانے

دل لگائے نہ عمر بہر وہ
عشق کرنیکی جو سزا جانے

سر نہ دہلیز سے اوٹہائینگے
گو ہمین یار بے حیا جانے

جو گذرتی ہے مجہپہ غربت مین
بیکسی اسکو کوئی کیا جانے

دلبری آتے آتے آئیگی
ابہی کمسن ہے یار کیا جانے

جسکی طینت مین بیوفائی ہو
خاک وہ شیوۂ وفا جانے

سالک راہ اتحاد نہین
جو مجہے یار سے جدا جانے

خود مسیحا ہے عشق کا بیمار
میرے دلکی دوا وہ کیا جانے

چہین لیتے ہین دل ادا اون سے
ان حسینونکو کوئی کیا جانے

میرے دلمیں جو درد ہے عالم
جانے کمبخت کب خدا جانے

وفا ہے دل کیلئے اور دل وفا کیلئے
طلب نہ کیجئے صاحب اسی جفا کیلئے

شب وصال میں بوسے جو گُدگُدا کیلئے
وہ ہنسکے بولے نہ چھیڑو ہمیں خدا کیلئے

لگاؤ ہاتوں میں عاشق کے خون کی مہندی
یہ سرخروئیاں زیبا نہیں حنا کیلئے

دعائیں مانگ رہا ہوں کسیکے آنیکی مجھے
بہانہ ہو نہ تری فرقت کا غم قضا کیلئے

ملا جو بے سر و ساماں کو لطف آزادی
بہم ہوا نہ کسیدن وہ اغنیا کیلئے

وداع طاقت ضبط فغاں ہوئی ہمدم
جگر کو تھام کے بیٹھو ذرا خدا کیلئے

پس فنا یہ وصیت ہے ہمدم میری
رہے مزار میں روزن کوئی ہوا کیلئے

مریض عشق ہوں کوشش دوا کی ہے بے سود
ستاؤ مجھکو طبیبو نہ تم خدا کیلئے

تمہاری دید کا مشتاق ایک عالم ہے
نقاب رخ سے اوٹھاؤ ذرا خدا کیلئے

وصل کی شب جب وہ پہلو سے جدا ہونے لگے
حسرت و ارمان میرے دلمیں سوا ہونے لگے

بیٹھے بیٹھے بے سبب جب وہ خفا ہونے لگے
سارے عاشق آفتوں میں مبتلا ہونے لگے

دیکھنا کرتے ہیں کس کسکو شہید تیغ ناز
اب تو وہ بھی نوجوان نام خدا ہونے لگے

خوف ہے دلکو نہ ڈس جائیں کہیں مار سیاہ
آ لگے گیسو مرے حقمیں بلا ہونے لگے

پس گئے دل سیکڑوں عشاق کے زیر قدم
جب چلے وہ ناز سے فتنے بپا ہونے لگے

نتون سے جب وہ بیٹھے دلکی بیتابی بڑھی
لب نشاط انگیز عرض مدعا ہونے لگے

مضطرب ہوکر شب فرقت مین کی فریاد جب
آسمان سے عرش تک نالے رسا ہونے لگے

موسم گل مین ہر عابد کش جام دخت رز
معتقد پیر مغان کی پارسا ہونے لگے

پہر طبیعت آگئی پہر مین ہوا سودا ئے عشق
پہر کسی بت پر دل و جان سے فدا ہونے لگے

جذب الفت کیون نہو ایسا نہ سمجھے تھے تجھے
ابتو وہ بہی درد دل مین مبتلا ہونے لگے

بنگئے جان بخش دعوای مسیحائی کی شرم
بوسہ سیب ذقن ہمکو عطا ہونے لگے

ایک عالم کو سمجھکر بحر الفت کا غریق
دیدہ و دانستہ وہ دیر آشنا ہونے لگے

معشوقون نے کسدن کسی عاشق سے وفا کی
ہر اک سے شکایت سنی جور و جفا کی

دل لیکے مکرتے ہو یہ کیا بات ہے صاحب
جہوٹی قسم اچھی نہین اور وہ بھی خدا کی

تسکین نہ ہوئی ہجر کی شب درد جگر کو
بیتابیان کچھہ بڑہ گئین جب کوئی دوا کی

دیکھا بدل مضطر یہ تحمل کا محل ہے
عادت ہے شب وصل اونہین شرم و حیا کی

دل چھین لیا اک بت کافر نے ہمارا
چلائین گے محشر مین دوہائی ہے خدا کی

ہر دم نکہو ہمکو ہے پاس اپنی زبان کا
اک شرط محبت نہ کبھی تمنے ادا کی

فرقت مین تڑپنے کے سوا کام نہین ہے
اس درد کی عالم نہ کبھی تمنے دوا کی

قیامت ہے ادا اوس دلربا کی
غضب ہے چال اور شوخی بلا کی

ستون سنے باوفاؤ نیر جفا کی — دو ہائی ہے دو ہائی ہے خدا کی

مجھے برباد کرکے تو نے ظالم — اوڑا دی خاک بہی مہر و وفا کی

پریشان دل ہوا او لجھی طبیعت — لکھی تعریف جب زلف دوتا کی

ہوا دل بسمل تیغ تبسم — قسم ہے آپکے ناز و ادا کی

دل بیتاب مین فوراً اوٹھا درد — جو تصویر اوس کے سینے سے جدا کی

ہتو دعوی خدائی کا نہ کرنا — نہین اچھی تعلی انتہا کی

در جانان پہ ہم کسطرح جائین — رسائی وان نہین ہوتی صبا کی

سہین کس شوق سے ہمنے جفائین — شکایت بہی کبہی تم سے ذرا کی

چلے جب وہ اوٹھے فتنے ہزارون — قیامت ہر قدم تازہ بپا کی

ادا و ناز سے عالم شب وصل
وہ کہتے ہین نشانی میری کیا کی

تمام شد غزلیات

سہرا و تہنیت شادی مہنیت آبادی جناب مولوی محمد ندیم اللہ صاحب قریشی

بجا ہے جو اترائے ہر بار سہرا
تری نخل قامت پہ ہے بار سہرا

مبارک مبارک مبارک
یہ پھولوں کے سہرے پہ زرتار سہرا

ندیم اللہ نامور کی ہے شادی
قبا تختۂ گل ہے گلزار سہرا

دکھاتے ہیں خورشید تابان کا عالم
ترے فرق پر ہلکے دستار سہرا

شگفتہ ہیں الفاظ دلچسپ بندش
کہ ہے باعث حسن گفتار سہرا

تری چال پر دم بدم کیون نہ جھومے
ہے جام مسرت سے سرشار سہرا

ہے خورشید رخ تارہ سا نے کرنین
چمک کر یہ کہتا ہے ہر بار سہرا

شرف لیگئی تازگی پر لطافت
یہ عارض ہیں گل رشک گلزار سہرا

عجب کیا اوترآئیں حوریں زمین پر
ترا آج گانیکو ہے یار سہرا

صدا آئی کانوں میں صل علیٰ کی
ہوا فرق پر جب نمودار سہرا

فدا ہے عروس بہار اسپہ دل سے
ہے نور و صفا سے گہر بار سہرا

شگفتہ ہیں تاج مضامین کے کلیان
ہوا باعث حسن گفتار سہرا

ہے غازہ رخ گل پہ عطر عروسی
بنا روح پرور ہر اک بار سہرا

مزا دیرہی ہے یہ مستانہ لغزش
ز خود رفتہ بنتا ہے ہشیار سہرا

زمین شاد دولہ دولہن دونوں عالم
کرے انکو خالق سزاوار سہرا

سہرا از تہنیت شادی سیمنت آبادی جناب مولوی محمد عنایت حسین صاحب رضا وکیل عدالت العالیہ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

کیا بہلا لگتا ہے اس چاند سے رخ پر سہرا
ہے بڑہلا نور کے سانچے مین سراسر سہرا

پڑہکے مین سورۂ اخلاص دعا دیتا ہون
ہو سزاوار مرے دوست کے سر پر سہرا

اسکے تقدیر پہ ہے آج حسینونکو بہی رشک
بوسے رخسار کے لیتا ہے جہکر سہرا

یہ لگاوٹ یہ سجاوٹ یہ ادائین اسکی
دل لبہا لیتا ہے انداز دکہا کر سہرا

جلوہ طور کو بہی دل سے بہلا دین موسے
رخ نوشاہ کو دیکہین جو اوٹہا کر سہرا

دیکہنے والے مری آنکہون سے دیکہین اسکو
چاند رخ عقد ثریا ہے یہ پر زر سہرا

قاف سے آئی ہین پریان تو جنان سے حورین
آج گانیکو عنایت ترا ملکر سہرا

ایسا پر نور نظر سے نہین گذرا ابتک
دیکہا ان آنکہون سے نوشاہونکا اکثر سہرا

حکم نوشاہ کی تعمیل تہی لازم ہر طرح
سرسری طور پہ لایا ہون یہ کہکر سہرا

فکر کچہہ ہو نہ سکی وقت تہا تنگ اے عالم
داد کیا دینگے بہلا اس کے سخنور سہرا

قطعہ تاریخ وفات جناب قبلہ و کعبہ دو جہان میان عبد الغنی صاحب رضا مرحوم و مغفور جنت آرام گاہ

وہ مربی تجہکو فرزند یکا رشتہ جنسے تہا
جب گئے دنیا سے اک عالم کو انکا غم ہوا

خوبیان اونکے نہ بہولینگے کبہی تا حشر
یون تو سبکو ہے فنا اکدن بجز ذات خدا

حیدرآباد اور مین یہ سانحہ اور جا اورہ
ہے تاسف کی دم آخر نہ کچھہ خدمت ادا

آگیا جی مین کرون کچھہ فکر تاریخ وفات
ناگہان بولا ہر شش غیب کچھہ تو نے سنا

قدسیون نے دی صدا یہ پہونچے یہ حبیب خادمین
آگئے عبد العلیخان اب سوے دار البقا

۱۳۱۷ھ

قطعہ

یا خدا شاد جہان مین رہے استاد اپنا
ہے یہ سب فیض حبیب سخن آرا عالم

پرتو مہر نے ذرہ کو بنایا خورشید
کیون نہ مقبول ہو دیوان ہمارا عالم

رباعی

صدمے تری فرقت کے سہو نمین کب تک
یہ درد کسی سے نہ کہو نمین کب تک

حد ہی کوئی اس ستم کی جان عالم
پابند مصیبت کا رہو نمین کب تک

رباعی

اے دل کہتے ہین دیکھہ پچھتا ئیگا
اوس زلف کی جال مین اگر آئیگا

الجھیگا ہمیشہ فکر آزادی مین
آخر کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا

تقریظ طبع دیوان از نتائج کلک گہر سلک منشی ادیب معنی آفرین عجیب جناب مولوی محمد ایوب صاحب المتخلص رنگین تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم ومغفور و حضرت حبیب کنتوری مد ظلہ العالی

ذرہ ذرہ ساغر میخانۂ نیرنگ ہے
گردش مجنون بچشمک ہای لیلی آشنا

دنیا ہی نہین بلکہ اوسکی کل موجودات پر جہانتک نظر ڈالئے متحرک معلوم ہوتی ہے

لیکن اب اسموقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حرکت ارادی ہے یا غیر ارادی مگر ساتھہ ہی اس خیال کے مرزا غالب مرحوم کا مندرجہ عنوان شعر ہمکو تعلیم دیرہا ہے کہ دنیا کی مثال ایسی سمجھنی چاہئیے کہ جس طور سے مجنون گردش چشم لیلی پر حرکت کرتا تہا اسیطرح کائنات کا ہر ذرہ اوس شاہد یکتا کی اشارہ پر چل رہا ہے۔ یا یون بہی کہ جسطرح روئی کی گودام کی کارخانہ کے سیکڑون کلین جن سے ہزار ہا کام لینا مقصود ہین صرف ایک بڑی کل کی حرکت سے چل رہے ہین گو بادی النظر مین یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالذات متحرک ہین مگر ذرا غور کرنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حرکت بڑی کل کی ہے۔ بس اس سوال کے حل ہونیکے بعد یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو گئی کہ تمام چیزین یا جو مخلوق کیگئی ہین اون سے منشا یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی کام لیا جائے۔ پس جس چیز سے جو کام لینا مقصود ہے اوسکے اسباب بہی اوسمین جو ازل سے اوس کیلئے ودیعت بہی پیدا کردی جاتی ہین اور اون وسایل و ذرایع سے ایک ذرا سے سلسلہ جنبانی مین اون سے وہ کام ظہور پذیر ہونے لگتی ہین کہ دیکہنے والونکی عقل حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔ بعینہ اسکی ایسی تمثیل خیال کرنی چاہئیے کہ مٹی کے تیل مین آگ کے قبول کرنیکا مادہ کثرت سے موجود ہے صرف دیا سلائی کے دکہانیکی ضرورت ہے کہ اوس کے شعلے آسمان سے باتین کرنے لگتی ہین۔ بدیہی مثال ہمارے معزز دوست عالمگیر محمد خانصاحب عالم کا دیوان ہی جس کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس پایہ کا شخص ہے جسکا یہہ کلام ہے ہر ایک شعر

ایک واقعہ کی تصویر سامنے کہنچ رہا ہے۔ مین عالمگیر محمد خانصاحب ورا ونکی الوالعزم خاندان سے اور ریاست جاؤرہ سے کہ جہان ونکا خاص مسکن ہے بخوبی واقف ہون اس لئے کہ مین پولیس اسٹیٹ جاورہ مین بعہدہ سب انسپکٹری عرصہ تک رہ چکا ہون آپ خان والاشان جناب نیاز محمد خانصاحب بہادر مرحوم ومغفور کے جو بعہدہ کپتانی فوج اسٹیٹ جاورہ مین ممتاز تہے فرزند ارجمند ہین۔ آپ ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والی ریاست جاورہ کے قریبی رشتہ دار ہین۔ عالیجناب شان بہادر یار محمد خانصاحب سی۔ ایس۔ آئی منسٹر آف جاورہ سے آپکو بہی تعلق ہے۔ میرے سامنے خانصاحب موصوف نے جناب مولوی سید محمد کاظم صاحب المتخلص بہ جلیل کنتوری کی شاگردی حیدرآباد دکن مین قبول کی اور دو سال کے عرصہ مین اپنا دیوان مرتب کرکے ہدیہ ناظرین کردیا۔ جس کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی خداداد قابلیت اور استعداد غیر معمولی طور پر تعلیم فن شاعری قبول کرنیکے لئے بالکل آمادہ تہے۔ اور جناب جلیل صاحب مدظلہ العالی کو شاعری کی دنیا مین جسکو تہوڑا سا ہی تعلق ہے اچہی طرح سے جانتا ہے قطع نظر اس کے آپکا دیوان اور مختلف تصانیف طبع وشایع ہو چکے ہین جس کے دیکہنے سے شان اوستادی بہ آواز بلند پکار رہی ہے کہ مضامین اسکو کہتے ہین اور شعر اسکا نام ہے اور جذبات یہ چیزین اور کیفیات ایسے ہوتے ہین مجہکو اتنی بڑی اوستاد کے متعلق کہ جنکو زمانہ جانتا اور اون کے کمالات کا معترف ہو خامہ فرسائی بے ضرورت معلوم ہوتی ہے

سچ ہے کامل صحبت وتربیت وتعلیم کیمیا کا اثر رکھتی ہے خواہ کسی قسم کا تانبا ہو لیکن اوسکو بغیر سونا بنائے نہین چھوڑتی - مگر اس موقع پر مین عالم کریم محمد خانصاحب کی اتنی تعریف ضرور کرونگا کہ حیدرآباد دکن مین باوجود اسکے کہ بہت سے اور بہی نامی گرامی شعرا موجود ہین کہ جنکو زمانہ نے اپنے موافقت سے تمام دنیا مین مشہور کر رکہا ہے شاگردی قبول نہین کی اور اپنے کامل نظر سے اوس عیار کامل کو جانچ لیا کہ جہان کہوٹے وکہرے کا صاف صاف حال معلوم ہوجاتا ہے - گو مجھکو جناب منشی میر حمد صاحب امیر مینائی سے جنکو اب مرحوم ومغفور کے لفظ سے یاد کرتے ہین تلمذ ہے جناب حبیب صاحب سے بہی مجھکو حیدرآباد دکن مین مشورہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے اسواسطے مین جناب موصوف کے حالات وکمالات سے اچھی طرح واقف ہون خانصاحب موصوف کی ایک غزل کے دو شعر بطور نمونہ کے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دور افتادہ از وطن کی وطن اور اہل وطن کی یاد مین جو کیفیت ہوتی ہے اور اوس کیفیت سے جو جو خیالات اوسکو پیدا ہوتے ہین اس سے بہتر نظم نہین ہوسکتی درج کرتا ہون جن سے منصف مزاج خود اندازہ فرما سکتے ہین کہ ایک شعر واقعی ایک اصلی واقعہ کی تصویر ہے وہ شعر یہ ہین ؎

ڈالا ہے تفرقہ فلک کینہ ساز نے | مدت سے ہم کہین ہین وہ آرام جان کہین
اہل وطن خدا کی امان مین رہو تمہین | جائین گے آب ودانہ ہی اپنا جہان کہین

اب مین اسی تقریظ کو ایک قطعۂ تاریخ پر ختم کرتا ہون -

ملی ہے عالم کو فضل حق سے عجب طرح کی رسا طبیعت
نہوتی جرأت مقابل ان سے صبا کو بھی انپہ رشک ہوتا

خیال تازہ لطیف بندش سخن ہے ہمرنگ مائیہ فصاحت
رقم کرو سال طبع رنگین بنام گلشن لطافت

تقریظ از کلیم طور کلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی المتخلص بہ سلام تلمیذ رشید جناب اوستادی حضرت جلیل کنتوری مدظلہ العالی

سخن گفتن و بکر جان سفتن است
نہ ہر کس سزا ہے سخن گفتن است

یہ بات تمام دنیا مین مسلم ہے کہ شاعری ایک فطرتی مادہ ہے۔ مبداء فیاض جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جسطرح انسان و حیوان مین نطق کا فرق ہے۔ اسیطرح شاعر اور ناموزون طبع مین سجع گوئی اور پریشان سرائی کا وہ ٹھیرا ہوا پانی ہے جو کثافت خارجی کو اپنی ذات کا جز بناتا ہے یہ آپ جاری ہے کہ اپنی روانی سے آلائشون کو مبدل بہ صفا کرتا رہتا ہے یہی سبب ہے شعر بعضے حکمت کہا گیا اور مجرد بیان سحر سے منسوب ہوا مگر شاعر وہی ہے جو فنون شعر پر قادر ہو ورنہ موزون طبع ہے۔ طبع کی موزونیت بھی خداداد ہے کیونکہ مینے بڑے بڑے لائق لوگون کو دیکھا ہے شعر کہنا تو کیا اشعار موزون پڑہ نہین سکتے سچ ہے کہ یہ کسیکا حصہ نہین جسکے مقسوم مین ہوتا ہے اسیکو ملتا ہے۔ اکثر لوگ برسون اوستاد کی خدمت اس آرزو مین کرتے ہین کہ شاعر نہین مگر ایک شعر بھی موزون کرنا نہین آتا بعض ایسے بھی ہین کہ چند ہی دنون مین صاحب دیوان ہو جاتے ہین چنانچہ مین اپنے دعوی کی دلیل مین دیوان شفیقی جناب عالمگیر محمد خان صاحب عالم رئیس جاورہ پیش کرتا ہون۔ جنکو بھی اوستادی معظمی و مکرمی عالیجناب

فضیلت الکتاب مولوی سید محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری مدظلہ العالی کی تلمذ سے شرف حاصل کرکے پورے دو سال نہین گذرے کہ صاحب دیوان ہوگئے - حق سبحانہ صاحب ممدوح کی عمر مین ترقی دے اور کلام کو شہرۂ آفاق کرے آمین - مین اپنی اس چند سطری تقریظ کو ایک دائرۂ تاریخی پر ختم کرتا ہون امید کہ ناظرین داد سخن دینگے فقط سید خواجہ معین الدین سلام

دیوان ۷۱

شفیقم ۵۳۰

اکبر اقبال ۱۸۲

اعداد طاق
۱۳۱۹ھ

اعداد جفت
۱۹۰۲ع

۱۰۱ ۱۴۱ ۱۵۶ ۵۸۱ ۳۷۱

دالی

ہو عالمگیر حسن فکر عالم	چھپا ہے دفتر اشعار تازہ
ہلال عید ہے ہر دامن حرف	عیان ہین سر بسر انوار تازہ
عدو کو برق ہے حسن طبیعت	زبان ہے تیغ جوہر دار تازہ
ہوئی مجھکو بڑی تاریخ کی فکر	کیا عالم سے جب اقرار تازہ
سر دشمن جدا کرکے یہ لکھا	بہار گلشن افکار تازہ
	۱۳۲۴ ۱۹ ۱۳۱۹ھ

ہوا مطبوع جب دیوان عالم
سما ایسی خوشی لین سمائی

دلی

نظر آیا جہان مشتاق اوسکا
ریاض فکر مین نے سال لکھا
۱۳۲۳ف

تقریظ از نتایج فکر نادر بے عدیل صاحب فہم رسا شفیقی جناب مولوی محمد محبوب علیخانصاحب ناغر مددگار تعلقدار محکمہ آبکاری بیرہ جناب محمد رستم علیخان صاحب مرحوم مغفور ناظر سابق کوتوال بیرون بلدہ سرکار عالی

نئے خیالات نئی روشنی کے حضرات مین بعض تو ایسے ہین جو عام طور پر شاعری کو مخرب اخلاق اور رذیل صفات کے مکروہ الفاظ سے منسوب کرتے ہین - اور اونکا خیال ہے کہ شاعری کی سحر آمیزی برے جذبات کو ابھار کر انسان کو وارفتہ بنا دیتی ہین - یہ سوء اخلاقی کی جڑ ہے اور اوس کے ریشہ دوانیان اعضائی رئیسہ محاسن کو ضعیف و ناتوان بنا کر پائمال کر دیتے ہین بعض ایشیائی شاعری کے حضرات اول الذکر کے ہمخیال ہمردیف ہمعنان ہین - اور نیچرل شاعری کو انسان کی جوہر قابلیت کا برگزیدہ ترین جوہر بتلاتے ہین لیکن میرے اس مکرم شفیق محترم مجموعہ محامد فرادان فخر الامثال الاعوان شاعر بے نظیر ناظم بے عدیل محمد عالم صاحب گیر کے دیوان کے اچھوتی موثر قلوب اور پرجوش مضامین - دلفریب جدید طرز - دلربا نرالا ڈہنگ ثابت کر رہا ہے کہ شاعری کالبد سخن مین جوہر حیات - اور ساغر معنی مین مئے ناب ہے - اوس کے ہر لفظ پر سوز جذبات کیلئے ماء الحیات - اوس کے

ہر جہلک دردمند دلون کے لئے جوارش مسکن ہے ۔ فی الحقیقت صاحب ممدوح صوفی نے
بساط سخن پر گوہر معنی بکھیرے ہین ۔ اور تختہ بلاغت پر گلفشانی کی ہے اونکے
رشحہ قلم کے معنی خیز نتائج اونکو یکتاز میدان فصاحت ثابت کرتے ہین ۔
کیون نہو انکو شرف تلمذ بہی تو حبیب صاحب کنتوری سے ہے ۔ جنکا حسن بیان
جنکی نازک خیالی اساتذہ سلف کی دلربا سخن سنجیون کی جلوہ نمائی کرتی ہے ۔ میرے
خیال مین مصنف کے غیر معمولی ترقی بدنداق طبع زبان اردو کے لئے مایہ ناز ہے
اور باغ سخن کیلئے اس عندلیب سحر بیان کے نغمہ سرائی باعث رونق ۔ اللہم
زد فزد ۔ بس اسی پر اختصار کلام ہے ۔ راقم محبوب علیخان مددگار تعلقدار ایکار

تقریظ از نتائج فکر مجموعہ فواضل شیرین رقم عطارد قلم
مسیحائے زمان مولوی حکیم محمد یوسف صاحب شیر سابق
طبیب ریاستہائے مالیر کوٹلہ ولوہارو ملک پنجاب حال وارد
حیدرآباد دکن محلہ افضل گنج دیوڑہی جناب محمد رستم علیخان
صاحب ناصر مرحوم مغفور

ہم آئے دن زمانہ کے نیرنگیان اور انقلابات دیکھہ دیکھکر یہ فیصلہ کر سکتے ہین
کہ دنیا کی کسی حالت کو ثبات و قرار نہین ۔ تہوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ وہ السشائی
رنگ جو ہمارے چمن زندگی کیلئے بہار افزا تہا اب کانٹے کیطرح دلون مین کھٹکنے لگا
ہے ۔ اسوقت ہماری موجودہ شاعری کی یہ حالت ہوی اور ہوتی جاتی ہے کہ

جو نو نہال مضامین ہماری باغ سخن مین نشو و نما پا کر پہولے پہلے تہے وہ برگ
خزان زدہ کیطرح پت جہڑ ہو رہے ہین اور اونکی کونپلین مرجہانے لگی ہین -
اور وہ جذبات جو ہمارے گلشن مین فصل بہار کے پہولون کے طرح مہک رہے تہے
اکثر کملاتے جاتے ہین اور اونکی پتیان باد سموم کے ہتے چڑہ رہے ہین
اب دیکہنا یہ ہے کہ اس چمن کے سرسبزی کے لئے ہمین کیا اور کس قسم کی
کوشش درکار ہے - غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس چمن کو اوسی
چشمے سے سینچنے کی کوشش کیجائیگی جسکے سوت اب بند ہوتے جارہے ہین
تو پہر اسکا موجودہ زمانے مین ترو تازہ ہونا غیر متوقع امر ہے اس لئے وقت کا
اقتضا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت باغ سخن کے آبیاری کیلئے وہ سر چشمے تین
نکالی جائین جو اوسکو کافی طور پر سیراب کر سکین - پس زمانہ ماضی کے الفاظ
خیالات تشبیہات استعارات اور اسالیب بیان پر بعینہ مرمٹنا اور اسقدر لکیر کا
فقیر ہو جانا کہ اونکے حدود سے قدم ہی باہر نہ نکال سکین ایک ناواجب تقلید ہوگی
لہذا ہر ایسے شخص کے لئے جسکی فطرت مین قسام ازل نے شاعریکا جوہر ودا د
ودیعت کر دیا ہو صحیفہ فطرت کا مطالعہ کرنا لازم ہے اور اس عطیہ الٰہی کو مقتضائے
فطرت کے طور پر کام مین لانا ضرور ہے - یہ بڑی خوش طالعی کی بات ہے کہ
آجکل ہمارے بعض جادو بیان شاعرون نے اپنی عنان توجہ کو اسطرف
مایل کیا ہے چنانچہ ہمارے معزز دوست مولوی عالمگیر محمد خانصاحب کی

جادو نگار اور خوش سلیقہ ہاتون سے ایک نئے چمن کے خیابان بندی کی ہے
جسکی خوش رنگیان ہمنے دیکھین - اور جس کے پہول ہمنے سونگہے ماشاء اللہ
اہل سخن کے پرلطف صحبتون مین یہہ دیوان عزت کی نگاہ سے دیکہا جائیگا
اسکے ہر غزل مین زبان کی صفائی الفاظ کی خوبی محاورات کی چستی طرز ادا کی
خوش اسلوبی اور انداز بیان کی پاکیزگی کا خیال رکہا گیا ہے - اور ہر شعر مین
کچہہ ایسی نرالی شوخی کیساتہہ درد کوٹ کوٹ کر بہرا ہے کہ طبیعت پہڑک پڑتی ہے
اگر ان سادگی اور خوبی کیساتہہ جبلیت اور فطرت انسانی کے دقائق و
غوامض کے اظہار کا خیال بہی رکہا جاتا تو ایسے ہونہار اصحاب کی عرق آمیز
کوششون سے خلاقی عمارت کے استحکام کا بہی بڑا موقع ملسکتا ہے - مگر
یہہ امر مسلم ہے کہ جو صدا دل سے اوٹہتی ہے وہی بے ساختہ زبان سے نکلجاتی
ہے اور چونکہ ہمارے معزز دوست عالمگیر محمد خانصاحب ایک لائق طبیعت دار
خوش فکر خوشتر و خوشخو اور چلبلی طبیعت کے نوجوان ہین اس لئے وفور جذبات
کے حکم کی تعمیل مقتضائے سن ہی سمجہنا چاہئے مگر اونکی موزونیت طبع کی
بنجر ان گلشن سے آیندہ بہت خوشگوار ثمرات کا ملنا متوقع ہے اس لئے ہم
خدائے تعالی سے دعا کرتے ہین کہ ہمارے دوست اپنی مرادونمین بہرہ مند رہین اور
دنیا مین نامور دین مین خوش نصیب ہون فقط   راقم حکیم محمد یوسف نیر

تاریخ نتیجہ فکر عالم علوم معنوی و صوری جناب حکیم مولوی کفیل احمد صاحب عاجز سکندرپوری عم فیضہ

عالم شاعر نے جو دیوان لکھا
خوب لکھا خوب لکھا واہ وا

جاوزا اوصافہ عن حدہا
لیس نظیر لہ فی الجاورا

سر من الناس باشعارہ
حسنہا حفظہا من رای

عاجز خستہ نے لکھا سال طبع
تازہ سخن جلوۂ عالم چھپا

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع زادا فارس مضمار فارسی جناب ترک علیشاہ صاحب ترکی مخاطب بہ امیر الشعراء ملازم سلطان دکن

چو ترکی طبع شد دیوان عالم
کہ ہر لفظش برائے نظم جانست

پس از خواندنش پیر خرد گفت
چہ طبع عالم شیرین زبانست

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد سحر طرازی کلک دربر سلک سلیل خداوندان علم و ادب سید فاطمی نسب ثانی آتش رشک خلیل جناب مولوی سید محمد عسکری صاحب المتخلص بہ عدیل برادر حضرت حبیب کنتوری مد ظلہ العالی

تازہ ہے گرمی بازار سخن
نظم عالمگیر خوش گفتار سے

لاتی ہے بوئے ریاحین حبیب
جب نسیم آتی ہے اس گلزار سے

بسکہ ہے لطف زبان اسمین عدیل
سن یہی نکلا خوبی گفتار سے

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد شمع دودمان فضل و کمال عالم آرائے خیال و مثال مستجمع اخلاق و محاسن جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب المتخلص بہ ضامن کنتوری خلف حضرت اوستادی حبیب کنتوری مد ظلہ العالی

چھپ گیا دیوان عالم باصد آب و تاب امسن
جسکے اک اک بیت موج بحر خوبی بیگمان ہے
بہر سال طبع تم یہ مصرعہ برجستہ لکھدو
عالم معنی کلام عالم آتش زبان ہے
۱۳۱۹ھ

از ہمپایۂ نصیر و ذوق ابو المعارج جناب مولوی میر عبد الرؤف صاحب جعفری المتخلص بہ شوق تلمیذ سعید و رشید حضرت حبیب کنتوری مدظلہ العالے

کلام عالم خوشگو ہے وہ نایاب مجموعہ
کہ دیگر لعل و گوہر مشتری گر لے تو ہے سستا
بصد اخلاص سے اے شوق سال طبع تم لکھدو
ہے دیوان یا کہ گلہائے فصاحت کا ہے گلدستا
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع زاد کارفرمائی دم عیسوی ناظم نظیر و ناثر بے عدیل مشفقی و مکرمی جناب میرزا ڈاکٹر مولوی بشیر احمد صاحب صابری مجسٹریٹ فوجداری بلدہ حیدرآباد دکن داماد جناب نواب مقرب الدولہ مشہور الملک بہادر دام فیوضہ۔

محبی مشفقی عالم کا دیوان
چھپا ہے عمدتون باحسن اسلوب
بیان حسن و عشق و وصل ہجران
نیاز و ناز جو ہے سبکا سب خوب
سنا جس نے کوئی مضمون اوسکا
کہا بے ساختہ واللہ کیا خوب
کلام دلنشین ہے اس سبب سے
ہوا اہل سخن کے دلکو محبوب
کہان مین اور کہیں فکر تاریخ
فقط ہے حکم کی تعمیل مطلوب
سن ہجری مین اوسکی طبع کا سال
لکھوا ے صابری دیوان مرغوب
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد نبض شناس کالبد معنی مسیحائے زمان مشفقی و محبی جناب مولوی حکیم محب النبی صاحب متوطن جاورہ ملک مالوہ عرف گلشن آباد سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلوی تلمیذ حاذق الملک جناب حکیم محمد عبد الحمید خانصاحب مرحوم و مغفور دہلوی

این بہارستان گلزار شگرف | رنگ و بوے مصحفی و میر شد
ہر ورق ہمدستہ اوراق گل | ہر غزل مجموعۂ تاثیر شد
بہر عالم مژدہ عالم عالم است | نظم عالم عالم تنویر شد
صفحہ اورنگ و سخن اورنگ زیب | شہریار کشور تسخیر شد
گفت ہاتف از محب سال مسیح | جلوہ آرا نظم عالمگیر شد

۱۹۱۰ء

قطع تاریخ طبعزاد عالیجناب صاحبزادہ میر خورشید علیخاں صاحب بہادر فرزند حضرت میر راحت علیخانصاحب بہادر مرحوم نبیرۂ نواب صمصام الملک بہادر مرحوم و مغفور تلمیذ حضرت حبیب کنتوری مدظلہ العالی

سخن عالم شیریں گفتار | نوجوانوں کا ہے دلکش محبوب
نظم کی داد یہ دو تم خورشید | اسکی تاریخ ہے دیوان مرغوب

۱۹ ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر نازک خیال محبی و شفیقی جناب جہانگیر سلمہ اللہ

پائی ہے عالم نے وہ طبع بلند
جسنے دیکھا انکا دیوان غور سے
یوسف مصر معانی بنگیا
ہر نظر ٹھہری زلیخا کی نگاہ
شہرۂ حسن جہانگیر اس سے ہے

جو کہ موزون ہے پئے اظہار عشق
کہہ اوٹھا بے ساختہ معیار عشق
چھپ کے پہونچا جب سر بازار عشق
ہین یہ بیتین پردۂ اسرار عشق
کہدیا گنجینۂ اثار عشق
۱۳ ۱۱

قطعہ تاریخ طبعزاد سر شار خمکدۂ عرفان علوی جناب مولوی شمس الحق سجاد علیصاحب میکش تہانوی یادگار حضرت علوی علیہ الرحمۃ

چھپ گیا ہے وہ کلام عالم
طبع کا سال بہی اب میکش نے
چھپگیا دیوان وہ۔ عالم خوش فکر کا
کیون نہون نایاب پہر۔ دونون کلام کلیم
جان ہے عالم کی ایک۔ انجمن آرا ہی ایک
طبع کی تاریخ کے ساتہہ ہو میکش دعا

ولہٗ

جسکا عالم سے کچہہ عالم ہے نیا
نظم پاکیزہ پر۔ اعجاز کہا
۱۳ ۱۹
جسکے مضامین ہین خم ہین ہو جسطرح مل
دہوم ہو یہ خلق مین۔ ہے یہی عالم مین غل
کیسی طبیعت ملی۔ رشک کرے عقل کل
کہہ رہین رنگین قبا گلشن عالم کی گل
۱۳ ۱۹

از عالم یلمعی فاضل لوذعی طوطی شکرستان علم و فن شمع انجمن شعر و سخن جناب حافظ حکیم مولوی محمد احمد صاحب ایمن سکندرپوری تلمیذ حضرت حبیب کنتوری مدظلہ

ہوا زینت دہ اورنگ سخن عالمگیر
کر کے ترتیب کلام اپنا وہ پایہ شہرہ
ضو انوار معانی سے نظر کو ہے فزا
چاشنی شیرین ہو جو رقم مثال شکر
حسب ارشاد ہوئی فکر کہ تاریخ کہوں
ہاتف غیب پکارا کہ لکھو سال صحیح
عالم افروز ہے مجموعہ نظم
عیسوی سن سے ہے روشن ایمن
کیوں نہ نظم عالی ہو عالم پسند
کہ دو سال ترتیب ایمن رقم
بگو عالم سخن زعالم
از نکتہ دری ادیب و عالم
آن مرجع کل حبیب نامی
بین حسن تلمذش کہ عالم
دیوان کہ درین دو سال شد جمع
آمد بہ سرم چو فکر تاریخ
سال ترتیب نظم ایمن

کیوں نہ ہو ملک سخن میں شہرت ایمن
آؤ دیکھو چمن فکر کی زینت ایمن
کیا خیالات میں عالم کی ہے وسعت ایمن
اس کے ہر شعر میں ہے چاشنی و لطافت ایمن
گو قیامت سے ہے کم قدر طبیعت ایمن
اسکی تاریخ ہے مکتوب نعت ایمن
۱۹۰۱ء

ولہ

مہر رخشان فصاحت ہے یہ
نور آفاق بلاغت ہے یہ
۱۹۰۱ء

ولہ

سلاست میں ہے آجکل بے نظیر
یہ دیوان ہو کیسے بدل بے نظیر
۱۳۱۸ھ

ولہ

وجہ شیرینئی مقال است
فیض سخنش بہ کل حال است
کز وے ہمہ نازش کمال است
از نظم جمیل خوش جمال است
گلزار بدیع بے مثال است
دل گفت نہ جائے قیل و قال است
گلدستۂ محفل خیال است
۱۳۱۸ھ

فضل باری سے ہوا ہے طبع وہ روشن کلام | جسکے سطرون سے خجل ہو سلک در بیبہا
نکتہ سنجی نکتہ دانی ہے عیان ہر بیت سے | واہ کیا طبع رسا ہے آفرین صد مرحبا
سجع موزون عندلیب طبع کا ہے حال طبع | کہدو ایمن خوب ہے رشک چمن دیوان ہوا

وله

لے چہ خوش دیوان عالم طبع گشت | بے گمان شد کحل چشم ناظرین ۱۳۱۹
ایمن از من ہاتف غیبی بگفت | سال وے گلدستۂ فکر متین

وله

یہ بہارستان عالمگیر خان | نو گل مضمون کا گلشن خوب ہے ۱۳۱۹
ایمن شادان بسال انطباع | کہہ یہ دیوان مشفق من خوب ہے ۱۳۱۹

وله در توشیح

طال عمرک عالم عالی گہر | شاہ عالمگیر اورنگ سخن
یہ ترا دیوان ہے ایمن کو پسند | غور کر توشیح مین لکہا ہے سن

وله

دیدہ دیوان جناب عالم | اے خوشا حسن فصاحت گفتم ۱۳۱۹
سال طبعش بہ بیسچی ایمن | عشق انگیز بلاغت گفتم ۱۳۱۹

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک جناب مولوی محمد جمیل احمد صاحب جمیل فرزند جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز سکندرپوری صانہما اللہ تعالے عن الشر المعنوی والصوری تلمیذ حضرت حبیب کنتوری مدظلہ العالے

چھپا اندنون خوب دیوان عالم | یہ ہے روح اردو کہ ہے جان عالم

ادا بندیو نہین وہ حسن ادا ہے | کہ ہے ہر ورق بزم خوبان عالم
ہر اک شعر نایاب و دلکش ہے ایسا | پھڑک جائین سنکر حسینان عالم
ہزارون ہین دلہائے مشتاق مہمان | وہ ہے لذت نعمت خوان عالم
متانت سلاست سے کہتے ہے ہر جا | کہ تا حشر ہے ہمپہ احسان عالم
فصاحت کی شمعین ہین الفاظ روشن | سنور ہو کیون شبستان عالم
جمیل اس کے چہپنے کی تاریخ یہ ہے | فصاحت کا فوٹو ہے دیوان عالم

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبعزاد نکتہ رس ناز کخیال دقیقہ سنج شیرین مقال جناب مولوی سید قاسم صاحب رفیق ملازم دفتر کمشنر کروڑگیری حد متوسط

رفیق میری جو عالم ہین صاحب دیوان | عطا کیا ہے خدا نے انہین مذاق عجیب
کلام انکا مین ہر دل عزیز پاتا ہون | پسند اسکو نہ کیونکر کرین امیر و غریب
ابہی تو طبع ہوا ہے مگر بہت جلدی | یہ بوئے خوش کیطرح جائیگا بعید و قریب
ادا شناسی معنے نے سال طبع کہا | قسم بجان لطافت کہ ہے کلام غریب

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبعزاد کلک گہر سلک جناب مولوی ابو رضا رضی الدین حسن صاحب حیدرآبادی المتخلص بہ کیفی شاگرد رشید ملکش تہانوی

طبع دیوان بنمود عالم | ہست طبعش ہمہ گیر ہمہ دان

ہے سال طبع از سر وشش رسیدہ	خوشنما طبع ولیا اپنا حسب اپنی بانیم

قطعہ تاریخ تراوش طبع گہر بار جناب مولوی سید سعید الدین علیصاحب صاحبزادہ المتخلص بہ شباب شہرت نجابت جاہ مرحوم تلمیذ حضرت حبیب کنتوری

رنگ بوئے نظم عالم ہے شباب	صاف گویا ہے کہ یہ دیوان گرف
آتی ہے باغ حقیقت سے صدا	سال ہے اسکا بہار بے خزاں

قطعہ تاریخ طبعزاد کلک گہر سلک جناب مولوی محمد ہاشم علیصاحب المتخلص بہ طبع رس بخشی علاقہ سر خورشید جاہ بہادر دام اقبالہ تلمیذ حبیب کنتوری مدظلہ العالی

چھپ گیا جو کلام عالم کا	دیکھکر خوش ہر اک سخندان ہے
ہمنے تاریخ یہ کہی بیتوش	کہ نیا بے نظیر دیوان ہے

قطعہ تاریخ طبعزاد کلک گہر سلک صاحبزادہ غلام جیلانی خانصاحب سلمہ اللہ تعالی ہمشیرزادہ مصنف خلف الصدق جناب صاحبزادہ محمد عبد الصمد خانصاحب عم نوابصاحب بہادر مرحوم ومغفور جنت آرام گاہ رئیس جاورہ ملک مالوہ عرف گلشن آباد

چھپا دکن میں جو کلام عالم سخن سرا	گل ریاض ہند کے شمیم تھی ہیہ صبا
ہے فل ہر اک فریفتہ ہر اک گوش منتظر	ہر ایک لب پہ واہ ہے ہر اک زبانپہ مرحبا

جہان جہان پڑا گیا وہان تہا شمع انجمن
جہان جہان بنا گیا غزلے روح بنگیا

زبان جہان شستہ بندشین درست ہین
محاورات برمحل معاملات برملا

کہ جو بات ہین کوئی نہ کوئی بات بانکین
ہین سارے لفظ دلنشین ہین سارے شعر دلربا

تناسبات لفظی و تکلفات معنوی
ہین گویا حسن صورت اور حسن سیرت ایکجا

جو پوچھا انور اسکا سال طبع مجہسے عقل نے
سرور دل بہار گلشن طرب ۔ بتا دیا

قطعہ تاریخ طبعزاد گل نورس بوستان سخندانی شفیقی سید شاہ حفیظ عالم صاحب غازی پوری تلمیذ حضرت حبیب کنتوری مدظلہ

تازہ ہراک غزل مین ہے رنگ شباب
سرور نہ کسطرح ہون پڑہکر احباب

ہرشخص جدہر سنو یہ کہتا ہے حفیظ
دیوان بہت خوب ہے عالم کا جناب

۱۳۱۹ھ

ولہ در صنعت مستزاد

جبدم دیوان یہ نظر سے گذرا ✦ دل شاد ہوا
بیساختہ ہر زبان سے یہ نکلا ✦ ماشاء اللہ
تاریخ ہے مستزاد کے ساتھ بہم ✦ صرف ایک ہے کم
اچہا دیوان حفیظ عالم نے کہا ✦ سب کہتے ہین واہ

(۱۳۰۶) ۱۳۱۸ھ (۱۲)

قطعہ تاریخ تراوش طبع گہربار جناب غلام دستگیر صاحب آبر حیدرآبادی تلمیذ حضرت حبیب کنتوری مدظلہ العالی

عالم کا ہوا ہے طبع دیوان
فصلی تاریخ اسکی اے آبر

عالم عالم ہے جسکا شہرا
لکھہ (خوان طرب کتاب زیبا)
۱۳۱۱ ف

قطعہ تاریخ طبع ازا فروش طبع گہر بار جناب میر شرف علیخانصاحب صاحبزادہ مدہوش تخلص شاگرد حضرت حبیب کنتوری

صد شکر ہوا وہ طبع دیوان
اوراق گل کہان کہان شعر
ہو گنگ حکیم بہی سنے گر
دیوان عمدہ فصیح شاعر
مدہوش کہو زروے جودت

ہر شعر ہے جسکا جان عالم
بلبل ہین ہمزبان عالم
کیا بات تری بیان عالم
یہ جان جہان وہ جان عالم
گلدستۂ بیخزان عالم
۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبع زاد جناب میر قادر علیصاحب واصل نبیرہ
نواب صلابت جنگ بہادر مرحوم تلمیذ حضرت حبیب کنتوری مدظلہ

للہ الحمد ہوا طبع وہ دیوان نفیس
قطع کرکے سر بدبین کو یہ کہدو واصل

جس سے عالم مین ہوا شہرۂ نام عالم
کسقدر دلکش و رنگین ہے کلام عالم
۱۳۱۹

قطع تاریخ طبع زاد شاعر نازک خیال جناب مولوی سید احمد حسین صاحب
امجد تلمیذ حضرت ترکی و جناب حبیب کنتوری مدظلہ

عالم رنگین کلام این نظم
دیوانش چو زیب طبع بگرفت

بر شاخ نسرین و یاسمن گرد
تحسین چہ قدر ہر اہل فن کرد

سال طبعش بگفتم امجد ۔۔۔ اعجاز کلیم در سخن کرد
۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر یکتا سخندان ادیب جناب مولوی حکیم عبد السلام صاحب ادیب سکندرپوری برادر دلبند حضرت ایمن

مرتب گشت چون دیوان عالم ۔۔۔ ہمہ اہل جہانش بے مثل گفت
ادیب از لب برای سال طبعش ۔۔۔ کلام بے نظیر و بے بدل گفت
۱۳۱۸

ولہ

دیوان پر بلاغت با خوبی و فصاحت ۔۔۔ چون دید ادیب گفتا صفتش چہ پرطرازم
چون گشت صرف فکرت با صد ہزار لطافت ۔۔۔ این در سال سفتہ نظم فصیح عالم
۱۳۱۹

ولہ

نظم دیوان عالم یکتا ۔۔۔ نامۂ حسن عشق ہے لاریب
فکر تاریخ ہے ادیب اگر ۔۔۔ کہہ بیان لطیف ملہم غیب
۱۳۱۹

ناظم نکتہ رس سخن سنج ہنرپرور جناب مولوی محمد انور الحسین صاحب انور سکندرپوری برادر دلبند حضرت ایمن

بسکہ از دو پیش و ناخن تازہ گشت ۔۔۔ ہست این دیوان فصاحت را چمن
انور خستہ سن ترتیب او ۔۔۔ ہاتفم گفتا در تاج سخن
۱۳۱۸

ولہ

یار شیرین زبان من عالمگیر ۔۔۔ گو ہست بی گل فصاحت گلشن
انور افروخت شاد بہر طبع دیوانش ۔۔۔ سال است خزینۂ کلام روشن
۱۳۱۱

قطعہ تاریخ شاعر غرا ناظم اجل جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب اکمل سکندرپوری

مطبع شد چو کلام عالم
اکمل خستہ سال طبعش

گشت گلدستہ با آب و تاب
ہاتفم گفت ریاض شاداب
۱۳۱۹

از درج سخنوری راہ مہر الانور جناب مولوی قاضی محمد عبد الباسط
اختر سلیم پوری گورکھپوری تلمیذ حضرت [illegible]

دیکھ کر یہ کلام پر معنی
اختر خستہ از پے ترتیب
دیوان خویش کرد چون طبع
اختر گفتا پے مسیحی

ولہ

دل نے چاہا [illegible]
نغمہ درد [illegible]
۱۳۱۹
عالم آن خسرو من فصاحت
زیب گل گلشن بلاغت
۱۹ع

برفائقان فائق جناب مولوی شاہ محمد صادق صاحب سکندرپوری

دیدہ این صفحہ گلشن صادق
سال ہجری پس طبع دیوان

حبذا حسن صناعت گفتم
قصر فردوس فصاحت گفتم
۱۳۱۹

در فصاحت فائق و لائق جناب میر محمد مصطفی صاحب شائق سکندرپوری

چھپ گیا آج کلام عالم
عیسوی سال میں تاریخ اوسکی

کیوں نہ شائق کو مسرت ہوتی
گلشن سنبل بلاغت لکھدے
۱۹۲۰ع

قطعہ تاریخ طبعزاد نکتہ سنج بے عدیل جناب مولوی سید عبدالخالق صاحب المتخلص بہ احسن صدر مدرس فارسی مدرسہ فوقانیہ چادرگھاٹ واقع حیدرآباد دکن

کلام عالم فلک پہ پہنچا بنا وہ عیسیٰ جاکی ہمدم	ہین جتنے معجز بیان عالم زبان پہ سبکی ہے نام عالم
لکھی ہین تواریخین شاعرون نے کلام معجز نما کی کثر	ولی تو یہ فقرہ لکھدے احسن ندائے غیبی کلام عالم ۱۹۰۲ء

قطعہ تاریخ طبعزاد محمد نصیر الدین خان المتخلص بہ بشیر شاگرد جناب حضرت حبیب کنتوری مدظلہ العالی

حبذا دیوان عالمگیر خان	چون بدیدم شاد و خرم طبع شد
بہر تاریخش رقم کردم بشیر	شکر رب دیوان عالم طبع شد ۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبعزاد ریختہ کلک گہر سلک جناب منشی محمد عبدالحفیظ صاحب المتخلص بہ حفیظ برادر خورد حبیب نعمانی صا

چھپا جبکہ دیوان عالم دکن مین	بعنوان احسن بہ ترتیب انسب
حفیظ اسکی تاریخ ہمنے بہی لکہی	عجب باغ عالم یہہ پہولا پہلا ہے ۱۳۱۹

چہرے ہین پہر وہ گلبین گے گلشن کی سیر کو
نرگس کے پھول آئینہ مین انتظار کے

تم آ زلف کے دیکھ لو اس جان نثار کو
سہرا بندر دیگا دوش سے اپنے اتار کے

بدلے ہین مال و زر کے دل و جان ایکروز
صدقے کرونگا یار کے سر سے وار کے

اوٹھا فلک پہ ابر ہے کس زور شور سے
زندو خوشی مناؤ دن آئے بہار کے

ساقی ہو صحن باغ ہو دور شراب ہو
ہم شاد و شاد بیٹھے ہون پہلو مین یار کے

ہرگز نہ ان حسینون سے کوئی لگائے دل
سب بیوفا ہین لاکھہ ہین کہدون پکار کے

ڈالی نقاب چاند پہ ابر سیاہ نے
یا آئے زلف چہرہ پہ اوس گلعذار کے

مین بھی ہون ایک عاشق جانباز آپکا
پوچھین تو بے خطر کہون منہ پر نزار کے

کیسا حجاب وصل کی شب اور کہانکی شرم
گھونگٹی پہ ڈالدو یہہ دوپٹہ اوتار کے

پامال کر رہے ہی جنہین تو خوشی کیسا تہہ
ظالم یہی تو پھول ہین میری مزار کے

واللہ کہپ گئی مری آنکھون مین پہدا
کس شان سے کھڑے ہین وہ سینہ ابھار کے

پہونکا غم فراق نے قلب و جگر مرا
شب بھر رہوئین اوڑائے دل داغدار کے

باغ دکن کو پھولنا پھلنا نصیب ہو
آتے ہین لوگ سیر کو شہر و دیار کے

کہدینگے ہم کرینگے نکیرین جب سوال
عاشق نبی کے بندے ہین پروردگار کے

ہو جہ بار بار بگڑتے ہو کس لئے
ثابت کرو قصور تو اس خاکسار کے

پانی برس رہا ہے جہا جہم گھرا ابر
پازیب پاؤنین ہین عروس بہار کے

پہلو سے اوٹھ گئے وہ بگڑ کر شب وصال
ارمان نکل سکے نہ دل بیقرار کے

جہرچے ہین پہرہ وہ کلین گجے گلشن کی سیر کو
تم آ زلف کے دیکہہ لو اس جان نثار کو

بدلے ہین مال و زر کے دل و جان ایکروز
اوٹہا فلک پہ ابر ہے کس زور شور سے

ساقی ہو صحن باغ ہو دور شراب ہو
ہرگز نہ ان حسینون سے کوئی لگائے دل

ڈالی نقاب چاند پہ ابر سیاہ نے
مین بہی ہون ایک عاشق جانباز آپکا

کیسا حجاب وصل کی شب اور کہانکی شرم
پامال کر رہا ہی جنہین تو خوشی کیسا تہہ

واللہ کہپ گئی مری آنکہون مین پہہ دا
پہونکا غم فراق نے قلب و جگر مرا

باغ دکن کو پہولنا پہلنا نصیب ہو
کہدینگے ہم کرینگے نکیرین جب سوال

ہو جہ بار بار بگڑتے ہو کس لئے
پانی برس رہا ہے جہا جہم گہرا ہی ابر

پہلو سے اوٹہہ گئے وہ بگڑ کر شب وصال

نرگس کے پہول آئینہ مین انتظار کے
سہرے بندہ دیگا دوش سے اپنے اوتار کے

صدقے کرونگا یار کے سہر سے وار کے
زندہ خوشی مناؤ دن آئے بہار کے

ہم شاد شاد بیٹہے ہون پہلو مین یار کے
سب بیوفا ہین لاکہہ ہین کہدون پکار کے

یا آئے زلف چہرہ پہ اوس گلعذار کے
پوچہین تو بے خطر کہون منہ پر نزار کے

کہونٹی پہ ڈال دوپٹہ وہ بیٹہا اوتار کے
ظالم یہی تو پہول ہین میری مزار کے

کس شان سے کہڑے ہین وہ سینہ ابہار کے
شب بہر دہو ئین اوڑائے دل داغدار کے

آتے ہین لوگ سیر کو شہر و دیار کے
عاشق ہی کے بندے ہین پروردگار کے

ثابت کرو قصور تو اس خاکسار کے
پازیب پاؤن مین ہین عروس بہار کے

ارمان نکل سکے نہ دل بیقرار کے

چرچے ہین پھر وہ گلبدن گلشن کی سیر کو — نرگس کے پھول آئینہ ہین انتظار کے

تم آ زلف کے دیکھہ لو اس جان نثار کو — سہر بدر دیگا دوش سے اپنے اوتار کے

بدلے مین مال ور کے دل و جان ایکروز — صدقے کرونگا یار کے سہرے سے وار کے

اوٹھا فلک پہ ابر ہے کس زور شور سے — زندو خوشی مناؤ دن آئے بہار کے

ساقی ہو صحن باغ ہو دور شراب ہو — ہم شاد شاد بیٹھے ہون پہلو مین یار کے

ہرگز نہ ان حسینون سے کوئی لگائے دل — سب بیوفا ہین لاکہہ مین کہدون پکار کے

ڈالی نقاب چاند پہ ابر سیاہ نے — یا آئے زلف چہرہ پہ ادس گلعذار کے

مین بھی ہون ایک عاشق جانباز آپکا — پوچھین تو بے خطر کہون منہ پر نزار کے

کیسا حجاب وصل کی شب اور کہانکی شرم — کھونٹی پہ ڈال دوپٹہ دوپٹہ اوتار کے

پامال کرتا ہی جنہین تو خوشی کیساتھہ — ظالم یہی تو پھول ہین میری مزار کے

واللہ کھب گئی مری آنکھون مین یہ ادا — کس شان سے کھڑے ہین وہ سینہ ابھار کے

پھونکا غم فراق نے قلب و جگر مرا — شب بھر دھوئین اوڑائے دل داغدار کے

باغ دکن کو پھولنا پھلنا نصیب ہو — آتے ہین لوگ سیر کو شہر و دیار کے

کہدینگے ہم کرینگے نکیرین جب سوال — عاشق نبی کے بندے ہین پروردگار کے

بیوجہ بار بار بگڑتے ہو کس لئے — ثابت کرو قصور تو اس خاکسار کے

پانی برس رہا ہے چھما چھم گھرا ہی ابر — پازیب پاؤن مین ہین عروس بہار کے

پہلو سے اوٹھہ گئے وہ بگڑ کر شب وصال — ارمان نکل سکے نہ دل بیقرار کے